سوانح شیر بیشۂ سنّت

بنام تاریخی

مظاہرۂ مولانا حشمت علی (رحمۃ اللہ علیہ)

۱۳۶۰ھ

مؤلف

محبوب ملت مفتی اہلسنت مولانا

محمد محبوب علی خان قادری علیہ الرحمہ

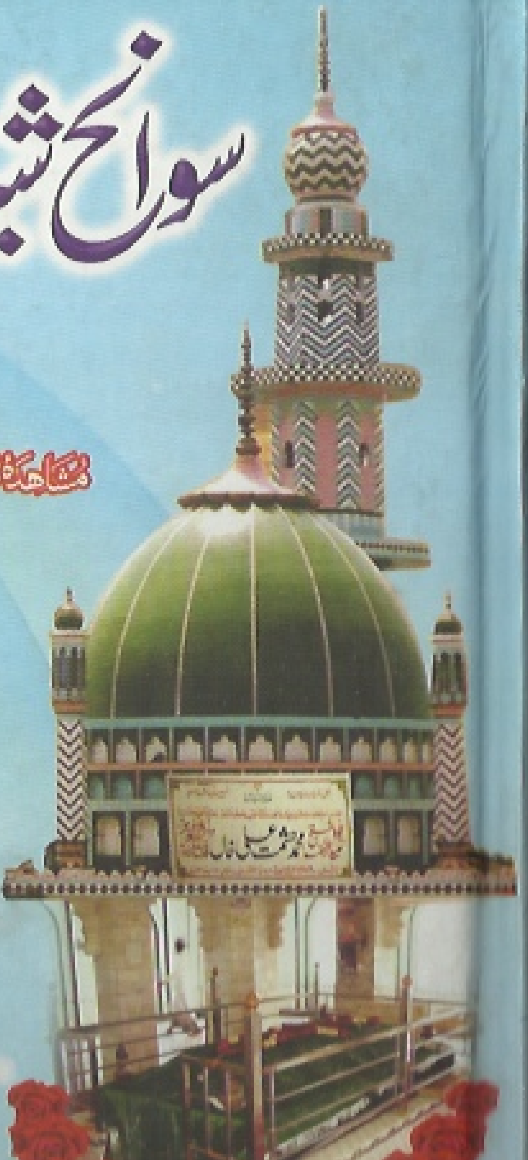

النوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی

گنج شکر شیدروڈ بلال گنج لاہور پاکستان

+92 42 37247702

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	سوانح شیر بیشہ سنت
تاریخی نام	مشاہدہ مولانا حشمت علی
	۸۰ ہجری ۱۳
مولفہ	حضرت مولانا محمد محبوب علی خان قادری علیہ الرحمہ
تذکرہ اہل وفا	مشتاق احمد نظامی الہ آباد انڈیا
طباعت	باراول: محرم ۱۳۱۱ھ، تعداد: تین ہزار (بمبئی)
	باردوم: محرم ۱۳۱۱ھ، تعداد: 3000 (بمبئی)
	بارسوئم: ربیع الاول ۱۳۱۵ھ تعداد: 1000 (کراچی)
	بارچہارم: ۲۵ صفر ۱۳۳۲ھ تعداد: 1000 (لاہور)
زیر اہتمام	محفوظ احمد قادری رضوی مصطفوی
ناشر	محمد مصطفیٰ اشرف، محمد مختار اشرف

.... ملنے کا پتہ ....

دارُالنُّور مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور پاکستان

فون: +92-42-37247702, +92-300-8539872 - 314-4979792

مسلم کتابوی: دربار مارکیٹ لاہور — مکتبہ قادریہ: دربار مارکیٹ لاہور

اسلامک بک کارپوریشن: راولپنڈی — مکتبہ غوثیہ: کراچی

مکتبہ رضویہ: آرام باغ کراچی — عباسی کتب خانہ: جونا مارکیٹ کراچی

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	تذکرہ اہل وفا	۵	۲۶	ملتان شہر میں مناظرہ	۱۳۶
۲	سوانح شیر بیشۂ سنت	۳۰	۲۷	گیا میں مناظرہ	۱۳۹
۳	پہلا مناظرہ	۴۱	۲۸	نان پارہ میں مناظرہ	۱۴۷
۴	آپ ابوالفتح ہیں	۴۳	۲۹	بھدرسہ کا مقدمہ	۱۵۴
۵	دستار بندی	۴۷	۳۰	مہوہ پاکھر میں مناظرہ	۱۵۸
۶	حضرت کے اساتذہ کرام	۴۷	۳۱	حاضری حرمین شریفین	۱۶۱
۷	خلافت و اجازت	۴۷	۳۲	جہاز میں وہابی سے مکالمہ	۱۶۴
۸	چیلنج مباہلہ	۵۱	۳۳	نصائح ضروریہ	۱۹۵
۹	سورت اور راندیر میں مناظرہ	۵۷	۳۴	حضرت کے خلفاء	۱۹۹
۱۰	حضرت کے تلامذہ	۶۵	۳۵	دہانے پور میں مناظرہ	۲۰۴
۱۱	نوساری میں مقدمہ اور کامیابی	۶۷	۳۶	دیوبندیوں کا آخری مقدمہ	۲۱۲
۱۲	تھانوی کا مرض ناگفتہ بہ	۶۹	۳۷	تصنیفات	۲۲۸
۱۳	ناظم تعلیمات دیوبندی کا کالا منہ	۷۰	۳۸	دوسری مرتبہ حاضری حرمین شریفین	۲۳۰
۱۴	وہابیہ کی سازش زہر خورانی	۷۳	۳۹	زہر خورانی	۲۳۹
۱۵	آریوں سے مناظرہ	۷۵	۴۰	حضرت کے جسم کے اعضاء الگ الگ ہونا	۲۵۳
۱۶	غیر مقلدین سے مناظرہ	۷۷	۴۱	قبور مسلمین کا احترام	۲۵۶
۱۷	دوسری شادی	۷۸	۴۲	آخری خوش نصیب مرید	۲۵۷
۱۸	اذان خطبۂ جمعہ	۸۳	۴۳	واقعات بعد انتقال	۲۶۰
۱۹	دیوبندیوں کا چیلنج مناظرہ و فرار	۸۷	۴۴	حضرت کے چند خطوط	۲۶۴
۲۰	میرا پیشہ ردّ وہابیت ہے	۹۴	۴۵	پرانی یادیں	۲۷۷
۲۱	دو سوٹ کیس کی چوری	۱۰۷			
۲۲	چندوسی کا فیصلہ کن مناظرہ	۱۱۰			
۲۳	رنگون میں مناظرہ	۱۱۵			
۲۴	والد ماجد کا وصال	۱۲۱			
۲۵	منظور و خام سرائی سے مناظرہ	۱۲۵			

تذکرہ اہلِ وفا کا

آؤ! آج ایک ایسے مردِ مجاہد کی بات کریں جو اپنی حیات ظاہری میں تو ہم میں نہ رہ گیا لیکن اپنی زندگی کے بے پناہ نقوش ہماری زندگی پر چھوڑ گیا اگر اس چھاپ کے بغیر ہماری زندگی کو دیکھا جائے تو زندگی نہیں ایک لفظ بے معنی ہو۔

آؤ! ہم اسے درس گاہوں میں ڈھونڈھیں تو اپنے وقت میں امام غزالی کا نائب نظر آئے۔ خانقاہوں میں تلاش کریں تو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی کا حق ادا کرتا نظر آئے۔ اور کانفرنسوں اور جلسوں میں تلاش کریں تو اس کے بغیر زبان گنگ نظر آئے اور مناظرے کے میدان میں تلاش کریں تو یہ محسوس ہو ؎

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسی چارہ جو کا وار ہے کہ یہ وار آر سے پار ہے

غرض جس نے زبان کو قوت گویائی دی ہے۔ مناظر کو بادلوں کی گھن گرج دی — کانفرنسوں کو اپنی روح کی توانائی اور پائیدگی دی۔ مقررین کو زبان کے نئے نئے اسلوب اور انداز فکر و ادب دیا۔

وہ بیک وقت ایک معیاری درس گاہ کا عظیم مدرس ہے وہ مفسر بھی ہے اور مایۂ ناز محدث بھی وہ اپنے وقت کا فقیہ بھی ہے اور مفتی دین بھی۔ مگر ایک میدان ایسا بھی ہے جہاں وہ منفرد ہے۔ ممتاز ہے اور وہ ہے میدان مناظرہ۔ مناظرہ ان کی سرشت و فطرت ہے۔ ضمیر و خمیر ہے اوڑھنا اور بچھونا ہے۔ ان کی ہر ادا مناظرہ ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ مناظرہ انھوں نے سیکھا نہیں۔ ان کے رب نے مناظرے کی فطرت پر انھیں پیدا کیا۔ وہ چاہتے تھے کہ مناظرہ ہوتا رہے حق کی اشاعت ہوتی ہے۔ باطل سرنگوں ہوتا رہے۔

وہ ایسے حاضر جواب تھے کہ بڑوں بڑوں کے دانت کھٹے ہو جاتے۔ مجبوراً

ہو جاتے۔ آپ اس سے اندازہ کیجئے کہ مدرسہ ضلع فیض آباد کا مقدمہ ہے۔ ابوالوفا شاہجہاں پوری سے اسی کورٹ میں بحث ہو رہی ہے۔ ہمارے شیر سے جج نے کہا مولانا آپ شاہد و گواہ کہاں سے لائیں گے۔ فرمایا۔ پاٹا نالہ سے عبدالشکور کاکوروی کو لاؤں گا اتنا سننا تھا کہ کورٹ پر ایک سناٹا اور ہو کا عالم طاری ہو گیا۔ جج کو معلوم تھا کہ عبدالشکور کاکوروی مولانا کا حریف ہے۔ دشمن نے عالم حیرانی میں پوچھا کہ مولانا آپ کا دشمن آپ کے حق میں کیسے گواہی دے گا۔ حضرت نے فرمایا۔ جج صاحب! ابھی آپ فن مناظرہ سے واقف نہیں۔ آپ بلایئے تو سہی۔ پھر دیکھئے گا اگر گواہی نہیں دیتا تو ہمارا اس کا مناظرہ اسی کورٹ میں ہوگا۔ اتنا سننا تھا کہ مجمع کا سکوت ٹوٹ گیا۔ نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت ہمارا شیر زندہ باد، مناظر اعظم زندہ باد کے نعروں سے کورٹ کی فضا گونج اٹھی اور جج نے بھی کہا کہ ایسے شیر سے پنجہ کون ملا سکتا ہے۔

میں نے یہ لکھا ہے کہ وہ معیاری درس گاہ کے عظیم مدرس بھی تھے۔ اس کی بھی شہادت لیتے جایئے۔ ایک بار دفتر جمعیۃ العلمائے قدیم بھنڈی بازار میں مجالس محرم کے سلسلے میں مولوی وجیہ الدین رامپوری آئے۔ مولانا حکیم سید فضل رحیم رحمۃ اللہ علیہ کا دور تھا مولوی صاحب نے حکیم صاحب سے ملاقات کی۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب تکفیر دیابنہ سے متعلق آپ کا کیا خیال ہے تو رامپوری مولوی صاحب بولے کہ میں ابھی سوچ رہا ہوں۔ تو حکیم صاحب نے فرمایا۔ تشریف لے جایئے جب سوچ لیجئے گا تو آیئے گا۔ مولوی رامپوری حکیم صاحب کے کمرے سے نکل کر اس سے متصل کمرے میں چلے گئے جہاں سنی علمائے کرام کا قیام تھا وہاں اس مسئلے پر گفتگو شروع کر دی کہ آپ لوگ دیوبندیوں کی تکفیر کیوں کرتے ہیں صرف اس لئے کہ اعلیٰ کو ارذل سے تشبیہ دی اور بات ذرا تیز ہو گئی۔ اندیشہ تھا کہ بات ہاتھ سے نکل جائے چنانچہ جب حکیم صاحب کو معلوم ہوا تو فوراً حضرت شیر بیشۂ سنت کی قیام گاہ پر آدمی بھیج کر جلد تشریف لائیں۔

حضرت تشریف لائے اور بات شروع ہو گئی۔ اب ہمارا شیر گرجتی ہوئی آواز میں بولا۔ مولانا اس کا مدار لغت پر نہیں اس کا مدار عرف عام پر ہے۔ بس یہ جملہ سننا

تھا کہ علماء کرام اٹھ گئے۔ کوئی ہاتھ چوم رہا ہے کوئی قدم بوسی کر رہا ہے کوئی پیشانی چوم رہا ہے۔ نعرے پر نعرے لگ رہے ہیں۔ مولوی رام پوری کا چہرہ اتر گیا اور جوتا پہن کر یہ جا وہ جا۔

قریب سے دیکھو تو معلوم ہو کہ پوری دنیائے سنیت نے جس کو مناظر اعظم کہا بہت سوچ سمجھ کر کہا۔ سیدنا امام احمد رضا کتابوں کے مصنف ہیں۔ شیر بیشۂ سنت ان کتابوں کے ناشر و مبلغ اور قلب و جگر میں اتارنے والے ہیں۔ وہ مسلک اعلیٰحضرت کو پڑھاتے نہیں بلکہ پلاتے تھے۔

ایک بار میں گجرات کے دورہ پر تھا۔ پادرہ کمبول شنکاریہ وغیرہ بھی جانا ہوا۔ کمبول میں جلسہ کے بعد لوگوں نے ایک مسئلہ پوچھا۔ میں نے جواباً کہا اعلیٰحضرت کی فلاں کتاب ملی تو میں جواب حاضر کروں گا۔ بس تھوڑی دیر میں احباب نے کتابوں کا انبار لگا دیا میں حیران تھا کہاں بریلی کہاں، گجرات کا کمبول۔ یہ فیضان علمی تھا شیر بیشۂ سنت کا وہ جہاں گئے پیلی بھیت و لکھنؤ لے کر نہیں گئے۔ بریلی لے کر گئے اپنے باپ دادا کا نام لے کر نہ گئے امام اہلسنت مجدد اعظم کا نام لے کر گئے۔

ایک بات اور یاد آگئی۔ ایک دفعہ کاٹھیاواڑ کے شہر گونڈل میں میرا تقریری پروگرام تھا اور حاجی محمد اسمٰعیل صاحب کے یہاں چائے کی دعوت تھی۔ درمیان گفتگو میں نے کہا کہ میری کتاب تجانب اہل السنۃ کہیں گم ہو گئی ہے مجھے بہت صدمہ ہے۔ مکرمی اسمٰعیل صاحب اٹھے اور اپنے کتب خانہ سے لاکر یہ کتاب مجھے نذر پیش کی۔ میں حیران تھا کہ یا اللہ! کہاں گونڈل اور کہاں پیلی بھیت۔ مگر یہ سب کا سب صدقہ ہے شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا۔

دو روز بعد مجھے عزیزم حافظ افضل محمد قادری کو سفر حج و زیارت کے لئے رخصت کرنے کرناٹک جانا ہے ایسے میں خطیب اہلسنت وقار ملت مولانا الحاج محمد منصور علی خان صاحب قادری خطیب سنی بڑی مسجد، مدنپورہ بمبئی کا پیغام آیا کہ کچھ لکھ کر پھر کرناٹک جایئے۔ چاروناچار قلم اٹھانا پڑا اور ذہن میں جو کچھ منتشر تھا اسے سمیٹ کر

حاضر کر رہا ہوں۔ میں نے کچھ احسان نہیں کیا مولانا کا احسان ہے کہ انھوں نے اس سعادت میں مجھے شریک کر لیا۔

مولانا منصور علی خان ایک علمی خانوادے کے شہزادے ہیں انھوں نے علم کی گود میں پرورش پائی۔ مسلک اعلیٰحضرت ان کی ریڑھ میں ہے انھوں نے اپنے والد ماجد سے علم سینہ بھی پایا اور علم سفینہ بھی پایا۔ ان کے والد ماجد حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ شیر بیشۂ سنت کے بھائی خود بھی بہت بڑے عالم ہفتی۔ حافظ قاری، مدرس، مقرر، خطیب و مصنف و شاعر و ادیب اور وقت کے شیخ طریقت بھی۔ انھوں نے پڑھا بھی تھا اور اعلیٰ حضرت کی بارگاہ سے پیا بھی تھا۔ چنانچہ انھوں نے اپنے بڑے صاحبزادے مولانا محمد منصور علی خان کو پڑھایا بھی اور پلایا بھی۔ اب اسے کون جانے کہ کتنا پلایا ہے۔ یہ تو پلانے والا ہی جانتا ہے اللہ کا فضل و کرم ہے کہ آج ملک کے شرق و غرب میں مولانا منصور کی خطابت کی دھوم ہے۔ جہاں جاتے ہیں اعلیٰ حضرت کا مسلک لیکر جاتے ہیں۔ مخالفین اہلسنت نے مقدمہ دائر کیا۔ پریشان کیا۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ بزرگوں کے کرم سے مولانا منصور ہر مقام پر فتحمند و مظفر و منصور ہی رہے۔ شہر بمبئی کی اتنی بڑی مسجد کی خطابت و امامت آسان نہ تھی۔ سنی بڑی مسجد عام مساجد کے لیے ایک مثالی مسجد ہے۔ یہاں سنی معمولات و مراسم کو زندہ رکھا جاتا ہے جس سے خود قوم کو زندگی ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت و سلامتی سے مولانا منصور کو زندہ رکھے اور مراسم و معمولات اہلسنت زندگی و تابندگی پاتے رہیں۔ آمین

محبوب ملت شیخ طریقت۔ مفتی بمبئی۔ عالم باعمل حضرت مولانا الحاج محمد محبوب علی خان قادری علیہ الرحمۃ والرضوان نے کتنے قلمی شاہکار چھوڑے ہیں کہ آج کے طلبہ اگر اسے یاد کرلیں تو میدان فن فرد کے شہسوار بن جائیں۔ ایسی نادر و نایاب کتابیں تصنیف فرمائی ہیں کہ اگر ان کتابوں سے کتب خانہ خالی ہے تو وہ مکمل کتب خانہ نہ سمجھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس علمی خانوادے کو بہت دنوں تک دینی خدمات کے لیے سلامت رکھے۔ آمین

بات دور آگئی۔ ہماری زندگی شیر بیشۂ سنت کے احسانات سے تبدیل ہوئی ہے۔

میں دیہات سے الہ آباد آیا تھا اور مدرسہ سبحانیہ میں پڑھ رہا تھا۔ ایک وہابی مدرس

کے پاس میری فارسی کی کتابیں تھیں وہ بہت کٹر وہابی دیوبندی تھا۔ شیر بیشۂ سنت اور مجاہد ملت کو گالیاں دیتا تھا۔ اسی درمیان میں مجاہد ملت نے الہ آباد میں شیر بیشۂ سنت کا بارہ روزہ تقریری پروگرام مرتب فرمایا۔ بارہ دن مسلسل میں حضرت کی تقریر یں سنتا رہا اب وہابیت دیوبندیت سے کچھ آشنائی ہوئی۔ مجاہد ملت تو پہلے ہی دل میں اتر گئے تھے اب شیر بیشۂ سنت بھی اسی دل میں آکر بیٹھ گئے۔

اب میں نے کمیٹی سے فارسی مدرس کی شکایت کی چنانچہ کمیٹی نے میرے اسباق کو بحر العلوم مولانا نظام الدین صاحب اور مولانا عبدالرب صاحب مرادآبادی کے پاس منتقل کر دیا۔ گویا میرے علم و ادب کا خوشگوار دور آیا۔ یہ سب صدقہ حضرت شیر بیشۂ سنت کی معیت اور بابرکت صحبت کا ہے۔

اس کی زندہ مثال الحاج حافظ لعل محمد قادری ہیں۔ بھیونڈی میں مناظرے کے زمانے میں ان سے میں نے کہا کہ مناظرہ میں کام کرو۔ دار العلوم کی رسید مت کاٹو۔ مناظر کو ایک گلاس پانی دینا بھی ثواب کا کام ہے۔ چنانچہ حافظ لعل محمد نے ایسا ہی کیا۔ میں بہت خوش ہوا۔ ایک بار میں نے دار العلوم کی روداد میں لکھا کہ ہمارا سفیر وہابی دیوبندی جماعت اسلامی سے چندہ نہیں لے گا۔ تو ظہور یا ظہیر نام کا ایک شخص حافظ لعل محمد سے بولا کہ مولوی صاحب اگر اپنی روداد سے یہ جملہ نکال دیں تو میں پچیس ۲۵ ہزار کا چندہ دیتا ہوں۔ حافظ لعل محمد نے کہا۔ ہمارے یہاں دین و مسلک کا سودا نہیں ہوتا۔ ہم سنیوں سے چار، چار پیسے کا چندہ لیں گے۔ لیکن مسلک اعلیٰ حضرت سے انحراف نہیں ہو سکتا۔

بے نصیبی سے ہم نے بریلی میں تعلیم حاصل نہیں کی۔ لیکن ہم پڑھتے تھے الہ آباد میں پیتے تھے بریلی میں۔ شیر بیشۂ سنت و حضور مفتی اعظم ہند کی بارگاہ میں ہمارا یہ پینا ہی کام آگیا۔ میں آج بطور فخر کہہ سکتا ہوں کہ میں رضوی مارہروی ہوں۔ رضوی مارہروی رہوں گا۔ رضوی مارہروی ہو کر مروں گا۔ اللہ تعالیٰ بریلی کے آستانے کو سلامتی عطا فرمائے۔ (آمین)

بریلوی مسلک کے فروغ و ارتقا میں اگر سب سے پہلے کسی کا نام لیا جا سکتا ہے۔

تو شیر بیشۂ سنت اور محبوب ملت کا — دنیا ہزار طعنہ دیتی رہی لیکن علامہ جامی کی زبان میں یہی کہتے رہے ؎

بصد سامانِ رسوائی سرِ بازاری رقصم

دنیا نے کچھ بھی کہا لیکن ان کے کانوں نے سنا نہیں وہی ہوئے جو بریلی میں دیکھتے اور سنتے تھے۔ شیر بیشۂ سنت مناظرے کی بہت سی باتیں سناتے رہتے تھے۔ جو سینے میں محفوظ ہیں۔ گیا کا مناظرہ تحذیر الناس کی عبارت پر تھا۔ اور ضلع اعظم گڑھ کا مناظرہ مسئلہ علم غیب پر تھا۔ بعدہٗ ضلع فیض آباد کا مناظرہ مسئلہ علم غیب پر تھا بہت سی رودادیں شائع شائع ہو چکی ہیں اور اب آپ کے ہاتھ میں ایک اہم ترین کتاب ہے۔ جو شیر بیشۂ سنت کی سوانح حیات ہے۔ پڑھئے اور شیر حق کی شیرانہ زندگی سے واقف ہو جائیے۔ ان کی مجاہدانہ سرگرمیوں کو جانئے۔ محبوب ملت کا قلم اشیر سنت کی زندگی۔ سونے پر سہاگہ والی بات ہے — شیر بیشۂ سنت ایک بحر ذخار تھے۔ علم کا موجیں لیتا ہوا سمندر تھے۔ علم کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ جہاں ان کا کلوا ہے وہاں بڑے بڑوں کا سر نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت میں ان کی مثال ظاہر فرمائے اور فاضل محترم مولانا محمد منصور علی خان قادری خطیب سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی۔ عزیز گرامی مولانا محمد مقصود علی خان نوری علیمی دار اہلسنت الحاج احمد عمر ڈوسا صاحب حشمتی شیدائے رضویت۔ الحاج عبدالخالق حشمتی اور ان کے رفقائے کار کو توفیق دے کہ وہ دونوں بزرگوں کی تصانیف کو زیادہ سے زیادہ شائع کریں۔

اُڑتی پھرتی تھیں ہزاروں بلبلیں گلزار میں
جی میں کیا آیا کہ پابند نشیمن ہو گئیں

خلوص کار

مشتاق احمد نظامی (خطیب مشرق، پاسبان ملت، علامہ)

بانی و مہتمم دار العلوم غریب نواز الہ آباد

مقیم حال دفتر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء بمبئی

۲۷ ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ ۲۱ جون ۱۹۶۵ء بروز جمعرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اور بیاں بزرگوں کا۔

سُبحٰن اللہ وبحمدہٖ سبحٰن اللہ العظیم

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما

نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

وعلیٰ ذویہ وصحبہ ابد الدھور وکرما

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے

ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

اس دنیا میں راستے دو ہیں ایک جنت کی طرف جاتا ہے دوسرا دوزخ کی طرف جنت کا راستہ معلوم کرنے کے لئے اور دوزخ کے راستے سے بچنے کے لئے علم دین سیکھنا بہت ضروری ہے۔

حضور رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوذر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اگر تم صبح کو جا کر ایک آیت کلام اللہ کی سیکھ لو تو سو رکعت نوافل سے افضل ہے اور اگر ایک باب علم شریعت کا سیکھ لو تو ہزار رکعت نفل پڑھنے سے افضل ہے۔ دین کے طالب علم کے پچھلے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس کی مغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق دعا کرتی ہے۔ طالب علمی کے دور میں موت آجانے سے تو شہادت کا درجہ ملتا ہے۔ طالب علم اس عابد کی طرح ہے جو ہمیشہ کا روزہ دار ہمیشہ کا نمازی اور عبادت گذار ہے ایک مسئلہ دین کا سیکھنا ابو قبیس پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے غور فرمائیے جب طالب علم دین کا یہ مرتبہ ہے تو عالم دین کا کیا بلند مقام ہوگا! ایسے ہی ایک عظیم عالم دین متین مجاہد دین حق تھے امام المناظرین رئیس المتکلمین شیر بیشۂ سنت مظہر اعلیٰ حضرت علامہ مفتی الحاج الشاہ ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی

قادری، برکاتی، رضوی مجددی لکھنوی ثم پیلی بھیتی علیہ الرحمۃ والرضوان
جنکی پوری زندگی سنّی مسلسل وجہد پیہم کی مکمل تصویر رہی۔ وہ عالم بھی تھے حافظ وقاری بھی، مبلغ وادیب بھی۔ بہترین خطیب بھی۔ مدرس ومقرر بھی اور عظیم مناظر بھی، مفتی بھی امام بھی۔ رب کریم نے اپنے محبوبین کے صدقہ میں انکو بہترین صفات سے متصف فرمایا اور ان کی تمام زندگی کی کوشش کا مرکز ومحور دین اسلام ومذہب سنیت وعظمت سید المرسلین علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کا تحفظ رہا۔

تاریخ میں ان ہی کو ملا ہے کوئی مقام
جو اپنے ساتھ زمانے بدل گئے

وہ کبھی سرگرم سیاست میں شریک نہیں ہوئے لیکن سیاسی حالات وواقعات سے غافل نہ تھے اپنے دینی افکار وخیالات کے لحاظ سے وہ ان اصحاب علم میں شامل تھے جن کا موقف یہ تھا کہ ہم کرسی والے نہیں آیۃ الکرسی والے ہیں۔
حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ کبھی نہ کسی سے ڈرے اور نہ بے حق گوئی و حق پرستی ان کا امتیازی نشان رہا۔

ہوائے گرم کے جھونکوں سے بھی نہ مرجھائے
سدا بہار رہے ہیں صداقتوں کے گلاب

حضرت شیر بیشۂ سنت جنھوں نے اپنے برادر عزیز حضرت محبوب ملت غازی اہلسنت علامہ مفتی الحاج حافظ قاری ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علی خان صاحب قادری برکاتی رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان مفتی بمبئی اور ان کے رفقائے کرام پر وہابیوں دیوبندیوں کی طرف سے قائم کردہ سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی کے کیس میں شاندار کامیابی کے بعد ملت کے مسائل کو حل کرنے کے لئے "آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء" کی بنیاد ڈالی۔

دل کے چراغ ہم نے جلائے ہیں راہ میں
کم کم ہی کہیں نہ کہیں روشنی تو ہے

یہ دل کے چراغ جلانا بھی ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ یہ چراغ جب ہی جلتے ہیں

اور روشنی جب ہی ہوتی ہے جب سر میں سودا ہوتا ہے۔ دل میں جذبۂ شوق ہوتا ہے راستہ میں ہزارہا شجر خاردار سے الجھنے کی طاقت ہوتی ہے اور باطل کے صحرا سے گذر کر سرحد ایمان ویقین تک پہنچنے کی لگن ہوتی ہے۔
حضرت شیر بیشۂ سنت نے جس جماعت کو اکابر کے مشورے سے قائم فرمایا اس نے ملت کے نہ جانے کتنے الجھے ہوئے مسائل حل کئے۔ اس جماعت کے سرپرست حضرت تاجدار اہلسنت شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مرشدی مفتی اعظم ہند شہنشاہ خطابت حضور محدث اعظم ہند اور صدر حضور سید العلماء حضرت علامہ مفتی الحاج سید آل مصطفےٰ میاں صاحب قادری برکاتی قاسمی مارہروی علیہم الرحمۃ والرضوان رہے جماعت اہلسنت کے وہ اکابر جن کی رائے ہر معاملہ میں حرف آخر سمجھی جاتی ہے اور جن کی جنبش ابرو سے نہ حل ہونے والے مسائل حل ہوتے نظر آئیں۔ ؎

خزاں کی چھاتی کی دھڑکنوں سے بہار نکلے گی رقص فرما
اگر ہے جذب نظر مکمل تو حسن کی کچھ کمی نہیں!

وہی حضرت شیر بیشۂ سنت جنھوں نے اسلام وسنیت کی تبلیغ واشاعت کا وہ مؤثر ودلنشیں انداز اختیار فرمایا کہ جس نے چمن زار اسلام کے باغبانوں میں زندگی کی نئی روح پھونک دی اور باطل والے دم بخود وحیران رہ گئے۔
شیر بیشۂ اہلسنت ہماری جماعت کے وہ عظیم مناظر وخطیب کہ جب منبر رسول پر تشریف لائیں تو عظمت رسالت ومحبت وعشق رسول علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کے نغموں سے اپنی قوم کو نیا ولولہ، نئی حرارت عطا فرمائیں اور جب مناظرے کے میدان میں یہ شیر حق گرجے تو بادلوں کی گرج شرمندہ نظر آئے۔ دشمنان دین کے خیموں میں لرزہ پیدا ہو جائے اور ایسا معلوم ہو کہ ؎

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

شیر بیشۂ سنت، مخزن علم وحکمت، معدن علم وادب، روشن ودرخشاں منفرد وممتاز

کردار و عمل والی شخصیت۔

شیر بیشۂ سنت مذہب حق، مسلک اہلسنت یعنی مسلک و مشرب سیدنا اعلیٰ حضرت کی بہترین اشاعت فرمانے والے۔

شیر بیشۂ سنت، ہند سے لیکر برما، رنگون اور عرب تک گلشن اسلام و باغ سنیت کو محبتِ رسول کی بہاروں سے تازگی دینے والے۔

شیر بیشۂ سنت، گلشن سنیت کو دین و ایمان و عظمتِ رسالت کے خوشگوار مہکتے جھونکوں سے معطر کرنے والے۔

شیر بیشۂ سنت، جنھوں نے اپنے کردار و عمل کی ایسی قندیلیں روشن کی ہیں جس سے آنے والی نسلیں رشد و ہدایت کی روشنی پاتی رہیں گی۔

اُن کی سوانح حیات کو ان کے برادر عزیز اسد السنۃ، ضیغم ملت، غازی اہلسنت محبوب ملت مولٰنا الحاج مفتی حافظ قاری محمد محبوب علی خان صاحب قادری برکاتی رضوی علیہ الرحمۃ الباری مفتی بمبئی و خطیب و امام سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی صدر سنی جمعیۃ العلماء مہاراشٹرا اسٹیٹ نے معتبر و مستند انداز میں مرتب فرمایا

وہ محبوب ملت جو محاسن اسلاف کی چلتی پھرتی تصویر۔

وہ محبوب ملت جو اکابر اہلسنت کی یادگار

وہ محبوب ملت جو مسلک اہلسنت کے پاسبان

وہ محبوب ملت جو حق و صداقت کے علمبردار

وہ محبوب ملت جنھوں نے ملت اسلامیہ کے بے شمار مسائل کو شریعت اسلامیہ کی روشنی میں حل فرمایا

وہ محبوب ملت جو عقائد باطلہ اور گمراہ کن نظریات سے حفاظت کے لئے کربلا والوں کی غلامی میں اپنی ۲۰ تصانیف کا قلعہ اہلسنت و جماعت کو دے گئے۔

محبوب ملت ۔ اہلسنت کے لئے سرمایۂ افتخار

محبوب ملت ــــ مخالفین اسلام کے لئے شمشیر برہنہ

محبوب ملت ــــ اہلسنت کا وقار اور آبرو

الغرض محبوب ملت کے قلم کا شاہکار (اپنے برادر محترم) حضرت شیر بیشۂ سنت مظہر اعلیٰ حضرت کی یہ سوانح حیات جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اظہارِ خیال میں زبان و ادب کا ایک حسین امتزاج نظر آئے گا۔

جس کی ایک ایک سطر حق و صداقت کی آئینہ دار ہے

ہماری کیا مجال کہ اس کتاب کے بارے میں کچھ عرض کریں۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ آپ خود پڑھیں ۔ ایک معتبر زندگی کی داستان ایک معتبر قلم سے۔

قابل مبارکباد ہیں میرے برادر گرامی جانشین محبوب ملت۔ خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت مولٰنا الحاج محمد منصور علی خان صاحب قادری برکاتی رضوی خطیب سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی ۸ جنھوں نے اس اہم کتاب کو بڑے موقع سے شائع فرمایا ۔ یعنی مظہر اعلیٰ حضرت کی سوانح حیات، شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مرشدی مفتی اعظم ہند علیہما الرحمہ کے صد سالہ جشن ولادت پر شائع ہو رہی ہے۔ میں اس وقت سفر حج و زیارت کے لئے بالکل پا بہ رکاب ہوں۔ یہ چند جملے میری عقیدت و غلامی کا نذرانہ ہیں وہ قبول فرمالیں تو کرم ہی کرم ہے۔

خاک پائے رضا و محبوب

قمر الرضا محمد مقصود علی خان قادری، رضوی، نوری

خطیب و امام محمدی جامع مسجد۔ فیرالی روڈ ساکی ناکہ بمبئی ۷۲

۲۰ ذی قعدہ سنہ ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۴ جون سنہ ۱۹۹۰

بروز اتوار

چراغِ راہ بنے ہیں تمہارے نقشِ قدم

لک الحمد یا اللہ والصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

پیارے حبیب کو پکار پیارے نبی کا نام لے
دامنِ مصطفےٰ میں آ پائے رسول تھام لے

سنیئے —— یہ کس کی آواز ہے۔ یہ کون ہے —— کہ عشق رسول کی سرشاری کے ساتھ جس کی آواز کانوں میں رس گھول رہی ہے۔ جی ہاں —— یہ شیرِ بیشۂ سنت کی آواز ہے۔ وہ آواز —— جو قلوب کی دنیا کو زیر و زبر کرنے والی آواز ہے —— یہ مظہرِ اعلیٰ حضرت کی دلوں پر اثر کرنے والی آواز ہے —— وہ آواز —— جو اُن کے انتقال کے مکمل تیس برس کے بعد بھی کانوں میں گونج رہی ہے —— یاد آرہی ہے۔ شیرِ بیشۂ سنت —— سر پر فتح و کامرانی کا عمامہ —— شرعی لباس سادگی میں بارشِ نور —— بناوٹ اور تصنع سے دُور —— آنکھوں میں سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے جلوے —— دل میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی کا جذبۂ صادقہ —— زبان پر محبت رسول علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے نغمے —— ذہن و فکر میں اشاعتِ حق کی پکی لگن —— درمیانی قد لیکن محبتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سرفراز و سربلند —— اپنوں میں ریشم سے زیادہ نرم —— غیروں میں فولاد سے زیادہ سخت —— نہ لچکے نہ ٹوٹے۔ نہ دبے نہ جھکے

کردار سے بنایئے معیارِ زندگی
ماحول سے حیات کا سودا نہ کیجئے

جان نثار مصطفےٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام —— شیرِ بیشۂ سنت
عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم —— شیرِ بیشۂ سنت

غلام سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ —— شیرِ بیشۂ سنت
وفادار سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ —— شیرِ بیشۂ سنت
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے روحانی فرزند —— شیرِ بیشۂ سنت
مجددِ اعظم امام احمد رضا کے وَلِیَغِیْظَ بِہِمُ الْکُفَّارَ غیظِ منافق —— شیرِ بیشۂ سنت
حضور صدر الشریعہ کی شان —— شیرِ بیشۂ سنت
حضور صدر الافاضل کا وقار —— شیرِ بیشۂ سنت
حضور مفتیٔ اعظم ہند کی عظمت —— شیرِ بیشۂ سنت
حضور محدث اعظم ہند کا قوت بازو —— شیرِ بیشۂ سنت
اکابر کے پیارے —— شیرِ بیشۂ سنت
اصاغر کے سہارے —— شیرِ بیشۂ سنت
اہلسنت کی آبرو —— شیرِ بیشۂ سنت
مسلک اہلسنت کے ترجمان —— شیرِ بیشۂ سنت
ملت کے محافظ و نگہبان —— شیرِ بیشۂ سنت
اہلسنت کے مناظر اعظم —— شیرِ بیشۂ سنت

عزم کامل ہو تو کشتی لبِ ساحل ہوگی
حوصلہ چاہیے طوفان سے ٹکرانے کا

فیضانِ مجدد اعظم —— شیرِ بیشۂ سنت
نصف صدی سے زائد عرصہ تک خدمتِ دین کرنے والا مجاہد —— شیرِ بیشۂ سنت
بڑے بڑوں کا پتہ پانی کرنے والا مناظر —— شیرِ بیشۂ سنت
قاصرِ نجد کے ایوان میں لرزہ پیدا کرنے والا مردِ حق —— شیرِ بیشۂ سنت

حق پسندی مرا شیوہ ہے قیامت کیا ہے
سچ بھی سچ ہے تو کہنے میں قباحت کیا ہے

ہند سے برما رنگون و عرب تک علمِ حق بلند کرنے والا غازی —— شیرِ بیشۂ سنت

ناسازگارِ وقت کے تیور کو دیکھ کر
ہم نے چراغِ عزم کی لو کو بڑھا دیا

اسی مردِ حق آگاہ ——— اسی عظیم مجاہد ——— اسی مناظرِ اعظم۔ اسی شیرِ حق ——— سیدنا امام احمد رضا کے اسی روحانی فرزند ——— کی تاریخ ہے ——— سوانح حیات ہے ——— سنہری زندگی کی دستاویز ہے ——— کامیاب و کامران زندگی کی کامیاب تصویر ہے ——— عزم و جرأت ——— حوصلہ و ہمت کی سچی داستان ہے ——— جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

محبوب ملت غازیٔ اہلسنت اَشَدُّ السُّنَّۃ وَقَتَّافُ الحبیب علامہ مفتی الحاج حافظ قاری ابو المظفر محب الرضا **محمد محبوب علی خان** صاحب قادری برکاتی رضوی لکھنوی علیہ الرحمۃ والرضوان مفتی اہلسنت ممبئی (جو حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان کے برادر اصغر ہیں) نے حضرت شیر بیشۂ سنت کی یہ سوانح حیات آج سے تیس سال پہلے مرتب فرمائی۔

لکھنا پڑھنا ہی حضرت محبوب ملت کا مشغلہ رہا۔ صبح و شام، رات و دن لکھتے رہے اور ایسا محتاط قلم ——— ایسا معتمد انداز تحریر ——— کہ دشمن بھی قلم نہ پکڑ سکے۔ بمبئی تشریف لانے سے پیشتر جب حضرت محبوب ملت ریاست پٹیالہ میں وہاں کے مفتی کے عہدہ پر تھے ——— اور ریاست کے راجہ کی طرف سے حضرت کو یہ عہدۂ قضا دیا گیا۔ وہاں کے مسلمانوں کو تمام مذہبی و دینی امور میں حضرت محبوب ملت کے فتوے کے تحت ہی کورٹ سے حکم جاری ہوتا ——— اس زمانے میں بھی جامع مسجد کی خطابت اور ریاست پٹیالہ کے مفتی کے عہدے پر افتاء کی خدمات انجام دیتے ہوئے حضرت نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔

خصائص ابو حنیفہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پاک۔

تلامیذ ابو حنیفہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں کے حالات زندگی

مطالع تہذیب دیوبندیہ ردِّ وہابیہ پر شاندار کتاب جو اس زمانہ میں مولوی اشرف علی تھانوی کو بھی رجسٹرڈ ڈاک سے روانہ کی گئی۔

بخشائش عزیزاں میت کے ایصال ثواب کے لئے اناج و دیگر اشیاء کی تقسیم کے ثبوت میں مدلل کتاب ہے۔

تفسیر حدیث لولاک حدیث قدسی کی بہترین تفسیر و تشریح

نور کی تفسیر قد جاءکم من اللہ نور آیت مبارکہ پر بےحد شاندار جامع و مانع نورانی تقریر ہے جس کی ایک ایک سطر نورانی اور عشق رسالت سے لبریز ہے۔

ان کے علاوہ ایک زبردست کاوشِ علمی ایک بہترین یادگار کتاب **اربعین شدت** جو حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ کی محنت و کوشش اور تحقیق و تلاش کا ثبوت ہے اس کتاب میں حضرت نے ان ایک سو (۱۰۰) احادیث کریمہ کو جمع فرمایا ہے جس میں دشمنان دین سے دور رہنے کا، نفرت و بیزاری برتنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اس کتاب کے بارے میں شارح بخاری حضرت علامہ الحاج مفتی شریف الحق صاحب قبلہ قادری امجدی دامت برکاتہم القدسیہ فقیہ اعظم ہند و صدر شعبۂ افتاء عربی یونیورسٹی مبارک پور نے ابھی دو سال پیشتر دار العلوم غریب نواز الہ آباد کے اجلاس میں مجھ سے ارشاد فرمایا۔

منصور میاں! اربعین شدت کی بہت ضرورت ہے آپ شائع نہیں کرتے جلد شائع کیجئے اور پھر فرمایا۔ محبوب ملت نے جس قدر کوشش و محنت سے ان احادیث کو جمع کیا اب آج وہ کام کون کر سکتا ہے۔

سارے ماحول میں خوشبو ہے تیری یادوں کی
ہم نے غم خانے کو پھولوں سے سجا رکھا ہے!

مفتی ریاست پٹیالہ کے عظیم عہدے پر فائز رہ کر محبوب ملت نے جو سینکڑوں فتاوے قرآن و حدیث کے حوالوں کے ساتھ صادر فرمائے ان کا مجموعہ تو تقسیم ہند کے ہنگاموں کی نذر ہو گیا۔ مگر اس دوران حضرت داخلی فتنوں سے بے خبر نہ تھے۔

رافضیوں نے سر اُٹھایا تو ایک بہترین قلمی کاوش دلائل خلافت راشدہ کے نام سے منظر عام پر آئی ۔ مرزائیوں ، قادیانیوں نے فتنہ مچایا تو حضرت محبوب ملّت علیہ الرحمہ نے اپنے ذمہ دار قلم سے الصوارم المحمدیہ علیٰ کفرۃ المرزائیۃ الدیوبندیہ کے ذریعہ قادیانیوں کا سر قلم کر دیا

تقسیم ہند کا ہنگامہ ہوا اور چونکہ پٹیالہ سرحد سے قریب کا شہر تھا اس لئے ہنگاموں کا فتنہ و فساد کا اثر زیادہ تھا ۔ حضرت نے پٹیالہ چھوڑا اور چند ماہ کانپور میں قیام کے بعد پھر حضرت محبوب ملّت علیہ الرحمہ بمبئی تشریف لائے اور ایسے تشریف لائے کہ آخری آرام گاہ کے لئے بھی بمبئی کو ہی شرف بخشا ۔ قادری برکاتی رضوی سلسلے کے یہ پہلے بزرگ ہیں جن کا آستانہ سرزمین بمبئی پر فیض بخش خاص و عام ہے ۔

بمبئی آنے کے بعد بھی حضرت محبوب ملّت کے ذمہ دار معتمد و مستند قلم نے بے دینوں بدمذہبوں کا مکمل تعاقب کیا ۔ ہر گمراہی ، ہر فتنہ اور مذہب اہلسنت کے خلاف ہر تحریک کا ایسا جواب دیا کہ پھر کسی باطل پرست کو جواب کی ہمت نہ ہوئی بلکہ جواب کے نام سے جواب دے گئے اور حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ کا قلم حضور سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس شعر کی ترجمانی کرتا نظر آیا ۔

کلکِ رضا ہے خنجر خوں خوار برق بار
اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

مولوی یونس بجھیروی نام کے ایک دیوبندی نے بمبئی میں ہنگامہ مچایا اور ایک چند اوراق کی کتاب لکھی ۔ حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ نے اس کے جواب میں قلم اٹھایا اور برق خداوندی بر دّ بے دینی وہابی دیوبندی جیسی ضخیم اور لاجواب کتاب تحریر فرمائی جو آج چالیس (۴۰) سال کے بعد بھی لاجواب ہے ۔

اسمٰعیل دہلوی اور ان کے پیر سید احمد رائے بریلوی کو شہید بنا کر پیش کیا گیا اور حضرت نے تاریخ اعیانِ وہابیہ نیز تواریخ مجددین حزب وہابیہ

جیسی تحقیقی کتابیں سنی عوام کو دیں جس میں تاریخی دلائل و واقعات سے یہ بات ثابت کی کہ یہ شہید نہیں یہ تو قتیل ہیں اور انگریزوں کے غلام ہیں ایجنٹ ہیں ۔

وہابیوں دیوبندیوں نے قرآن پاک کے ترجموں میں جو خیانتیں کی ہیں ان پر نظر کم تھی ۔ حضرت محبوب ملّت علیہ الرحمہ کا شعلہ بار قلم اٹھا اب اس قلم نے تیر و نشتر کا کام کیا ۔ تمام اردو تراجم قرآن کا حضرت نے آپریشن کیا اور وہ لاجواب تصنیف جو اپنے موضوع کے لحاظ سے جماعت اہلسنت میں پہلی تصنیف ہے مرتب فرمائی "وہابی دیوبندی ترجموں کا آپریشن" نامی کتاب قوم و ملت کو عطا فرمائی ۔ بعد میں بہت سے علمائے کرام نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ۔ کتابیں منظر عام پر آئیں مگر حضرت محبوب ملّت کی یہ تصنیف اولیت کا مقام رکھتی ہے جو بعد والوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوئی ۔

ابوالا علیٰ مودودی کا فتنہ اٹھا اور حضرت نے مودودی صاحب کا الٹا مذہب حصہ اول ۔ مودودی صاحب کا ٹوٹا مذہب حصہ دوم تصنیف فرما کر مودودی کو اس کے گھر تک پہنچا دیا ۔ مودودی تحریک کی جبلی خصوصیات اور قہرِ معبودی بر جسارت مودودی تصنیفات اس کے علاوہ ہیں ۔

اصلاح اعمال کی طرف قلم کا رخ پھیرا تو حضرت محبوب ملّت نے قرآن و احادیث و تفاسیر کے حوالہ جات سے مزین کتاب فضائل شب برات اور فضائل ماہ رمضان مع مسائل صیام اور فضائل مدینۃ الرسول جیسی تصانیف سے عوام کو فیضیاب فرمایا ۔

فضائل مدینۃ الرسول حضرت کی وہ کتاب ہے جس میں حضرت محبوب ملت نے ایک سو احادیث کریمہ سے مدینہ منورہ کی فضیلت و عظمت کو ثابت کیا ہے

مدراس میں غیر مقلدین نے سر اٹھایا اور حضرت شیخ طریقت پیر سید شاہ مخدوم حسینی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے حضرت سے استفسار کیا تو غیر مقلدین کے رد میں اس طرح قلم محبوب چلا کہ قدر و منزلت تقلید ، وہابیہ کے آئینہ خط و خال ۔ عرف غیر مقلدیت اپنے وبال آپ نے میں ، کل وہابیہ چند سے ستر سوالات

یہ تینوں کتابیں منظر عام پر آگئیں۔ جس کا جواب آج تک غیر مقلدین نہ دے سکے۔

دہلی مدارس سے ایک دیوبندی نے کتاب شائع کی حضرت سید صاحب محترم علیہ الرحمہ نے وہ کتاب حضرت کو روانہ کی اور جواب کے لئے فرمایا۔ حضرت محبوب ملت نے وہ تحقیقی رد فرمایا کہ پھر سر اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی۔ دیکھئے تصنیف نجوم شہابیہ بر تزویر اصحاب وہابیہ۔

نور محمد ٹانڈوی نے اپنی عیاری مکاری کا نمونہ تکفیری افسانے نامی کتاب میں ظاہر کیا اور حضرت سیدی محبوب ملت علیہ الرحمہ کے قلم نے ٹانڈوی جی کا تعاقب کیا تو تکفیری افسانے کے تجزیئے حصہ اول حصہ دوم تحریر فرمائے نور محمد ٹانڈوی ایں جہانی سے آں جہانی ہو گئے۔ موت آگئی مگر جواب نہ دے سکے

ہاسن (کرناٹک) کے کافی پلانٹرز حضرات کی جانب سے سود کے بارے میں سوال آیا اور حضرت نے جو تحقیقی قلم اٹھایا تو اسلامی قانون تجارت نامی کتاب منظر عام پر آگئی۔

نذر و نیاز و فاتحہ و ایصال ثواب پر اعتراض ہوا تو اولیائے کرام کی نذر و نیاز۔ الاقوال اللامعہ باحکام تجویز الفاتحہ سبیل و طعام نذر و نیاز حسین نام کے تین قلمی شاہپارے عوام اہلسنت کو عطا فرمائے۔

دعائے ثانی پر اعتراض ہوا اور ساؤتھ افریقہ سے سوال آیا حضرت محبوب ملت نے جب تحقیق و جستجو فرمائی تو آیات قرآنیہ کے علاوہ پچاس احادیث کریمہ سے دعائے ثانی کا ثبوت جمع فرمایا اور دعائے ثانی کا ثبوت نامی کتاب عوام اہلسنت کو عطا فرمائی۔

میلاد شریف کے موضوع پر قلم اٹھایا تو مرأت حسن بے مثال جیسی عظیم الشان کتاب تحریر فرمائی جس میں ایسی مرصع اور مقفیٰ اردو زبان استعمال کی کہ پڑھنے والا ایک ایک جملہ پر بے ساختہ سبحان اللہ، ماشاء اللہ کہہ اٹھے

اردو زبان و محاورہ کے لحاظ سے یہ کتاب اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ علوم عقلیہ و نقلیہ پر کامل عبور کے ساتھ ساتھ زبان و بیان کے ایسے ماہر تھے کہ کتاب کے مطالعہ کے بعد اہل زبان بھی جھوم جھوم گئے۔

تبلیغی جماعت جو حقیقت میں تکفیلی جماعت ہے کا فتنہ ابھرا تو پھر حضرت نے اپنے قلم سے ان کی مکمل نقاب کشائی فرمائی اور العذاب البائس علی رأس الیاس جیسی مستند کتاب تحریر فرمائی اور پھر قلم چلا تو تبلیغی جماعت کیا ہے اور کیا چاہتی ہے؟ نام کی مختصر لیکن مدلل کتاب سنی مسلمانوں کو عطا کی۔

یہ تحریر و تصنیف کا وہ سلسلہ ہے کہ جب حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی کے قتل کیس میں ورلی جیل بمبئی میں نظر بند ہوئے تو تقریباً ڈیڑھ سال سے زائد عرصہ تک یہ نظر بندی رہی۔ لوگ جیل میں جاتے ہیں تو روتے ہیں اور پریشان ہوتے ہیں۔ خوف زدہ اور ہراساں ہوتے ہیں مگر کیا کہنا ؎

مشیت میں مجال دم زدن توبہ معاذ اللہ!
بناتے ہیں جسے محبوب اُسے کہتے ہیں زنداں بھی

حضرت محبوب ملت اپنے دس رفقا کے ساتھ جیل میں نظر بند ہیں تو جیل میں باقاعدہ پنجوقتہ اذان ہوتی ہے۔ باجماعت نماز ہوتی ہے۔ وظائف و اوراد و تلاوت قرآن کا سلسلہ جاری جس کا یہ اثر ہوا کہ کچھ مسلمان جو قید میں تھے وہ مرید ہو گئے اور نمازی ہو گئے۔ اس کے علاوہ چار غیر مسلم کلمہ پڑھ کر جیل ہی میں مسلمان ہو گئے۔ اس خدمت دین کے علاوہ جیل میں بھی تحریر و تصنیف کا سلسلہ جاری رہا اور جب حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ اپنے دس سنی رفقاء کے ساتھ سشن کورٹ بمبئی سے عزت و عظمت شان و شوکت کے ساتھ رہا ہوئے تو جیل کی آہنی سلاخوں کے پیچھے رہ کر قوم و ملت کے لئے دو عظیم تحفے ساتھ لائے۔ دو نادر و نایاب کتابیں جیل میں رہ کر تصنیف فرمائی تھیں۔ پہلی تصنیف کرامات صحابہ کرام اور دوسری کتاب کرامات سادات و آل اطہار دونوں کتابیں اپنے

موضوع کے لحاظ سے منفرد اور لاجواب کتابیں ہیں وہ مجاہد وہ غازی جس کے قلم پر کوئی پہرہ نہ بٹھا سکا۔ وہ مرد حق کہ جس نے سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام، سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ سیدنا امام حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی غلامی کا حق ادا کر دیا اور جیل کی آہنی سلاخیں بھی جس کی قلمی و علمی خدمات کو نہ روک سکیں۔ شاید نہیں بلکہ یقیناً حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ کی توانائیوں، صلاحیتوں، طاقتوں اور قوتوں کی یہی پکار تھی۔ ~

میری زندگی کا مقصد ترے دیں کی سرفرازی

اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ پورے ملک میں دورہ فرماکر تقریر و مناظرہ کے ذریعہ خدمت دین و اشاعت حق کا فریضہ انجام دے رہے تھے تو ان کے برادر اصغر حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی کے اپنے حجرہ سے بیٹھے بیٹھے نہایت خاموشی لیکن حد درجہ مستعدی و باخبری کے ساتھ اپنے قلم کے ذریعہ دین متین و مسلک اہلسنت کی اشاعت کی خدمت انجام دے کر پوری ملت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر رہے تھے۔ اور ہر باطل پرست کیلئے ان کا قلم تیر و نشتر بنا ہوا تھا جس کی کسک اور تڑپ آج بھی فرقہائے باطلہ محسوس کر رہے ہیں

حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ کی علالت کے بعد جب صحت یابی ہوئی تو حضور سید العلماء و سند الحکماء، علامہ مفتی حافظ قاری الحاج ابوالحسنین سید آل مصطفےٰ صاحب قبلہ قادری برکاتی مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء ملاقات کے لئے سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی کے حجرہ میں تشریف لائے تو ارشاد فرمایا

> مفتی صاحب! اللہ کا فضل ہے آپ کے مرشدان کرام کے صدقہ میں اس شافی مطلق نے آپ کو شفا و صحت عطا فرمائی ـــــ آپ بیٹھے بیٹھے پہلے بھی خدمت دین کر رہے تھے اور اس علالت کے بعد بھی آپ اسی طرح بیٹھے بیٹھے خدمات دینیہ انجام دے رہے ہیں۔ یہ مولیٰ عز و جل کا بے حد فضل و کرم ہے آپ بیٹھے بیٹھے تصنیف و تالیف کرتے رہیں۔ ہمارے لئے یہی بہت ہے۔

> ہماری تقریریں تو ناپائیدار ہیں لیکن آپ کی تحریریں تو پائیدار ہیں برقرار رہنے والی ہیں۔ زندہ رہنے والی ہیں۔

میں زندہ ہوں یہ مشتہر کیجئے ۔۔ مرے قاتلوں کو خبر کیجئے

حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی تمام تصانیف کی مجموعی تعداد بہتر (۷۲) ہے اور یہ کہا جائے کہ یہ بہتر تصانیف اہلسنت کے لئے بہتر ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ گذشتہ اوراق میں جن تصانیف کا ذکر ہوا ان کے علاوہ ابن عبدالوہاب کی کہانی ۔ ثبوت ہلال کے چند طرق، سبیوف پیر نگلوئے مانعین یا باب یا دستگیر، سل الحسام علی الظلام، الرجم برائے اقوال ایڈیٹر النجم، کفر ۳ کفری کا مباحثہ ـــ قبائح حفظ الایمان والمہند، تھانوی کے حمایتی پر شرعی فتویٰ تحقیق واقعیت المہند اور بہت سی تصانیف جو ایک بار، دو بار بعض تین اور چار بار شائع ہوئی ہیں اور کچھ وہ تصانیف ہیں جو ابھی تک اسباب نہ ہونے سے یا ہمارے تساہل و تغافل سے شائع نہ ہوسکی ہیں جیسے فضل و اعزاز امیر معاویہ، بوارق الہیہ، تنویر الایقان الحبج الکلام فی منع قراءۃ خلف الامام - فضائل سیدنا فاروق اعظم، وغیرہ کتابیں ہیں۔ ان کے علاوہ ایک عظیم قلمی سرمایہ ترجمہ جامع مسانید امام اعظم، جو ابھی تک شائع نہ ہوسکا ہے ان ہی غیر شائع شدہ کتابوں میں سے ایک کتاب سوانح حضرت شیر بیشۂ سنت بنام تاریخی مشاہدہ مولانا حشمت علی ۱۴۱۱ھ / ۱۹۹۰ء ہے اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے جو مکمل (۳۰) برس کے بعد امسال میں شائع ہورہی ہے۔

یہ کتاب جہاں شیر بیشۂ سنت مناظر اعظم مظہر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان کی سوانح حیات ہے۔ عزم و حوصلہ جرأت و استقامت علی الحق کے جذباتِ صادقہ سے معمور ایک ذات کی مجاہدانہ تاریخ ہے۔ وہیں حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ کا ایک یادگار کارنامہ ہے۔ حضرت محبوب ملت کے قوت حافظہ اور یادداشت کا انمول خزانہ ہے کہ حضرت نے اس کتاب میں تیس چالیس سال پرانے واقعات کو دن، تاریخ سن اور وقت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ کا ایک خاص وصف اور کمال یہ تھا کہ فن تاریخ گوئی پر کامل عبور اور مہارت حاصل تھی، بیٹھے بیٹھے اعداد کو جمع فرماکر تاریخی مادہ مرتب فرمانا اور اسطرح مرتب فرمانا کہ مقصد ظاہر ہو۔ حضرت کا خاص فن تھا۔ یہ فن اس کتاب میں آپ کو اپنے عروج پر نظر آئے گا۔ جیسے سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں نذر عقیدت پیش کی تو تاریخی مادہ مرتب فرمایا۔ مجدد اعظم قبلۂ عالم ابجد کے حساب سے اس کے عدد جوڑ دیئے تو سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سن وصال ۱۳۴۰ھ ہے برآمد ہوتا ہے۔ مشیخ الاسلام والمسلمین اس کے بھی اعداد ۱۳۴۰ھ ہیں۔

حضور امام المتکلمین محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے چہلم شریف کا اجلاس بمبئی میں آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کی جانب سے منعقد ہوا۔ جس کی صدارت حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ نے فرمائی اس میں حضرت کا خطبۂ صدارت شائع ہوا تھا جس میں ایک دو نہیں بلکہ پچاسوں تاریخی مادے حضرت نے جمع فرمائے تھے۔ اس خطبۂ صدارت کے دو تاریخی نام حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ نے حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے ہجری سن وصال ۱۳۸۱ھ اور عیسوی سن ۱۹۶۱ء دونوں کے حساب سے استخراج فرمائے تھے۔ دونوں ہی ناموں سے حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی عظیم شخصیت کے دو رخ اجاگر ہوتے ہیں اس خطبۂ صدارت کا پہلا تاریخی نام ہے غریب محدثِ اعظم حکیم
۶۱ — ۶ — ۱ — ۱۹

اور دوسرا تاریخی نام ہے مدائح شاہ خطابت

محکم اور شاہ خطابت دونوں حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی وہ شانیں ہیں کہ مثال نہیں ملتی۔ افسوس کہ اس خطبۂ صدارت کی ایک بھی کاپی میرے پاس فائل میں نہیں ہے۔ ورنہ حقیقت و محبت کے جذبات سے معمورہ خطبۂ صدارت قابل مطالعہ ہے۔ اور اس کا ثبوت ہے کہ ان بزرگوں کے درمیان کس قدر خلوص و محبت کا جذبہ تھا۔

جانشین حضور مفتیٔ اعظم ہند مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اختر رضا خان صاحب قبلہ ازہری مدظلہم الاقدس صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کے والد محترم مفسر اعظم ہند حضور الحاج مفتی محمد ابراہیم رضا خان صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی حامدی عرف جیلانی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کا وصال اقدس بریلی شریف میں ہوا اور حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ نے دو تاریخی مادہ مرتب فرمائے۔ دیکھیے کہ حضرت نے کس طرح مختصر جملوں میں سن وصال ظاہر کیا ہے۔

(۱) سیدنا ابراہیم رضا (۲) رفت جنت نبیرۂ مرشدی
۸۵ — ھ — ۱۳ ۶۵ ۶ ۱۹

حضرت جیلانی میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی تعالیٰ عنہ کے پوتے ہیں اور حضرت محبوب ملت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ کے مرید ہیں لہذا اس نسبت سے کتنا پیارا تاریخی مادہ ہے۔ رفت جنت نبیرۂ مرشدی
۶۴ — ۶ — ۱۹

اسی طرح اس کتاب میں حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ کے سن وصال ۱۳۹۰ھ کے تاریخی مادے ستاروں کی طرح روشن ہیں اور ان تاریخی مادوں کو حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ نے اس طرح مضمون میں ترتیب دیا ہے کہ لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب نبی کریم رؤوف رحیم علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والتسلیم کا بے حد بے حساب فضل وکرم ہے کہ حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ کا یہ تاریخی علمی کارنامہ زیور طبع سے آراستہ ہوا اور آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ چونکہ تیس برس بعد اس کی یہ پہلی اشاعت ہے اس طویل عرصہ میں نہ جانے ہمارے کتنے اکابر علمائے کرام رخصت ہو گئے۔ اس کتاب میں جہاں جہاں حضرت محبوب ملت نے ان علمائے اہلسنت کا ذکر کیا ہے۔ میں نے حاشیہ پر ان حضرات کرام کا بھی مختصر ذکر کر دیا ہے اور جہاں کچھ باتیں تشریح طلب تھیں ان کی وضاحت بھی حاشیہ پر کی ہے۔

تصحیح کی بھی حتی الامکان کوشش کی ہے پھر بھی بشر ہی ہوں غلطی اور خطا ممکن ہے۔ لہٰذا اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو براے کرم اطلاع دیں تاکہ آئندہ اس کی تصحیح ہو جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

محبّ سنیت، فیاض قوم وملت، خلیفۂ شیر بیشۂ سنت، فدائے سرکار غوثیت جاں نثار رضویت، غلام سیدی بہاؤ الدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) محترم ومکرم جناب الحاج احمد عمر ڈوسا صاحب قادری رضوی، حشمتی کے ہم شکر گذار ہیں کہ ان کے قیمتی گراں مایہ تعاون سے یہ سوانح شیر بیشۂ سنت طبع ہو کر منظر عام پر آرہی ہے۔ مولائے کریم اپنے محبوبین کے صدقہ میں حاجی صاحب محترم کو دارین میں بہتر جزا عطا فرمائے۔ ان کے گھرانہ کو شاد و آباد فرمائے۔ یہ سدا بہار رہیں۔ پھلتے پھولتے رہیں اور اسی طرح خدمت دین متین کرتے رہیں۔ آمین ثم آمین

ان کے علاوہ مجاہد سنیت، ناشر دین حق محترم جناب الحاج عبد الخالق حشمتی صاحب جنرل سکریٹری سنی جمعیۃ العلماء مہاراشٹر کا مشکور ہوں کہ موصوف نے اپنے قیمتی مشوروں سے ہر ہر قدم پر نوازا۔ خوش نویس محترم جناب شمس صاحب بلیاوی کہ جنھوں نے صبح و شام کتابت کر کے وقت پر کتاب شائع کرنے میں مدد کی۔

محب دینی جناب عبد الوحید صاحب قادری رضوی اعظمی جن کی صبح شام کی دوڑ دھوپ کے بعد ہم اس کتاب کو شائع کرنے کے لائق ہوئے اور اپنے تمام

احباب و رفقائے اہلسنت کا قلبی شکریہ ادا کرتے ہوئے اس دعائیہ شعر کے ساتھ ہم رخصت ہو رہے ہیں۔

دل شاد و بامراد رہیں مہرباں مرے
آباد حشر تک ہیں سب قدرداں مرے
آسیب روزگار سے مولیٰ انھیں بچائے
ایمان وسنیت کا صحیح راستہ چلائے

آمین ثم آمین بجاہ سید ناطٰہ ویٰس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

آئیے اب اصل کتاب کی طرف بڑھیں

دعاؤں کا طالب خادم سنیت

محمد منصور علی خاں قادری رضوی محبوبی

خطیب سنی بڑی مسجد ۱۲۶ - ایم آزاد روڈ مدنپورہ بمبئی ۸

۱۹ ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ مطابق
۱۳ جولائی ۱۹۹۰ء
بروز جمعہ مبارکہ

آغاز

سوانح بشیرِ سنّت

بنامِ تاریخی

مُشاہدہ موحشمت لنا علی

۸۰ ــــــ ھ ــــــ ۱۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی وفق لاقامة دینه من اصطفاه من العلماء الاعلام، واقدرهم علی اقامة الحجج ونصب البراهین علی من خالفهم من الانام۔ والصّلاة والسلام علی سیّدنا ونبینا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمّدٍ الذی بعثه اللّٰه بالهدیٰ ودین الحق فقام بذالك احسن قیام وعلی آلہ الکرام واصحابه العظام الذین اقتدوا به فی کل حالٍ وّ مقام۔

اللّٰہ رب محمد صلی علیه وسلّما نحن عباد محمد صلی علیه وسلّما وعلیٰ ذویه صحبه ابد الدهور وکرما۔

"موت العالم موت العالم الجمع"

۸۰ ــــــ ھ ــــــ ۱۳

قرآن عظیم نے علمائے کرام کی تعریف و توصیف میں ارشاد فرمایا "ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون" کیا علم والے اور بے علم والے برابر ہیں اور فرمایا۔ "والذین اوتو العلم درجٰت" علم والوں کو درجوں فضیلت ہے ارشادِ باری ہے۔ "فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون" اگر تم ناواقف ہو تو علماء سے دریافت کرو۔ اہل علم کو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فضیلت وعظمت بخشی ہے۔ اس آنی جانی دنیا میں جہاں کی ہر چیز فانی اور آنی جانی ہے۔ حضرات علمائے کرام بھی آتے ہیں اور خدماتِ دینیہ انجام دے کر دارِ باقی کو تشریف لے جاتے ہیں۔

علاماتِ قربِ قیامت میں بتایا گیا ہے کہ علماء اُٹھالئے جائیں گے۔ یہ حضرات علمائے دین اس دنیا سے جاتے ہیں اور اپنے دینی کارنامے چھوڑ جاتے ہیں جن سے بعد والوں کو ان کی یاد باقی رہتی ہے۔ ان علمائے دین کے انتقال

فرمانے کو عالَم کی موت کہا گیا ہے۔ یہ حضرات کرام وعدۂ الٰہیہ کی موت کے بعد حیات تازہ اور اختیارات بے اندازہ پاتے ہیں۔ ان کی موت کی شان یہ بتائی گئی ہے کہ۔۔۔ الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب ان کی موت بمنزلہ پل کے ہے جس سے گذر کر پیارا اپنے پیارے سے ملتا ہے۔

آج ہم ایک عاشق رسول سراج الفحول کے غم ہجر و فراق میں مغموم و محزون و ملول ہیں جس نے حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت، مجدد اعظم دین و ملت اعلیٰحضرت عظیم البرکت تاج الفحول الکاملین۔ رأس العلماء الراسخین شیخ الاسلام والمسلمین مولانا مولوی حافظ قاری مفتی الحاج شاہ عبد المصطفےٰ محمد احمد رضا خان قادری برکاتی آل رسولی بریلوی رضی الرحمٰن و رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال فرمانے کے بعد ان ہی کی نیابت میں دنیائے سُنیت کو تازگی بخشی۔ سنیوں کی بددینوں بے دینوں سے حفاظت کی۔ وہابیوں، غیر مقلدوں، دیوبندیوں، ندویوں۔ مودودیوں، الیاسیوں، نجدیوں کے قلعوں میں جس نے زلزلے ڈال دیئے۔ ہند سے نجد تک وہابیوں سے تاک چنے چبوا دیئے۔ آریوں عیسائیوں کو جس نے دم بخود کیا دیوبندیوں کے "چوٹی والے" دعویدار مناظرین کو لاجواب و ساکت و صامت کر دیا قادیانیوں، مرزائیوں رافضیوں کو مبہوت بنایا۔ وہابیوں، بہائیوں متصوفہ ملاحدہ کا پردہ چاک کیا۔ اور صلح کلیوں پالیسی بازوں کا ناطقہ بند کیا۔ جو سنیوں کے لئے ابر تھا اور بد مذہبوں کے لئے برق فنا تھا۔ جس نے دنیا کو چھوڑ کر دین کو سنبھالا اور لاکھوں روپیوں کی دولت پر ٹھوکر مار کر کلمۂ حق بلند کیا۔ جو کسی دنیوی وظاہری اقتدار و وجاہت سے کبھی مرعوب نہ ہوا۔ جس نے ہند، سندھ، پنجاب، کاٹھیاواڑ گجرات، راجستھان، بہار، بنگال، برما، رنگون کے کونہ کونہ میں علم سنیت بلند کیا۔ جس نے حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال شریف کے بعد مکمل چالیس برس تک مذہب مہذب اہلسنت کی خدمت اور مسلمانان اہلسنت کی نُصرت و حمایت اور رہبری و حفاظت فرمائی وہ حضرت عالی منزلت

الحاج شیر بیشۂ سُنّت مظہر اعلیٰ حضرت، عالم شریعت، واقف اسرار طریقت، امام المناظرین، فخر الواعظین، زبدۃ السالکین، عمدۃ العارفین علامہ دہر مولٰنا حشمت علی خان صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی رضوان ربہ علیہ و علیہ رحمت رب العٰلمین عزّ و علا کی ذات والا صفات ہے جن کے سانحۂ ارتحال سے دنیائے سُنیت سوگوار ہے۔ اکابر علماء اہلسنت و مفتیان دین وملت واعاظم مشائخ طریقت اُس فدائے اعلیحضرت فخر اماثل کی جدائی میں دل پُرغم وچشم پرنم ہیں۔ وہ الحاج شیر بیشۂ سنت جن کے فضائل و مناقب ومحامد و مناصب کے لئے بڑے بڑے دفاتر ناکافی ہوں۔

حسّان العجم مولٰنا محمد حشمت علی خان صاحب کی سوانح حیات و واقعات اُن کے "تلامیذ پسندیدہ زماں و مریدین مخلصین لکھتے اور مرتب کرتے تو خوب تھا کیونکہ ان کی نگاہ تنقید والی ہوتی ہے اور پرکھی جانچی ہوئی چیز قریب قریب ٹھیک ہوتی ہے۔ پھر بھی احباب و مخلصین اور علمائے اہلسنت کا شدید اصرار ہے کہ حالات مولوی حشمت علی میں مرتب کروں اور حیات بلندپایہ مولٰنا حشمت علی سے آنے والی نسلیں بھی واقف اور فیض یاب ہوں لہٰذا اللہ عزوجل اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے فضل و کرم سے صاحب عرفان شیر اسلام و مسلمین کے حالات قلم بند کر رہا ہوں۔

"جذبۂ محبّت طاہرہ"

جذبۂ حبّ رسول و فدائیت کا ایک واقعہ ۸ ارمحرم الحرام سنہ ۱۳۸۰ھ کو جمعیۃ اشرفیہ کی جانب سے منعقدہ بمبئی کے ایک تعزیتی اجلاس میں امام المتکلمین حضرت مولانا الحاج شاہ علامہ ابوالمحامد سید محمد صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی کچھوچھوی محدث اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ نے حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا ایک (۱) تعـ

(۱) حضور محدث اعظم ہند کا وصال ۱۳۸۱ھ کو ہوا منصور رضوی

بیان فرمایا کہ حضرت میرے ساتھ ایک جلسہ میں مدعو تھے۔ مولانا کی خدمت میں ان کے ایک مخلص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت فلاں فلاں دیوبندی مولوی آپ کی حق گوئی اور علمیت کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان رونے لگے اور بہت گریہ فرمانے لگے تو میں نے کہا مولانا آپ کو تو خوش ہونا چاہیئے کہ آپ کے مخالف آپ کا لوہا مان گئے، آپ کا علم ان کو بھی تسلیم ہے اور یہ خبر لانے والے لغو گو نہیں بلکہ آپ کے محب و مخلص ہیں یہ تو خوشی کا موقع ہے رونا کیسا؟ حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا۔ حضور والا! میری تمنا اور کوشش تو یہ ہے کہ جس دل میں عداوتِ رسول ہو اس دل میں میری یاد اور میری بھلائی بھی نہ ہو۔ یہ ہے اس مظہر اعلیٰ حضرت فدائے رسول کا جذبۂ عقیدت اور فنائی الرسول کی شان۔ کسی صاحب حال اہل دل سے اس ذات کا مرتبہ معلوم کیجئے وہ آپ کو بتائے گا کہ وہ کیسی عظیم شخصیت تھی۔ آہ! آج وہ ہم سے روپوش ہیں۔

حالاتِ مولوی حشمت علی

آپ لکھنؤ میں حضرت مولانا صوفی عبدالرحمٰن صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانۂ مقدسہ کے قریب آفریدی النسل گھرانے میں تولد ہوئے آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔ محمد حشمت علی خان

ابن ابو الحفاظ محمد نواب علی خان قادری برکاتی نوری ہدایت رسولی

ابن محمد حیات خان

ابن محمد سعادت خان

ابن محمد خان علیہم الرحمۃ

والد ماجد علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے ہنگاموں میں دادی صاحبہ مرحومہ کے پاس سے سب کاغذات شجرۂ نسب و آراضی و معافیات و نقشہ جات تلف ہو گئے۔ محمد خان صاحب آفریدی درۂ خیبر سے آئے اور فوجی افسر ہوئے

اپنے کارہائے نمایاں کے صلہ میں معافیات کے حقدار ہوئے اور یہ معافیات آپ کو حضرت بندگی میاں صاحب کی امیٹھی شریف ضلع لکھنؤ میں ملی تھیں۔ یہ امیٹھی شریف وطن ہے حضرت مولانا ملا احمد جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جو استادِ دینی سلطان عالمگیر اورنگزیب علیہ الرحمۃ کے جن کی تصانیف میں نور الانوار اور تفسیر احمدی مشہور ہیں اور اب بھی حضرت ملا صاحب کے مدرسہ اور مزار سے کچھ فاصلہ پر محمد خان صاحب، محمد سعادت خان صاحب اور محمد حیات خان صاحب مرحومین اپنی ہی آراضی میں استراحت پذیر ہیں۔

والد ماجد (ابو الحفاظ محمد نواب علی خان صاحب قادری) فرماتے تھے کہ ہم دو بھائی اور چار بہنیں بہت ہی کم عمر تھے جب تمہارے دادا صاحب (محمد حیات خان صاحب) کا انتقال ہوا۔ تمہاری دادی صاحبہ لکھنؤ شہر کی تھیں ان کے گھر والے ہم سب کو اپنے یہاں لے آئے اور تمہارے دادا کے کھیتوں باغوں کو فروخت کر کے ہم لوگوں کی پرورش بہت ناز و نعم سے کی۔ کچھ زمینیں کاشتکاروں نے ہضم کر لیں اور کچھ فروخت ہو گئیں۔ اب صرف وہ مختصر زمین بطور آثار قدیمہ باقی ہے جس میں یہ تینوں حضرات مذکورین ہمیشہ کی نیند سو رہے ہیں۔ (دادا صاحب (محمد حیات خان صاحب) کی اولاد میں سب سے بڑے بیٹے جناب اولاد علی خان صاحب تھے اور ولی عہد کی حیثیت سے تمام کاغذات میں آپ ہی کا نام تھا۔ والد صاحب (ابو الحفاظ محمد نواب علی خان صاحب) اپنے بھائی بہنوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ جب دونوں صاحبان کاروبار سے لگ گئے تو اولاد علی خان صاحب کی شادی بارہ بنکی کے قدوائی خاندان میں چودھری واجد علی خان صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی اور والد ماجد محمد نواب علی خان صاحب کی شادی جناب فقیر بخش صاحب ساکن ملاواں ضلع اناؤ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ یہ ہیں جن کو ام شیر بیشۂ سنت ام الحفاظ ہونے کا شرف عطا ہوا۔ فالحمد للہ رب العالمین

بڑے ابا جناب محمد اولاد علی خان صاحب مرحوم نے اپنی پانچ اولادیں چھوڑیں۔ بڑی بیٹی شہزادی بیگم لاولد فوت ہوئیں اور بڑے بیٹے محمد معشوق علی خان صاحب[1]

---

[1] موصوف کا ابھی حال ہی میں لکھنؤ میں انتقال ہوا منصور رضوی

بیان فرمایا کہ حضرت میرے ساتھ ایک جلسہ میں مدعو تھے۔ مولٰنا کی خدمت میں ان کے ایک مخلص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت فلاں فلاں دیوبندی مولوی آپ کی حق گوئی اور علمیت کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت شیر بیشۂ سُنّت علیہ الرحمۃ والرضوان رونے لگے اور بہت گریہ فرمانے لگے تو میں نے کہا مولانا آپ کو تو خوش ہونا چاہیئے کہ آپ کے مخالف آپ کا لوہا مان گئے؛ آپ کا علم ان کو بھی تسلیم ہے اور یہ خبر لانے والے لغو گو نہیں بلکہ آپ کے محب و مخلص ہیں یہ تو خوشی کا موقع ہے رونا کیسا؟ حضرت شیر بیشۂ سُنّت رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا۔ حضور والا! میری تمنا اور کوشش تو یہ ہے کہ جس دل میں عداوتِ رسول ہو اس دل میں میری یاد اور میری بھلائی بھی نہ ہو۔ یہ ہے اس مظہر اعلیٰ حضرت فداۓ رسول کا جذبۂ عقیدت اور فنائی الرسول کی شان۔ کسی صاحبِ حالِ اہلِ دل سے اس ذات کا مرتبہ معلوم کیجئے وہ آپ کو بتائے گا کہ وہ کیسی عظیم شخصیت تھی۔ آہ! آج وہ ہم سے روپوش ہیں۔

حالاتِ مولوی حشمت علی

آپ لکھنو میں حضرت مولٰنا صوفی عبدالرحمٰن صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانۂ مقدسہ کے قریب آفریدی النسل گھرانے میں تولّد ہوئے آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔ محمد حشمت علی خان

ابن ابوالحفّاظ محمد نواب علی خان قادری برکاتی نوری ہدایت رسولی

ابن محمد حیات خان

ابن محمد سعادت خان

ابن محمّد خان علیہم الرحمۃ

والد ماجد علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے ہنگاموں میں دادی صاحبہ مرحومہ کے پاس سے سب کا غذات شجرۂ نسب و آراضی و معافیات و نقشہ جات تلف ہو گئے۔ محمد خانصاحب آفریدی درّہ خیبر سے آئے اور فوجی افسر ہوئے

اپنے کارہائے نمایاں کے صلہ میں معافیات کے حقدار ہوئے اور یہ معافیات آپ کو حضرت بندگی میاں صاحب کی امیٹھی شریف ضلع لکھنو میں ملی تھیں۔ یہ امیٹھی شریف وطن ہے حضرت مولٰنا ملّا احمد جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جو اُستاد ہیں سلطان عالمگیر اورنگ زیب علیہ الرحمہ کے جن کی تصانیف میں نورالانوار اور تفسیر احمدی مشہور ہیں اور اب بھی حضرت ملّا صاحب کے مدرسہ اور مزار سے کچھ فاصلہ پر محمد خاں صاحب محمد سعادت خان صاحب اور محمد حیات خان صاحب مرحومین اپنی ہی آراضی میں استراحت پذیر ہیں۔

والد ماجد (ابوالحفاظ محمد نواب علی خان صاحب قادری) فرماتے تھے کہ ہم دو بھائی اور چار بہنیں بہت ہی کم عمر تھے جب تمہارے دادا صاحب (محمد حیات خان صاحب) کا انتقال ہوا۔ تمہاری دادی صاحبہ لکھنو شہر کی تھیں ان کے گھر والے ہم سب کو اپنے یہاں لے آئے اور تمہارے دادا کے کھیتوں باغوں کو فروخت کر کے ہم لوگوں کی پرورش بہت نازو نعم سے کی۔ کچھ زمینیں کاشتکاروں نے ہضم کر لیں اور کچھ فروخت ہو گئیں۔ اب صرف وہ مختصر زمین بطورِ آثار قدیمہ باقی ہے جس میں یہ تینوں حضرات مذکورین ہمیشہ کی نیند سو رہے ہیں۔ (دادا صاحب (محمد حیات خان صاحب) کی اولاد میں سب سے بڑے بیٹے جناب اولاد علی خان صاحب تھے اور ولی عہد کی حیثیت سے تمام کاغذات ان کے آپ ہی کا نام تھا۔ والد صاحب (ابوالحفاظ محمد نواب علی خان صاحب) اپنے بھائی بہنوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ جب دونوں صاحبان کاروبار سے لگ گئے تو اولاد علی خان صاحب کی شادی بارہ بنکی کے قدوائی خاندان میں چودھری واجد علی خانصاحب کی صاحبزادی سے ہوئی اور والد ماجد محمد نواب علی خان صاحب کی شادی جناب فقیر بخش صاحب ساکن ملایاں ضلع اناؤ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ یہ ہیں جنکو اُمّ شیر بیشۂ سنت وامّ الحفاظ ہونے کا شرف عطا ہوا۔ فالحمد للہ رب العالمین

بڑے ابا جناب محمد اولاد علی خان صاحب مرحوم نے اپنی پانچ اولادیں چھوڑیں۔ بڑی بیٹی شہزادی بیگم لاولد فوت ہوئیں اور بڑے بیٹے محمد معشوق علی خان صاحب[1]

---

[1] موصوف کا ابھی حال ہی میں لکھنؤ میں انتقال ہوا منصور رضوی

صاحب اولاد اور حیات ہیں۔ منجھلی بیٹی دو بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑ کر فوت ہوئیں۔ چھوٹے بیٹے مولانا محمد اشتیاق علی خاں صاحب قادری برکاتی قاسمی شملہ رنہ صاحب اولاد ہیں اور سب سے چھوٹی بیٹی کا عقد فقیر کاتب الحروف سے ہوا تھا جو ایک بیٹی اور ایک بیٹا محمد حیات عرف تاریخی عمران رضا مرحوم کو چھوڑ کر شب چہار شنبہ سوا تین بجے ۲۷ جمادی الآخر ۱۳۶۲ھ کو لکھنؤ میں فوت ہوئیں۔ فقیر نے مرحومہ کا مادہ تاریخ وصال **مغفور لہا** نکالا۔
۱۳۶۲ھ

حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ کا نام والد محترم علیہ الرحمہ نے محمد حشمت علی رکھا۔ اور حضرت مولانا مولوی علامہ ابو الوقت شیر اسلام محمد ہدایت رسول صاحب قادری برکاتی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد صدیق نام رکھا۔ بریلی شریف میں حضور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضری کے بعد (تفصیلی واقعہ آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں) حضرت شیر بیشۂ سنت اپنا سن ولادت اس جملہ سے بیان فرماتے تھے: "سگ بارگاہ بغداد" ۱۳۱۹ھ رضی اللہ عنہ یا محیی ۱۳۱۹ھ

رسم بسم اللہ خوانی

حضرت شیر بیشۂ سنت کی تقریب بسم اللہ خوانی بڑی شان سے منائی گئی اور الحاج صوفی کریم بخش صاحب علیہ الرحمہ نے بسم اللہ پڑھائی۔ اس کے بعد قواعد بغدادی اور ناظرہ قرآن عظیم جناب حافظ قاری غلام طٰہٰ صاحب ٹونکی سے پڑھا۔ پھر مدرسہ عالیہ فرقانیہ میں داخل ہوئے اور حفظ قرآن عظیم حافظ عبد الغفار سے پڑھا۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ حافظ عبد الغفار اشرفعلی تھانوی کا مرید اور کٹر دیوبندی تھا۔

دس سال کی عمر میں حضرت نے قرآن کریم حفظ کیا۔ والد محترم نے حفظ قرآن کی تقریب بڑی شان سے منائی۔ مدرسہ عالیہ فرقانیہ کے تمام چھوٹے بڑے طلباء و

لہ موصوف محترم کا بھی چند سال پیشتر لکھنؤ میں وصال ہوا منصور رضوی

مدرسین کو شیرینی تقسیم کرائی۔ عزیزوں اور محلہ بھر میں مٹھائی تقسیم ہوئی پھر ایک دن محفل میلاد شریف منعقد ہوئی اور ضیافت کا اہتمام ہوا۔ مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں تکمیل حفظ کی دستار بندی ہوئی حضرت نے تراویح میں پہلی بار حضرت سیدی مخدوم شاہ مینا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ والی مسجد میں قرآن عظیم سنایا۔

مدرسہ عالیہ فرقانیہ کے تمام طلبہ میں حضرت عقیل فہیم ذکی ذہین مشہور تھے قرآن عظیم حفظ کے بعد آپ فارسی اور تجوید کے حصول میں مشغول ہوئے فارسی میں آپ کے استاد مولوی احمد حسین لکھنوی تھے اور قرات میں آپ کے استاد قاری محمد صدیق صاحب بنگالی تھے۔ گیارہ سال کی عمر میں آپ نے تجوید میں روایت حفص کا امتحان دیا اور اعلیٰ نمبروں سے پاس ہوئے۔ سالانہ امتحان میں دستار بندی ہوئی اور سند ملی اور تیرھویں سال میں آپ نے قرأت سبعہ کا امتحان دیا۔ اور بہت تعریفی الفاظ کے ساتھ قاری عبد الرحمٰن الہ آبادی نے اعلیٰ نمبر دیئے نیز سالانہ امتحان میں بھی آپ کی بہت تعریف بیان کر کے دستار بندی کی اور سبعہ کی سند دی۔ کھیل کود سے آپ کو نفرت رہی۔ ناچ گانا، ڈھول تھیٹر تماشا کبھی نہیں دیکھا اور حضرت کی بابرکت معیت میں اس فقیر کاتب الحروف نے بھی کبھی نہیں دیکھا حضرت نے فارسی آمد نامہ، مصدر فیوض سے سکندر نامہ ابو الفضل تک دو سال میں مکمل کیا۔ خوش خطی میں مشہور خطاط جناب منشی شمس الدین صاحب اعجاز رقم آپ کے استاد تھے۔ مدرسہ فرقانیہ کے تمام مدرسین و مہتمم صاحب آپ پر بہت مہربان تھے۔ مولانا عین القضاۃ صاحب آپ کو اپنے مدرسہ کا آفتاب کہا کرتے تھے اور مولانا صاحب نے آپ کا آٹھ روپیہ ماہانہ وظیفہ بھی مقرر کر دیا تھا اور جب میزان الصرف شروع کی تو دس روپے مہینہ وظیفہ مقرر کیا۔ میزان الصرف وغیرہ میں آپ کا استاد مولوی قاری نصیر الدین تھانوی جی کا مرید تھا جس نے وہابیت کے ابتدائی مسائل سکھائے اور شرک و بدعت کہنے تک مائل کر دیا۔

اس دوران میں حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ نے ایک روز والدہ ماجدہ مرحومہ مغفورہ کے پاس کتاب تمہید ایمان شریف مصنفہ حضور پر نور مرشد برحق

سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھی جو شیر اسلام حضرت شاہ ابوالوقت محمد ہدایت رسول صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے والد صاحب کو دی تھی کہ یہ بہت مبارک کتاب ہے اسے رکھو۔ حضرت مولانا جب بھی لکھنؤ تشریف لاتے تو والد محترم علیہ الرحمہ کے پاس ضرور ملاقات کے لئے آتے اور حضرت شیر بیشۂ سنت کے لئے خصوصاً اور سب بچوں کے لئے دعائیں فرماتے۔ حضرت علامہ محمد ہدایت رسول صاحب قبلہ نے ہی میرا نام[1] محمد فاروق اور چھوٹے بھائی علیہ الرحمہ کا نام محمد عمر[2] رکھا۔

حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ نے تمہید ایمان شریف پوری پڑھی اور وہابیہ دیوبندیہ کی حمایت سے گھر پر ہی توبہ کی۔ والد ماجد اور معتقدین کو اس سے بڑی خوشی ہوئی اب جو حضرت شیر بیشۂ سنت رضی اللہ عنہ یاحکم مدرسہ پہنچے تو آپ سنیوں کے ایک مناظر کی حیثیت میں تھے۔ مولوی محمد جان صدر مدرس مدرسہ فرقانیہ مرید و خلیفہ گنگوہی جی کے پاس کتابیں۔ بعض تھیں وہاں گفتگو شروع ہوئی اور آپ نے محمد جان کو لاجواب کیا عالم یہ ہوا کہ اسباق کا سارا وقت اسی بحث میں ختم ہو گیا۔ اب روزانہ ہی بات چیت ہونے لگی۔ محمد جان نے اپنی خفت مٹانے کو ایک روز مولانا عین القضاۃ صاحب سے موقع پا کر شکوہ کیا مولانا نے حضرت کو بلایا اور گفتگو سن کر محمد جان کو کہا کہ ہونہار ذہین اور ذکی طالب علم ہے آپ ان باتوں کو اس سے کیوں چھیڑتے ہیں اب محمد جان نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ساتھیوں سے چھیڑ کراتے اور خود محمد جان چودھری بن جاتے۔

سلسلہ عالیہ رضویہ میں داخل ہونا

غالباً ۱۳۳۵ھ میں حضرت حجۃ الاسلام شیخ الانام مولانا مولوی الحاج حامد رضا خاں

عہ[1] مراد حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ ہیں جن کا نام ان کے والد ماجد ابوالحفاظ محمد نواب علی خان صاحب علیہ الرحمہ نے محمد محبوب علی خاں رکھا تھا۔

عہ[2] حضرت شیر بیشۂ سنت و حضرت محبوب ملت کے تیسرے بھائی حضرت علامہ حافظ ابوالمظفر عطاء الرضا محمد عمر خاں صاحب قادری علیہ الرحمہ جن کا وصال ۱۹۵۶ء میں پہلی جمعیت میں ہوا

صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضور صدر الشریعہ حضرت مولانا مولوی الحاج حکیم ابوالعلیٰ محمد امجد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی کام سے لکھنؤ تشریف لائے اور قیام فرمایا۔ جب خبر ملی تو والد ماجد کے ساتھ حضرت شیر بیشۂ سنت بھی قیام گاہ پر حاضر ہوئے اور حضور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی تمنا ظاہر کی۔ حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا کہ فی الحال آپ وکالتاً حضرت مولانا امجد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہو جائیں اور پھر جب آپ حضور اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں تو تجدید بیعت دستِ مبارک پر کر لیں۔ تو والد محترم نے دونوں حضرات کو دعوت دی۔ غریب خانہ پر یہ دونوں حضرات تشریف لائے۔ ماحضر تناول فرمانے کے بعد حضرت شیر بیشۂ سنت حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پر وکالتاً بیعت ہو گئے اور اس کے بعد جلد ہی بریلی شریف حاضر ہو کر حضور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ مبارک پر تجدید بیعت کی۔ اب شیخ کامل کی نگاہ کرم کا فیضان کہ آپ کا رنگ اور تیز ہو گیا۔ اور مدرسہ کے دیوبندی طلباء و مدرسین کو زیادہ لاجواب و شکست جواب ملنے لگے۔ جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت شیر بیشۂ سنت حضورِ اعلیٰ حضرت سے بیعت ہو گئے تو ہر ایک دیوبندی مدرس جل کر فیل آتش بازی بن گئے اور اب مدرسہ میں اعتراضات کی زیادہ بھرمار ہونے لگی۔ مگر آپ اپنی خداداد قابلیت و فیضان مجدد اعظم سے ان تمام اعتراضات کا ردِ بلیغ فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ تعلیم کا سارا وقت صدر مدرس صاحب اس کوشش میں گزارنے لگے کہ کسی طرح آپ کو وہابی دیوبندی بنا لیں (معاذ اللہ)

حضرت نے جب تعلیم کا حرج ہوتے دیکھا تو حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پورا واقعہ لکھا۔ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا فوراً آجاؤ۔ یہاں سب انتظام ہو جائے گا۔ آپ کے بریلی شریف جانے کی خبر مولانا عین القضاۃ صاحب کو ہوئی تو آپ نے والد صاحب قبلہ اور حضرت دونوں کو بلایا اور بہت سمجھایا کہ ذہین اور سمجھدار طالب علم ہے ہمارے مدرسہ کا نام ہوگا اب میں دس کے بجائے پچیس روپے ماہانہ وظیفہ دیا کروں گا۔ مگر والد محترم اور

حضرت نے اس کو منظور نہ فرمایا۔

بریلی شریف میں برائے طلب علم

۱۳۳۶ھ میں آپ بریلی شریف حاضر ہوئے اور حضور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ دارالعلوم اہلسنّت منظر اسلام میں آپ کی تعلیم شروع ہوئی اور اب شیخ کامل کی نگاہ کرم و فیض صحبت سے آپ دن بدن ترقی فرماتے رہے۔ اصل میں یہی آپ کی ترقیات کا دور تھا۔ مدرسہ میں پڑھتے اور مسجد بی بی جی صاحبہ مرحومہ میں امامت فرماتے۔ اسباق و مطالعہ و امامت کے علاوہ اکثر آپ کا وقت حضور پُر نور سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں گزرتا کہ جانتے تھے حضرت مولانا معنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرما گئے ہیں۔

یک زمانہ صحبت با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اسی دور میں آپ نے لکھنؤ اطلاع دی کہ حضور مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت والا درجت عید الاسلام مولانا شاہ عبد السلام صاحب قبلہ کی، دعوت پر جبلپور تشریف لے جا رہے ہیں لہٰذا والد محترم سب بھائیوں اور بہنوں کو لکھنؤ اسٹیشن پر ٹرین کے وقت لے جا کر حضور اعلیٰ حضرت سے بیعت کرا دیں۔ اطلاع ملنے کے بعد تاریخ مقررہ پر والد ماجد کے ساتھ ہم لوگ اسٹیشن حاضر ہوئے اور فقیر کاتب الحروف[1] اور میرے دو بھائی محمد عمر اور محمد عثمان ایک بہن کنیز غوث چاروں حضور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ دستخط فرما کر شجرے عطا ہوئے۔ والدہ صاحبہ قبلہ نے نیاز میں امرتیاں تقسیم کیں۔ للہ الحمد

---

[1] مصنف کتاب حضرت محبوب ملت برادر حضرت شیر بیشۂ سنت علیہما الرحمۃ (منظور رضوی)

[2] حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت فرمانے کے بعد جو شجرے دیئے ان میں حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کو جو شجرہ عطا فرمایا اس میں حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستخط کے ساتھ جو تاریخ تحریر ہے وہ ۱۹ جمادی الاخری ۱۳۳۶ھ ہے (منظور عزیزی)

امام المناظرین کا پہلا مناظرہ

۱۳۳۷ھ میں تھانوی جی کا مرید خاص و خلیفہ باختصاص مولوی یاسین خام سرائی نے ہلدوانی منڈی میں جا کر بہت ڈینگیں ماریں اور سنیوں کو چیلنج مناظرہ دیا۔ وہاں کے سنیوں نے حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ کو لکھا کہ کوئی عالم مناظر جلد بھیجئے۔ فلاں تاریخ کو جامع مسجد میں مناظرہ ہے اور دیوبندیوں کی طرف سے یاسین خام سرائی دیوبندی مناظر ہوگا۔

یاسین خام سرائی پرانا تجربہ کار دیوبندی مدرس تھا۔ شیر بیشۂ سنت حضور اعلیٰ حضرت کو خطوط سنا رہے تھے۔ یہ خط سنا کر عرض کیا کہ سرکار! ارشاد ہو تو یہ فقیر اس مناظرہ کے لئے جائے اور حضور والا کی مبارک دعاؤں سے خام سرائی پر فتح پائے۔ ارشاد فرمایا بہت مناسب ہے آپ جائیے۔ پھر تھانوی کی حفظ الایمان والی عبارت کفریہ کے متعلق کچھ ارشادات فرمائے۔ فتح و کامیابی کی دعائیں دیں اور کرایہ عطا فرما کر رخصت کیا۔ رات کی گاڑی سے حضرت روانہ ہوئے۔ صبح صبح ہلدوانی اسٹیشن پر اتر کر دریافت کرتے ہوئے سیدھے جامع مسجد پہنچ گئے فجر کی جماعت میں شریک ہوئے۔ بعد نماز آپ بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ سنی حضرات جو اسٹیشن عالم مناظر اہلسنت کے استقبال کو گئے تھے انھوں نے جامع مسجد کے امام صاحب سے بڑی حسرت سے کہا کہ حضرت! آج ۹ بجے مناظرہ ہے اور اس گاڑی سے بھی کوئی مناظر صاحب نہیں آئے۔ میدان مناظرہ میں کیا ہوگا۔ دوسری گاڑی دوپہر کو آئے گی۔ شیر بیشۂ سنت جو تمام گفتگو سن رہے تھے فوراً فرمایا۔ آپ لوگ کیوں پریشان ہیں میں حاضر ہوں حضور اعلیٰ حضرت قبلہ نے مجھے بھیجا ہے۔ امام صاحب اور دوسرے سنیوں نے بغور دیکھا کہ ایک نو عمر طالب علم ہیں۔ بولے جناب آپ اس تجربہ کار وہابی مولوی سے کیا مناظرہ کریں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ لوگ گھبرائیں نہیں فقیر تو کچھ نہیں مگر جن کا ہاتھ سر پر ہے اور جن کے دامن میں ہوں ان کی مبارک دعائیں شامل ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ حضرات دیکھ لیں گے کہ خام سرائی بالکل خام ثابت ہوگا۔ اور میدان مناظرہ میں حق کا پرچم لہرائے گا اور مزید گفتگو کے بعد ہلدوانی کے سنیوں کو کچھ سکون و اطمینان ہوا۔ ناشتہ ہوا۔ وقت

پر حضرت جامع مسجد تشریف لائے۔ موضوع مناظرہ تھانوی کی حفظ الایمان والی کفری عبارت پر مناظرہ شروع ہوا۔ اور حضرت شیر بیشۂ سنت نے اس طرح اس کو دلائل میں جکڑا کہ وہ تجربہ کار پرانا گھاگ دیوبندی مولوی آپ کی تیسری ہی تقریر کے جواب میں کچھ بولنا تو کجا اٹھ بھی نہ سکا۔ پانچ منٹ تک بت بنا ہوا خاموش بیٹھا رہا۔ ادھر حضرت بار بار جواب کا مطالبہ فرماتے رہے مگر جواب دینے کے بجائے خام سرائی نے اپنے طلبہ سے کہا کتابیں اٹھاؤ اور چلو اور فرّ یفرّ کی گردان کرتے ہوئے یہ جا وہ جا۔ سنیوں نے نعرۂ تکبیر و نعرۂ رسالت بلند کئے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا تمام صاحبان با ادب کھڑے ہو کر صلاۃ و سلام پڑھیں۔ صلاۃ و سلام کے بعد دعا ہوئی۔ سنیوں نے فتح مبین کی مبارکباد دی اور فتح و کامرانی کے ساتھ اجلاس مناظرہ ختم ہوا۔ مسلمانانِ اہلسنت بلدوانی کی جانب سے تہنیت و مبارکبادی کے تین جلسے مقرر کئے گئے جس میں حضرت کے بیانات ہوئے اور بیعت سے بہکے ہوئے لوگوں نے توبہ کی۔ فالحمد للہ رب العلمین

میں نے اس مناظرے کی تاریخ نکالی مناظرہ جانفزا۔ نیز اس مناظر اہلسنت کی نوعمری کے لحاظ سے دوسری تاریخ نکالی مناظرِ نونہال۔ افسوس کہ اس مناظرہ کی روداد شائع نہ ہو سکی اور تلف ہو گئی۔

اہلسنت و جماعت کے حضرات اس طرف فتح و کامرانی کی خوشی میں تھے۔ ادھر خام سرائی نے یہ کارروائی کی کہ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک خط لکھا کہ آپ نے ایک نوعمر طالب علم کو جو کسی سوال کا جواب نہ دے سکا اس کو بلدوانی روانہ کیا سنی بہت رسوا ہوئے۔ بلدوانی سے سنیت کا جنازہ نکل گیا وغیرہ وغیرہ اور اس خط پر مختلف لوگوں سے بلدوانی کے مشہور سنیوں کے نام سے دستخط کر دیئے اور یہ خط حضور اعلیٰ حضرت کو روانہ کیا۔

تین جلسوں کے بعد بلدوانی منڈی کے سنیوں نے اپنے اس مناظرِ بلند کام کو رخصت کیا۔ حضرت شیر بیشۂ سنت جب بریلی شریف پہنچے اور حضور سیدنا اعلیٰحضرت قبلہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ دست بوسی و قدم بوسی کے شرف سے

مشرف ہوئے اور کچھ واقعات مناظرہ عرض کرنا چاہے تو حضور اعلیٰ حضرت نے مسکراتے ہوئے وہ آیا ہوا لفافہ دیکر فرمایا کہ پہلے اس کو بغور پڑھ لیجئے۔ یہ خط پڑھتے ہی حضرت شیر بیشۂ سنت نے اجازت لی اور ٹرین سے دوبارہ پھر بلدوانی پہنچے۔ بلدوانی کے سنی عوام و خواص مناظرِ قوام کو دیکھ کر جمع ہوئے۔ بلدوانی بھر میں شہرت ہو گئی اور دم بھر میں ہزاروں سنی جمع ہو گئے آپ نے خام سرائی اور دیگر وہابیوں کا وہ جھوٹا محضر نامہ انہیں سنایا۔ تمام حاضرین نے وہابیوں پر لعنت ملامت کی اور کہا جو قوم اپنے خدا کو جھوٹا مانے وہ خود کیوں نہ جھوٹ بولے اکابر و اعیان اہلسنت نے ایک مضمون واقعات مناظرہ اعجاز نہاد لکھے اور اہلسنت کے اس مناظرِ زود فہم کی بہت تعریف و توصیف لکھی اور دستخط کئے اور چار دیانت دار سنیوں کو یہ خط دیکر شہادت کیلئے حضرت کے ساتھ بریلی شریف بھیجا۔ اب حضرت شیر بیشۂ سنت حضور پر نور اعلیٰ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلام و قدمبوسی کے بعد ایک کنارے بیٹھ گئے اور ان شاہدین نے یہ عریضہ پیش کیا۔ چشم دید تمام واقعات زبانی عرض کئے۔ تمام باتوں کو حضور اعلیٰ حضرت نے بغور سماعت فرمایا اور تبسم کناں حضرت شیر بیشۂ سنت کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ ماشاء اللہ

آپ ابو الفتح ہیں

قریب بلایا اور خود کھڑے ہو کر حضرت کو سینۂ اقدس سے لگایا اپنا عمامہ مبارک حضرت شیر بیشۂ سنت کے سر پر رکھ دیا اپنا جبہ شریف عطا فرمایا اور پانچ روپے نقد عطا فرمائے

روحانی بیٹا

اس کے بعد حضور اعلیٰ حضرت نے مدرسہ کا قبض الوصول طلب فرما کر اپنے قلم سے تحریر فرمایا کہ "حشمت علی میرا روحانی بیٹا ہے آج سے میں ان کا پانچ روپے ماہانہ وظیفہ مقرر کرتا ہوں"

اس فرمان کا صحیح منشا و مطلب تو وہ امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت ہی جانیں۔ ہاں لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے ولی را ولی می شناسد ولی کو ولی ہی پہچانتا ہے۔ کیا معلوم اس سینہ ملانے میں اس شیخ کامل و مکمل و مکمِّل نے اپنے اس ہونہار روحانی فرزند کے سینہ میں کیا ودیعت فرمایا اور اس کو کس مرتبہ پر فائز فرمایا

حضور اعلیٰ حضرت کی رفاقت بھوالی میں

سنہ ۱۳۳۸ھ کا رمضان شریف آنے والا تھا اور سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو ضعف ونقاہت کی زیادتی تھی۔ مئی جون کی گرمیوں میں رمضان شریف کا مہینہ پڑتا تھا۔ احباب و مخلصین نے عرض کی کہ اس سال سرکار کو ضعف زیادہ ہے لہذا روزوں کا فدیہ ادا کردیں جب احباب کا اصرار شدید ہوا تو ارشاد فرمایا۔ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ رمضان کا مہینہ پہاڑ پر گذاردوں۔ خدا تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ میں رمضان شریف کے روزے رکھنے پہاڑ پر جاکر قیام کرسکتا ہوں اور وہاں کے اخراجات کو برداشت کرسکتا ہوں تو کیوں نہ رمضان کا مبارک مہینہ پہاڑ پر گذاروں اور روزہ رکھنے کا شرف حاصل کروں۔ پھر ارشاد فرمایا۔ صوفی عنایت حسین صاحب سوداگر صدر بازار نینی تال کو لکھ دیا جائے کہ ایک مکان بھوالی نینی تال میں کرایہ پرلے لیا جائے اور ان کو روپے بھی بھیج دیئے جائیں۔ پھر حضرت شیر بیشۂ سنت کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ آپ کو میرے ساتھ ماہ رمضان میں بھوالی چلنا ہے۔ حضرت نے مسجد بی بی جی صاحبہ کے نمازیوں اور منتظم حاجی عبدالرحمٰن خان صاحب سے کہا کہ رمضان شریف کی مجھے رخصت دی کہ حضور اعلیٰ حضرت کی ہمرکابی میں مجھے بھوالی جانا ہے۔ مسجد کے مصلیان و منتظم راضی نہ ہوئے اور کہا کہ آپ حافظ قاری مولوی ہیں ہم آپ کی اقتدا میں تراویح پڑھیں گے۔ آپ پھر حضور اعلیٰ حضرت کے آستانۂ مبارکہ پر حاضر ہوئے۔ سلام عرض کیا اور تمام حالات بیان کئے۔ حضور اعلیٰ حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا آپ کا چھوٹا بھائی محمد محبوب علی بھی تو حافظ ہے۔ عرض کیا جی۔ ارشاد فرمایا کہ آپ اپنے والد صاحب کو لکھ دیں کہ ان کو دو تین ماہ کے لئے بریلی

آپ کی جگہ کام کرنے کیلئے بھیج دیں اور مسجد والوں کو بھی بتادیں وہ سب مان جائیں گے حضرت نے واپس آکر مسجد والوں کو بتایا وہ سب مان گئے۔ پھر حضرت نے والد ماجد قبلہ کو میرے بارے میں تحریر کیا اور میں بریلی شریف حاضر ہوگیا۔ شعبان المعظم کے آخر میں حضور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور سیدی و مخدومی مفتیٔ اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ[1] بھوالی تشریف لے گئے۔ خدمت میں حضرت شیر بیشۂ سنت و حاجی کفایت اللہ صاحب رحمت اللہ تعالیٰ علیہما ساتھ گئے۔ عید اضحیٰ کے بعد حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول قادری برکاتی آل احمدی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس سراپا قدس سے چند روز قبل حضور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت بریلی تشریف لائے اور عرس شریف کے بعد میری لکھنو واپسی ہوئی۔

دوسرا سفر بھوالی

۱۳۳۹ھ کے رمضان المبارک میں روزہ رکھنے کے لئے حضور اعلیٰ حضرت قبلہ نے پھر بھوالی جانے کا ارادہ فرمایا اور حضرت شیر بیشۂ سنت کو ہمراہ چلنے اور مجھ کو بریلی شریف بلانے کا حکم فرمایا۔ اس مرتبہ جب بریلی شریف سے حضرت شیر بیشۂ سنت کا خط والد ماجد کے نام آیا تو والد ماجد، میں، اور چھوٹے بھائی مولوی حافظ محمد عمر خان مرحوم بھی ساتھ ہی بریلی شریف حاضر ہوگئے۔ اواخر شعبان میں حضور پر نور مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھوالی تشریف فرما ہوئے اور اس مرتبہ محرام الحرام سنہ ۱۳۴۰ھ میں دولت خانہ کو تشریف آوری ہوئی۔ عرس سراپا قدس ذی الحجۃ الحرام کے بجائے محرام الحرام میں ہوا۔

لقب ولدِ مرافق غیظ المنافق

---

[1] تاجدار اہلسنت حضور سیدی مفتیٔ اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۴ ویں شب محرم الحرام ۱۴۰۲ھ ہجری میں بریلی شریف میں وصال فرمایا۔ منصور رضوی

اس دوسری مرتبہ کی ہمرکابی میں حضور اعلیٰ حضرت قبلہ نے حضرت شیر بیشۂ سنت کو ایسا کامل و مکمل و مکمل کیا کہ آپ کو وَلَـدِ مرافق غیظ المنافق کے لقب سے نوازا اور صرف زبانی نہیں بلکہ تحریر فرمایا دیکھئے الطاری الداری

حضرت شیر بیشۂ سُنّت علیہ الرحمہ کے یہ نغمے سنورنے کامل و اکمل ہونے کے ان کی زندگی میں یہ دو سفر اور یہ دو بار کی امام اہلسنت کی ہمرکابی جو چار چار پانچ پانچ ماہ تک حاصل ہوئی وہ بہت ہی اہمیت و خصوصیت رکھتے ہیں میں نے ان دو سفروں کی تاریخیں مرتب کی ہیں۔

سنہ ۱۳۳۹ھ وہ ہے کہ ایوانِ رفیعِ شیخ اور بارگاہِ عالم پناہِ شیخ میں کاتب رہے۔ اور گلزارِ معنیٔ شیخ سے کسبِ فیض کرتے رہے۔ اور شبِ وصلِ شیخ سے جان و دل کو منور و مجلی کرتے رہے۔

پھر سنہ ۱۳۴۰ھ وہ آیا کہ مشاہدۂ جمالِ شیخ ہر آن حاصل رہا۔ دیدۂ شوقِ شیخ وا ہوئی تو شیخ قدس سرہٗ کو دیکھا اور جمالِ دل کشائے شیخ کے جلوؤں سے دل معمور کیا اور گلزارِ معانیٔ شیخ سے نہ معلوم کیا کیا فیوض و برکات حاصل کئے اور کیا کیا شبِ وصالِ شیخ میں انہیں عطا ہوا۔ کیونکہ روبکارِ شیخ رکھا۔ اور اس سفر میں آپ ہی روبکارِ شیخ۔

غرض یہ سفر مبارک اس مصرع کا مصداق تھا۔ ؎

انھیں کو دیکھنا انہی کی سُننا انہی میں گم ہونا

اگر ان دو برسوں کے لئے یہ کہوں کہ حضور سیدنا امام ہمام امام الائمہ سراج الامہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ان دو برسوں کے مظہر حضرت کے یہ دو برس تھے جن کے لئے خود حضرت امام اعظم نے ارشاد فرمایا لولا السنتان لھلک النعمان۔ یہ دو برس وہ ہیں جو حضور سیدنا امام اعظم نے سیدنا مولانا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر رہ کر گذارے۔ حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتباع و پیروی میں حضرت شیر بیشۂ سنت نے آپ کے سچے

نائب و وارث کی خدمتِ فیضِ صحبت میں گزارے۔ فالحمد للہ رب العالمین

حضرت کی دستار بندی و دستارِ فضیلت

ماہِ صفر سنہ ۱۳۴۰ھ میں حضور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال (قدس سرہٗ) ہوا اور اسی سنہ ۱۳۴۰ھ ماہ شعبان المعظم میں دار العلوم اہلسنت منظر اسلام بریلی شریف کے امتحان میں آپ اعلیٰ درجہ میں کامیاب ہوئے اور سالانہ جلسۂ عام میں مسجد بی بی جی صاحبہ میں آپکی دستار بندی ہوئی۔ حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ علامہ محمد حامد رضا خان صاحب و صدر الشریعہ مولانا شاہ الحاج ابو العلیٰ محمد امجد علی صاحب و حضرت صدر الافاضل مولانا الحاج شاہ محمد نعیم الدین صاحب علیہم الرحمۃ والرضوان نے دستار بندی فرمائی اور سندِ تکمیل درس نظامی و دورۂ حدیث عطا فرمائی بعدہٗ حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ نے اپنا جبۂ مبارکہ آپ کو پہنایا اور خلافت عطا فرمائی۔

حضرت شیر بیشۂ سُنّت کے اساتذہ

حافظ عبد الغفار و قاری نصیر الدین و مولوی محمد جان وہابی دیوبندی تھے جس کا تذکرہ حضرت بارہا فرماتے ہے جس کے سننے والے ہزاروں موجود ہیں لہذا سلسلہ منقطع ہے سنی علما ہیں (۱) حضرت صدر الشریعہ مولانا الحاج حکیم ابو العلا محمد امجد علی صاحب اعظمی

(۲) صدر الافاضل حضرت مولانا الحاج حکیم محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی

(۳) مولانا مولوی محمد رحم الٰہی صاحب

(۴) مولانا مولوی نور الحسن صاحب رامپوری

(۵) مولانا مولوی ظہور الحسن صاحب رامپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم آپ کے اساتذہ ہیں۔

حضرت شیر بیشۂ سنت کو خلافت و اجازت

(۱) حضرت حجۃ الاسلام شیخ الانام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۲) حضور مفتیٔ اعظم ہند مولانا الحاج الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خان صاحب دامت برکاتہم رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حضرت صدر الشریعہ مولانا حکیم الحاج محمد امجد علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۴) حضور پر نور مولانا الحاج مولوی حافظ ابوالقاسم سید اسمٰعیل حسن صاحب قادری برکاتی احمدی مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ حضرت سے آپ نے النور والبہاء کی مکمل اجازت حاصل کی۔ اور حزب البحر و دعائے حیدری شریف اور بہت سے اوراد کی اجازتیں حاصل فرمائیں۔ خاص کر حضور سیدنا شاہ آل رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلاسل کی اجازت حاصل کی حضرت والا کی خاص نگاہ و کرم شیر بیشۂ سنت پر تھی۔

(۵) حضرت مولانا الحاج مولوی سید فتح علی شاہ صاحب قادری برکاتی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۶) حضرت بابرکت مولانا مولوی الحاج محمد ضیاءُ الدین احمد صاحب قادری برکاتی رضوی مہاجر مدنی دامت برکاتہم القدسیہ[1] حضرت سے آپ نے سلسلہ قادریہ منوریہ رضویہ کی بھی اجازت حاصل کی۔ یہ وہ مبارک سلسلہ ہے جس میں حضور سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور سیدنا سلطان بغداد دافع الفساد سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان صرف چار واسطے ہیں اور اس سلسلے کو آپ نے ایک پوشیدہ خزانہ ایک نعمت عظمیٰ جان کر اسی سلسلے کی آپ نے پہلی بار حاضری حرمین شریفین کے بعد اشاعت شروع کی۔ جو حضرت کے شجرہ میں شائع ہو چکا ہے۔

(۷) حضرت مولانا الحاج مولوی ابوالمساکین محمد ضیاءُ الدین قادری رضوی پیلی بھیتی علیہ الرحمہ

(۸) حضرت مولانا مولوی عمر ابوبکر صاحب قادری برکاتی رضوی پوربندری

(۹) مجھے یاد آتا ہے کہ حضور سیدی تاج العلماء حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب قادری برکاتی قاسمی مارہروی رحمۃ اللہ

---

[1] حضرت کا وصال اقدس ۱۲؍ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ کو مدینہ میں ہوا۔ میں اسی سال حج و زیارت کی غرض سے حاضر ہوا تھا بعد حج جب مدینہ منورہ میں حاضری ہوئی تو حضرت کے دولت کدہ پر حضرت کے شہزادہ علامہ فضل الرحمٰن صاحب قادری مدنی سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ منصور رضوی

تعالیٰ علیہ سے بھی حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ نے تبرکاً اجازت حاصل کی تھی۔

صاحب ارشاد بدستار

۱۳۴۰ھ

تکمیل درس نظامی اور حصول دستار فضیلت کے بعد حضرت شیر بیشۂ سنت چند برس دار العلوم اہلسنت منظر اسلام میں مدرس رہے اور جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی شریف کے مفتی رہے۔ اس زمانہ کا ایک واقعہ حضرت مولانا الحاج مولوی حافظ محمد رضوان الرحمٰن صاحب قادری برکاتی رضوی مفتیٔ مالوہ[1] نے ۱۰؍محرم الحرام ۱۳۸۰ھ کو جامع مسجد اہلسنت مدنپورہ بمبئی میں ایک جلسۂ تعزیت میں بیان کیا کہ میرا چشم دید واقعہ ہے کہ جب میں مدرسہ منظر اسلام میں پڑھتا تھا تو حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ مدرسہ میں مدرس تھے اور تفسیر جلالین۔ مشکوٰۃ شریف۔ میر قطبی، نور الانوار آپ پڑھاتے تھے اور طلبہ آپ کے پڑھانے سے بہت مطمئن اور خوش تھے۔ ایک روز رام پور سے تین معمر علماء آئے اور مدرسہ کے حالات معلوم کرتے اور دیکھتے ہوئے آپ کے درجہ میں پہنچے۔ آپ کو نو عمر مدرس دیکھ کر آپ کے پاس بیٹھ گئے۔ آپ نے سلام و مصافحہ اور مزاج پرسی کے بعد پھر درس شروع کر دیا۔ تینوں علماء سنتے رہے ایک جگہ ایک صاحب نے اعتراض کیا آپ نے فوراً جواب دیا۔ انھوں نے پھر کچھ سوال کیا آپ نے اس کا بھی اطمینان بخش جواب دیا یہاں تک وہ خاموش ہو گئے مدرسہ میں جب یہ خبر پھیلی تو تمام مدرسین بھی اس کمرے میں جمع ہو گئے اور دوسرے عالم صاحب نے کچھ سوالات کئے آپ نے ان کے جوابات دیئے انھوں نے مزید شکوک پیش کئے آپ نے ان کے بھی جوابات دے کر شکوک دفع کئے وہ بھی مطمئن ہو گئے۔ پھر تیسرے صاحب نے اعتراضات کئے آپ نے انھیں بھی جوابات دیئے انھوں نے ورشبہات پیش کئے آپ نے وہ بھی دور کئے یہاں تک کہ وہ بھی مطمئن ہوئے اور تینوں حضرات بہت خوش ہو کر تشریف لے گئے۔ یہ حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ کی علمی صلاحیت اور اعلیٰ ترین قابلیت تھی

---

[1] حضرت مفتی مالوہ علیہ الرحمۃ کا ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ کو اندور میں وصال ہوا مزار مبارک جامع مسجد اندور کے صحن میں خارج مسجد ہے۔ (منصور رضوی)

کہ بیک وقت تین علماء کرام کے سوالات کے جوابات دیئے شکوک دور فرمائے اور مطمئن فرما کر واپس کیا

جماعت رضائے مصطفٰے

جماعت رضائے مصطفٰے بریلی شریف کے مؤسسین اولین میں حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ رحمت رب العٰلمین عزوعلا کا نام جلی حروف میں نظر آتا ہے۔

خطبات رضویہ

حضور سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبات مبارکہ کے جامع حضرت شیر بیشۂ سنت رضوان ربہ علیہ ہی ہیں۔ نیز جو ایک بیان میلاد شریف حضور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمودہ شائع ہوا ہے اس کے مرتب وجامع بھی آپ ہی ہیں۔

شدھی سنگٹھن کے مقابل تبلیغ اسلام

جب متھرا آگرہ، بھرت پور کے علاقہ میں ملکانوں کے اندر پنڈت شردھانند نے شدھی کا کام شروع کیا تو جماعت رضائے مصطفٰے بریلی شریف نے اپنا وفد بھیجا اور باقاعدہ کام کرنے اور مبلغین بھیجنے کے لئے رکاب گنج آگرہ میں مرکزی تبلیغی دفتر جماعت رضائے مصطفٰے قائم ہوا تو حضرت شیر بیشۂ سنت نے بہت نمایاں خدمات انجام دیں۔ آگرہ میں ایک بار آریوں سے آپ کا مناظرہ ہوا۔

ایک خاص واقعہ

ایک دن دفتر آگرہ میں یہ خبر آئی کہ فلاں گاؤں میں پرسوں سارا گاؤں شدھی ہوگا۔ شردھانند کی آمد ہے۔ حضرت شیر بیشۂ سنت نے اپنے چھوٹے بھائی مولانا محمد عمر خان صاحب کو ساتھ لیا اور روانہ ہو گئے۔ اس گاؤں میں پہنچے تو بڑی آرائش اور چہل پہل

دیکھی۔ جگہ جگہ چولہے جل رہے ہیں مٹھائیاں بن رہی ہیں۔ حضرت گاؤں کے پردھان کے پاس گئے لوگوں کو جمع کیا۔ اسلام کی خوبیاں اور اسلام کی حقانیت وصداقت بیان کی۔ اور ان سے دریافت کیا تو گاؤں کے پردھان نے کہا کہ وہ لوگ ہم کو زمین اور روپیہ دیتے ہیں آپ کیا دیں گے اگر ہم مسلمان ہو جائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اسلام کو زر زن زمین کسی لالچ سے قبول نہیں کیا جاتا اگر حقانیت وصداقت کی تلاش ہے تو اسلام میں آؤ۔ اگر سچی نجات چاہتے ہو تو اسلام قبول کرو۔

بارہ بجے رات تک سب کو سمجھایا مگر وہ لوگ نہیں مانے۔ بارہ بجے کے بعد آپ بہت مغموم واپس آئے اور مسجد میں قیام کیا۔ پریشانی میں نیند نہ آئی۔ پچھلی رات آنکھ لگی تو خواب دیکھا کہ حضور پرنور سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم دین وملت رضي الرحمٰن عنہ تشریف لائے اور اپنے ولد مرافق غیظ المنافق کو تسلی دی فرمایا پریشان نہ ہوں صبح انشاء اللہ تعالیٰ سب کام بخیر ہوگا۔ آنکھ کھلی صبح صادق کا وقت تھا۔ وضو کیا نماز پڑھی اور نماز کے بعد حسب معمول اوراد وظائف کا سلسلہ جاری تھا کہ گاؤں کے کسی شخص نے آکر خبر دی کہ شردھانند بھرتپور کی موٹر میں بھرتپور کے فوجی رسالہ کے ساتھ آگیا آپ خواب کے خیال سے بہت خوش تھے یہ خبر سن کر کچھ پریشانی ہوئی جلد ہی وظائف تمام کر کے حسب عادت یا رسول اللہ الغیاث کہتے ہوئے چھوٹے بھائی مولوی محمد عمر خان مرحوم کو ساتھ لے کر ان کے پنڈال کے اندر پہنچ گئے۔ دیکھا شردھانند صدر مجلس ہے اور بہت سے پنڈت، چوبے مالدار قسم کے لوگ بیٹھے ہیں پشت پر بھرتپور کا فوجی دستہ تیار کھڑا ہے۔ ایک طرف وہ ملکانے بیٹھے ہیں۔ درمیان میں ہون کنڈ ہے۔ آگ روشن ہے گھی جلنے کی چراھند پھیلی ہوئی ہے۔ حضرت بے باکانہ انداز میں بڑھتے چلے گئے۔

چیلنج مباہلہ

پورا مجمع یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ حضرت صدر مجلس کے بہت نزدیک پہنچ گئے تو

پنڈت شردھانند نے آپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سنسکرت بھاشا میں اپنے سکریٹری سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ یہ کیوں آئے ہیں۔ حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ سنسکرت زبان سے واقف تھے لہذا آپ سمجھ گئے کہ شردھانند نے کیا کہا۔ تقدیم فرماتے ہوئے فرمایا۔ پنڈت جی! میں آپ کے پاس موجود ہوں پھر درمیان میں واسطہ کی کیا ضرورت ہے تو پنڈت جی نے کہا کہ ہاں، ہاں فرمائیے آپ کیوں تشریف لائے ہیں ؟۔

حضرت شیر بیشۂ سُنّت نے فرمایا۔ میں نے سُنا ہے کہ آپ یہاں ہمارے بھائیوں کو مکتی کا راستہ بتانے کو پدھارے ہیں لہذا میں بھی حاضر ہو گیا کہ معلوم کر لوں واقعی جو راستہ ان کو آپ بتائیں گے وہ مکتی نجات کا راستہ ہے ؟

پنڈت شردھانند نے سوچ کر جواب دیا۔ مولانا یہ مناظرہ کی جگہ نہیں ہے ہم ان کی شدھی کرنے آئے ہیں۔ ہم کو مناظرہ نہیں کرنا ہے۔ لہذا آپ چلے جائیں اور ہماری سبھا میں کھنڈت نہ کریں ورنہ آپ خود ذمہ دار ہوں گے۔

حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ نے بکمال جرأت و دلیری فرمایا۔ پنڈت جی یہ ہون کنڈ ہے۔ آگ روشن ہے۔ مناظرہ کا وقت نہیں۔ آیئے ہم اور آپ مباہلہ کریں۔ یہ فرما کر صاحب عرفان شیر اسلام و مسلمین نے آگے بڑھ کر شردھانند کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا آیئے میں اور آپ اس آگ میں چلیں اور پندرہ منٹ ہم دونوں اس میں رہیں پھر باہر آئیں جس کا دین حق ہوگا وہ سلامت رہے گا اور جو باطل ہوگا وہ جل جائے گا۔ یہ سن کر سارے مجمع پر سناٹا چھا گیا۔ پنڈت جی نے سر جھکا لیا۔ پانچ منٹ تک مجمع پر سکوت طاری رہا۔ اس کے بعد شردھانند نے کہا مولوی صاحب آپ چلے جایئے ہم نہ مباہلہ کریں گے نہ مناظرہ ہم تو ان کو شدھی کرنے آئے ہیں۔

صاحب عرفان شیر اسلام و مسلمین نے ہاتھ چھوڑ دیا اور ملکانوں سے قریب ہو کر فرمایا۔ آپ لوگوں نے سنا اور دیکھا آخری چیز مباہلہ کو میں تیار ہو گیا۔ مگر پنڈت جی

تیار نہیں ورنہ ابھی حق و باطل کا فیصلہ ہو جاتا اور ہر ایک اپنی آنکھوں سے دیکھتا۔ اب آپ جانیں۔ اللہ اور رسول گواہ ہیں کہ میں نے حق کے اظہار کے لئے کوئی کسر نہ چھوڑی میں تو اب جا رہا ہوں۔

حضرت مسجد میں تشریف لائے۔ بڑی دیر تک سبھا میں عجیب کشمکش کا عالم رہا پھر گانا بجانا اور بھجن ہونے لگا۔ پھر پنڈت جی بولے۔ ہاں بھائی ملکانوں! بڑا شبھ سمے ہے۔ بڑے بڑے پنڈت مہاشے براجے ہیں آؤ! اب شدھ ہو جاؤ۔

گاؤں کے پردھان نے لب کھولا۔ پنڈت جی! آپ لوگ ہمارے گاؤں سے چلے جائیں ہم لوگ شدھ ودھ نہیں ہوں گے۔ ہم نے دیکھ لیا اور خوب سمجھ گئے کہ اسلام سچا دین ہے۔ ہمارے ایک نوجوان عالم نے آپ کو لاجواب کر دیا۔ بس آپ چلے جایئے اور ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جاؤ مسجد میں وہ مولوی صاحب ہوں گے ان کو بلا کر لاؤ ہم سب مسلمان ہوں گے۔

وہ آدمی مسجد کو آیا اور پنڈت جی اُٹھے موٹر میں بیٹھے یہ جا وہ جا۔ فوجی رسالہ ساتھ گیا اور باقی ان کے ساتھی پیدل اور سواریوں سے چلے گئے۔ صرف اس گاؤں اور قریب کے ملکانے رہ گئے۔ ادھر وہ شخص مسجد میں آیا۔ سب حالات بتائے۔ حضرت نے سجدۂ شکر ادا کیا اور مجمع میں تشریف لائے۔ سب کو توبہ کرائی کلمہ پڑھایا۔ مسلمان کیا۔ اسلامی نام رکھوائے۔ اسلام کی سچائی پر تقریر فرمائی صلاۃ و سلام کے بعد دعائے خیر فرمائی اور وہیں مٹھائی اور پکوان تقسیم کر کے مسرت و خوشی کا اظہار کیا گیا۔ پھر آگرہ کے مرکزی دفتر میں تشریف لا کر تفصیلی واقعات اور سب کے نام پیش فرمائے۔ فالحمد للہ

تقریر قلب منیر

اسی دور میں آپ کی ایک تقریر ہے جو صداقت و حقانیت اسلام پر پنڈت شردھانند کے مقابل آپ نے فرمائی تھی اور محب سنیت جناب مولوی سید ایوب علی

صاحب قادری برکاتی رضوی بریلوی کی فرمائش پر آپ نے تحریر فرمائی۔ جماعت رضائے مصطفیٰ نے اس کو شائع کیا یہ تقریر پڑھنے اور دیکھنے کر کیا دلائل اور براہین ہیں۔ کیا انداز بیان ہے۔ خواص و عوام سب کے سمجھنے کی تقریر ہے۔

جماعت رضائے مصطفیٰ کے پہلے مفتی

جماعت رضائے مصطفیٰ میں مفتی کے عہدے پر سب سے پہلے حضرت ہی کا تقرر ہوا اس زمانے کے دو فتوے جو مستقل رسالے ہیں آپ کی یادگار ہیں ایک القلادة الطيبة المرصعه جو بمبئی کے وہابیہ دیوبندیہ کے سات الزامی سوالات کے جوابات ہیں اور ان کے جواب دینے پر آپ کی جانب سے اٹھائیس ہزار روپے انعام کا اعلان عام ہے مگر آج تک کسی وہابی دیوبندی کو جواب اور اٹھائیس ہزار روپے وصول کرنے کی ہمت و جرأت نہیں ہوئی۔ جواب کے نام سے جواب دئے گئے۔

اور دوسرا فتویٰ مسمّیٰ بنام تاریخی قہر القہار ہے جس میں لیڈران قوم کی آزاد روش اور اسلام کش اقوال و افعال کا رد ہے۔ پہلا رسالہ چھ سات مرتبہ شائع ہوا اور دوسرا رسالہ قہر القہار ایک مرتبہ شائع ہوا۔

متصوفہ ملاحدہ

نام نہاد صوفی اور پیر کہلانے والا افتخار رشتی کے اقوال کفر و ضلال میں آپ کا ایک مستقل قابل دید رسالہ پشت خار در افتخار ہے جو ایک بار شائع ہوا ہے۔

مدرسہ مسکینیہ دھوراجی میں صدر مدرسی

اس درمیان حضرت حجۃ الاسلام شیخ الانام مولانا الحاج شاہ محمد حامد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں دھوراجی سے مدرسہ مسکینیہ کے صدر مدرس کی جگہ کے لئے ایک عالم صاحب کی طلب کی درخواست آئی تو حضرت والا نے حضرت

شیر بیشۂ سنت عفی یوم الاحد کا تقرر فرما کر بھیجا اور آپ نے وہاں دو برس رہ کر اسلام و سنیت کی خدمات انجام دیں۔ وہاں پر وہابیوں دیوبندیوں نے آپ پر جادو کرا دیا حکیموں ڈاکٹروں نے انکار کر دیا تو حضرت والد ماجد آپ کو بریلی شریف لے آئے اور یہاں بفضلہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم آپ شفایاب ہوئے غسل صحت فرمایا۔ پھر مدرسہ اہلسنت پادرہ ضلع بڑودہ میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ پادرہ میں آپ کا چوتھا تاریخی تحریری مناظرہ وہابیہ کے شیر پنجاب ثناء اللہ امرتسری سے ہوا۔ جس میں شیر پنجاب شیر قالین ثابت ہوا اور اس کی تمام چٹک مٹک رفو چکر ہو گئی۔ تھانوی جی کی کفری عبارت حفظ الایمان کو وہ اسلام ثابت نہ کر سکے۔ تین روز یہ مناظرہ جاری رہا۔ مگر ثناء اللہ صاحب کفر تھانوی نہ اٹھا سکے۔ حد یہ کہ تقریر کے دوران زیادہ اچک پھاند میں ثناء اللہ کا کمربند ٹوٹ گیا اور شلوار نیچے گر گئی۔ موافق و مخالف کا ایک فرمائشی قہقہہ لگا اور ذلت و خواری کے ساتھ وہابی مناظر بیٹھ گیا اس مناظرہ کی مکمل روداد جمال بھائی قاسم بھائی مرحوم بانی و منتظم مناظرہ کے پاس تھی مگر شائع نہ ہو سکی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے ہفتہ وار اخبار اہلحدیث میں اس کی مکمل روداد چھاپی مگر چونکہ تحریری مناظرہ تھا اس لئے زیادہ گڑبڑ نہ کر سکا

اس مناظرہ میں خاص بات

یہ ہوئی کہ ثناء اللہ امرتسری نے ایک نوعمر مناظر اہلسنت کو دیکھ کر اپنی چرب زبانی سے مرعوب کرنا چاہا اور ایک تقریر میں اپنے خصوصی انداز سے مٹک مٹک کر ہاتھ چلا چلا کر یہ شعر پڑھا۔

تیر پر تیر چلاؤ تمہیں ڈر کس کا ہے
سینہ کس کا میری جان جگر کس کا ہے

حضرت نے اپنی تقریر میں فرمایا! جناب کو شاید سہو ہو گیا کہ اس اجلاس مناظرہ کو مجلس مشاعرہ سمجھ گئے آپ کو ہوشیار و خبردار ہونا چاہئے کہ یہ میدان مناظرہ

اور آپ کو یہاں تھانوی جی کا کفر اُٹھانے کے لیے بلایا گیا یہاں خصم کے آگے اپنی دلیل پیش کر کے تھانوی کا کفر اُٹھائیے۔

ثناءُ اللہ نے اپنی قدیم عادت کی بناء پر دوسری تقریر میں پھر یہی شعر پڑھا حضرت شیر بیشۂ سنت نے اسی وقت ٹوکا اور ارشاد فرمایا یہ میدان مناظرہ ہے میدان مشاعرہ نہیں اور تھانوی جی کے کفر و اسلام پر مناظرہ ہے تھانوی جی کی حفظ الایمان والی کفری عبارت کی موجودگی میں تھانوی جی کے اسلام کا ثبوت دے سکتے ہوں تو دیجیے شعر سنا کر وقت ضائع نہ کیجیے۔ یہ بھی بتا دیجیے کہ اس شعر سے اور تھانوی کے کفر سے کیا تعلق ہے کیا اس شعر سے تھانوی جی کا کفر اٹھ گیا۔ اگر آپ کہیے تو میں آپ کو لکھ دوں کہ آپ کو غالب و ذوق وغیرہما کے دواوین زبانی یاد ہیں لیکن یہاں وہ دلیل لائیے جس سے تھانوی جی کا کفر اُٹھے اور وہ مسلمان ثابت ہو سکے۔ یہ سن کر مناظر وہابیہ مبہوت ہو گیا اور وہ اچھل کود ختم ہو گئی۔ آخر وقت تک تھانوی جی کا مسلمان ہونا ثابت نہ ہوا۔ اور حضرت شیر بیشۂ سنت کے دلائل قاہرہ کا جواب مناظر وہابیہ سے نہ ہو سکا۔ فالحمد للہ رب العلمین

سنبھل کا مناظرہ

اس سے پہلے دوران قیام بریلی شریف میں منظور حسین سنبھلی نوٹی ترک نے اہلسنت کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔ آپ نے سنبھل پہنچ کر منظور حسین کے وطن میں مناظرہ کیا اور تین دن کے مناظرہ میں پیشہ ور مناظر وہابیہ دیوبندیہ کو ناک چنے چبوا دیئے جو روداد مناظرہ سے خوب ظاہر ہے۔ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ حضرت شیر بیشۂ سنت نے کس شان سے اسلام کے جھنڈے نصب فرمائے اور سنیت کے پرچم لہرائے قادریت رضویت کے ڈنکے بجائے۔ فللہ الحمد

سورت اور راندیر میں آپ کی سنیت نواز تقریریں اور خلیفہ تھانوی سے ان کے مدرسہ میں مناظرہ

سورت، راندیر، ڈابھیل۔ دیوبندی آماجگاہ تھے۔ یہاں کے دیوبندی تاجر اربپتی تھے۔ جو سنگاپور، جاوا، ماریشش، افریقہ، برما میں بڑی بڑی تجارتیں کر رہے تھے۔ غریب سنی پریشان تھے کہ کیا کریں وہابیت و دیوبندیت کا مقابلہ کیسے کریں۔ سب نے مل کر حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ایک سنی عالم مقرر بھیجنے کے لیے لکھا حضرت نے غور و خوض فرما کر حضرت علامہ دھر مولٰنا حشمت علی صاحب کو روانہ فرمایا۔ حضرت نے سورت میں ایمان افروز وہابیت سوز بیانات شروع فرمائے۔ وہابیت دیوبندیت کے کالے بادل دور ہوتے نظر آئے۔ سنی مسلمان باغ باغ اور وہابی دیوبندی سینے داغ داغ ہوئے۔ ناواقف لوگ وہابیت دیوبندیت سے تائب ہو کر سنی مسلمان ہوئے۔ سورت شہر کے گلی گلی میں آپ کے وعظ ہوئے اور ہر بیان میں آپ نے طواغیت وہابیہ دیوبندیہ کی کفری عبارتیں حفظ الایمان، براہین قاطعہ۔ فوٹو فتوائے گنگوہی و تحذیر الناس وغیرہا کتابوں کی عبارات کفریہ دکھا دکھا کر اور ان کی عبارات سُنا سُنا کر کفریات وہابیہ دیوبندیہ کا رد و ابطال فرمایا۔

راندیر کے غریب سنیوں کو بھی ہمت ہوئی اور انھوں نے حضرت کو راندیر میں بیان کی دعوت دی۔ آپ نے راندیر میں بھی سنیت نواز بیان فرمایا اور احقاق حق و ابطال باطل فرمایا، سنیت کا پرچم لہرایا اب ایسی فضا بنی کہ راندیر کے کوچہ کوچہ گلی میں ایک ایک دیوبندی اربپتی سیٹھ کے دروازہ پر حضرت کے بیانات ہوئے۔ یا رسول اللہ الغیاث، یا علی مشکل کشا اور یا غوث المدد کے نعرے راندیر کی فضا میں پہلی مرتبہ باآواز لگائے گئے وہابی دیوبندی دردمند ہوئے اور سنی مسلمان سر بلند ہوئے۔

اپنے ولدِ مرافق پر حضور سیدنا اعلیٰ حضرت کی نظرِ کرم

سورت کے ایک بیان میں مولانا مولوی غلام نظام الدین صاحب قادری برکاتی قاسمی علیہ الرحمہ نے دیکھا کہ ایک بزرگ سفید ریش سفید ململ کا انگرکھا پہنے سفید عمامہ باندھے اپنے عصا پر زور دیکر حضرت شیر بیشۂ سنت کی کرسی کے پیچھے جلوہ افروز ہیں اور داہنا ہاتھ حضرت کی پشت پر رکھے ہیں۔ مولانا غلام نظام الدین صاحب ان بزرگ کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے دورانِ وعظ حضرت نے جب مولٰنا کو کھڑے دیکھا تو بیٹھنے کے لئے کہا مگر مولٰنا صلاۃ وسلام تک کھڑے رہے۔ جب حضرت دعا مانگنے لگے تو وہ بزرگ نگاہ سے اوجھل ہوگئے اور مولٰنا بیٹھ گئے۔ قیام گاہ پر آنے کے بعد حضرت نے مولٰنا سے کھڑے ہونے اور آخر تک کھڑے رہنے کا سبب دریافت کیا انھوں نے واقعہ بیان کیا اور ان بزرگ کی شکل وشباہت بتائی۔ حضرت نے سن کر فرمایا آپ برکت والے ہیں کہ آپ کو حضور سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیداری میں زیارت نصیب ہوئی اور الحمد للہ کہ حضور اعلیٰ حضرت اس فقیر حقیر سگِ رضوی سے راضی بھی اور اس کی مدد پر ہیں

دیوبندی مالداروں کے دباؤ پر خلیفۂ تھانوی کی مناظرہ کو تیاری

راندیر وسورت وڈابھیل وتاراپور کے مالدار دیوبندی جمع ہوکر مولوی محمد حسین خلیفہ تھانوی کے پاس پہنچے اور کہا مولوی صاحب! ایک نوعمر پردیسی سنی مولوی آیا ہے دو مہینہ سے سورت وراندیر میں بار بار اس کے بیانات ہو رہے ہیں ہمارے مولویوں ہمارے بڑوں اور بزرگوں کے نام لے کر کافر و مرتد کہتا اور ہماری ہی کتابیں پیش کرتا ہے آخر آپ لوگ خاموش کیوں ہیں۔ ہمارے تو سنتے سنتے کان پک گئے اور آپ لوگ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ محمد حسین خلیفہ تھانوی نے کہا کہ آپ لوگوں کو صبر کرنا چاہیئے وہ پردیسی ہے چلا جائے گا۔ پھر سیدان اپنے ہاتھ ہے یہ غریب لوگ بار بار تو اس مولوی کو بلا نہیں

سکتے نہ وہ مدرسے یا بار بار رخصت پا سکتا ہے اور ہم لوگ مقامی ہیں ان کو اپنی تقریروں سے پھر واپس کرلیں گے۔ دیوبندی مالداروں نے کہا نہیں مولوی صاحب یہ نہ ہوگا ہم جو اتنی مدت سے آپ لوگوں کو نذرانے اور چندے دے رہے ہیں وہ اس لئے نہیں کہ ہمارے بڑے بزرگوں مولویوں کو کھلم کھلا سرعام ہزاروں کے مجمع میں کافر و مرتد کہا جائے اور آپ تمام مولوی صاحبان چپ سادھے پڑے رہیں یا تو آپ مناظرہ کریں ورنہ ہم سارے آپ کے چندے نذرانے بند کر دیں گے۔ اور اس سنی مولوی کا بیان ہم بھی کرائیں گے اور اس دھرم سے توبہ کرلیں گے۔ یہ سن کر سارے مولویوں کو ستانا آگیا۔

پھر دیوبندی بر جان مولوی دیوبندی مجبوراً تیار ہوئے اور مناظرہ کے لئے تحریر حضرت کے پاس بھیجی۔ چنار واڑے کی مسجد میں مناظرہ کے لئے بلایا۔ سنیوں میں ہوا کی طرح یہ خبر پھیل گئی۔ بعض مخلصین نے عرض کی وہ مخالفین کی جگہ ہے آپ جگہ بدلیں اور حضرت خواجہ دانا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانہ پر بلائیں۔ فرمایا میں ان کو بہانہ کا موقع نہیں دینا چاہتا ان شاء اللہ تعالیٰ میں وہیں جاؤں گا اور کامیاب ہوں گا۔ مخلصین خاموش ہوگئے اور مناظرہ کی تیاریاں ہونے لگیں۔

مقررہ دن آیا حضرت کے لئے گھوڑا گاڑی آئی ہزاروں سنی مسلمان ساتھ ساتھ روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر حضرت شیخ تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ پر حاضری دی۔ یہاں سے راندیر کے مسلمان بھی ساتھ ہوگئے اور اب جلوس کی شکل میں روانہ ہوئے۔ راندیر کی فضا نعرہ ہائے تکبیر ویا رسول اللہ المدد سے گونج گئی۔ دیوبندیوں کے پتے پانی ہونے لگے۔ خوفزدہ ہوکر مولوی محمد حسین نے چنار واڑہ مسجد کا دروازہ بند کرا دیا۔ جب حضرت شیر بیشۂ سنت مسجد کے دروازہ پہنچے تو دربان اور علماء دروازہ پر باہر کھڑے تھے مسجد کا دروازہ بند تھا آپ نے دربان سے فرمایا دروازہ کھولو ہم کو آج اس مسجد میں بلایا گیا ہے۔ دربان نے کہا یہ مسجد نہیں ہے تو گھر ہے۔ آپ نے فرمایا اگر مردانہ گھر ہے جب بھی کھولو ہمیں بلایا ہے۔ دربان نے کہا نہیں تیز زنانہ گھر ہے۔ یہ سن کر سنیوں نے نعرہ ہائے تکبیر ونعرۂ رسالت بلند کئے اور حضرت فاتحانہ شان سے حضرت تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ کے سامنے بڑی وسیع مسجد میں آگئے اور بیان شروع فرما دیا۔

ادھر محمد حسین راندیری وعزیزگل۔ مفتی بسم اللہ وغیرہم مکی سیٹھ کے پاس پہنچے کہ غضب ہو گیا مولانا حشمت علی کئی ہزار آدمی لے کر مسجد لوٹنے آگئے جلد مدد کیجئے اور بات بنایئے ورنہ بڑی بدنامی ہو جائے گی۔ مکی سیٹھ نے تمام حالات معلوم کر کے ان مولویوں کی ملامت کی اور بہت خفا ہوا کہ تم لوگ بزدل ہو، جاہل ہو۔ ایک پردیسی نو عمر سنی مولوی کو جواب نہیں دے سکتے۔ مولویوں نے بہت خوشامد کی تو مکی سیٹھ اپنی کار میں بیٹھ کر آستانہ کی مسجد میں آیا حضرت کا بیان جاری تھا۔

کسی طرح مجمع کے کنارے سے گذر کر مکی سیٹھ منبر کے قریب آیا اور حضرت سے عرض کی مولانا صاحب آپ مجمع کو یہاں روک کر میرے ساتھ چلیں۔ میں فیصلہ کرادوں گا مگر آپ تنہا چلیں۔ حضرت نے تقریر بند کی اور مکی سیٹھ کے ساتھ تنہا جانے کو تیار ہو گئے۔ احباب اہلسنت جانے سے مانع ہوئے ان کو آپ نے وہیں رکنے کی قسمیں دیں اور فرمایا کہ آپ لوگ مجھے اکیلا جانے دیں۔ آپ لوگ یہاں بیٹھ کر دعا کریں۔ حضرت مسجد کے باہر جا کر مکی سیٹھ کی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ سنی مجبور ہو کر رک گئے۔ مگر حضرت مولانا مولوی غلام رسول صاحب قادری رضوی بھاولپوری نہ مانے اور زبردستی حضرت کے ساتھ یہ کہہ کر بیٹھ گئے کہ میں تو ہرگز ہرگز آپ کو مخالفوں میں تنہا نہ جانے دوں گا۔ حضرت خاموش ہو گئے۔

مکی سیٹھ نے ان دونوں کو اپنے کمرے میں بٹھایا اور دوسرے تمام لوگوں کو وہاں سے ہٹادیا۔ پھر حضرت سے کہا مولانا صاحب! آپ بڑے اچھے ہیں مگر ان جھگڑوں سے آپ کو کیا ملے گا۔ ہم آپ کو ایک لاکھ روپیہ نقد دیتے ہیں اور صرف یہ چاہتے ہیں کہ آپ بیانات جاری رکھیں لیکن ہمارے دیوبندی پیشواؤں کی کتابیں نہ دکھائیں اور دیوبندی مولویوں کے نام نہ لیں۔ اس روپے سے آپ مکان بنایئے تجارت کیجئے اس نقد ایک لاکھ کے علاوہ ۵۰۰ آپ کو اور ۵۰۰ ان مولانا صاحب کی خدمت میں پیش کروں گا۔

اب حضرت کا چہرہ جلال میں سرخ ہو گیا۔ اور فرمایا مکی سیٹھ! میرا ایمان خریدنا چاہتے ہو تو سن لو۔ یہ حقیر رقم یہ دنیا کی دولت میرے ایمان کی قیمت ہرگز ہرگز نہیں میں اپنے دین و مذہب کی اسی طرح علی الاعلان تبلیغ کروں گا۔ اور سنی بھائیوں کو خبردار کروں گا۔ مکی سیٹھ نے پھر کچھ کہنا چاہا۔ مگر حضرت نے فرمایا تمہارے مولویوں کو ہمت

ہو تو جواب دیں ورنہ توبہ کر کے سنی مسلمان بنیں۔ مجبور ہو کر مکی سیٹھ نے کہا اچھا آپ نہیں مانتے تو میں مناظرہ کراؤں گا۔ حضرت کو آستانہ کی مسجد میں پہنچا کر اپنے مولویوں کو بہت کچھ سخت سست کہہ کر مناظرہ کے لئے آمادہ کیا اور چند روز بعد کی تاریخ مقرر کر کے حضرت کو تحریر بھیجی اور مقام مناظرہ مدرسہ محمدیہ مقرر ہوا حضرت اور علماء و احباب اہلسنت سورت واپس آئے اور تاریخ کا انتظار ہونے لگا۔

مناظرۂ راندیر ضلع سورت

تاریخ مقررہ پر حضرت شیر بیشۂ سنت راندیر پہنچے۔ طے پایا تھا کہ فریقین کے مناظر و صدر کے علاوہ دو، دو سو آدمی ہوں گے اور ہر فریق کے مناظر کو دو سو ٹکٹ دے دیئے گئے تھے نیز دیوبندیوں نے انتظام کے لئے کوتوال کو بھی بلایا تھا اور چالاکی سے اندر کے دیوبندیوں سے ٹکٹ لے کر باہر جا کر دوسرے دیوبندیوں کو لانے لگے جب قریب قریب تین سو دیوبندیوں کی تعداد ہو گئی تو ایک سنی نے کوتوال سے جا کر کہا کہ دو دو سو آدمی ہر فریق کے مقرر ہوئے اور ٹکٹ دے دیئے گئے تو پھر دیوبندیوں کی تعداد زیادہ کیوں ہو گئی مہربانی فرما کر ذرا اندر ٹکٹ چیک تو کیجئے۔ کوتوال نے کہا ہاں مجھے بھی تعداد زیادہ معلوم ہو رہی ہے۔ یہ کہہ کر کوتوال نے ٹکٹ دیکھنا شروع کئے اور سو سے زیادہ دیوبندی بے ٹکٹ ذلت کے ساتھ نکالے گئے۔ دیوبندی مولویوں کے چہرے فق ہو گئے۔

مناظرہ شروع ہوا

یہ مناظرہ مولوی اشرف علی تھانوی کی کفری عبارت مندرجہ حفظ الایمان صـ۷ و صـ۸ پر ہوا تھا۔ دیوبندی مناظر مولوی محمد حسین راندیری اور اہلسنت کی طرف سے مناظر حضرت شیر بیشۂ سنت مقرر ہوئے تھے۔ مناظرہ شروع ہوا تو حضرت شیر بیشۂ سنت عبارت تھانوی پیش کی۔

" پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید

صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔"

پھر فرمایا اس عبارت میں حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وسلم کی سخت توہین و تنقیص ہے اور توہین انبیائے کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام قطعاً یقیناً کفر ہے تو تھانوی صاحب یہ توہین لکھ کر کافر مرتد ہوئے اور جو شخص اس کفر قطعی پر مطلع ہونے کے بعد بھی مسلمان جانے وہ بھی کافر ہے۔ دیکھو حسام الحرمین۔

محمد حسین رانڈیری نے کھڑے ہو کر جواب دیا کہ اس عبارت میں توہین ہرگز ہرگز نہیں اگرچہ عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کے لئے ہی ہے لیکن تشبیہ من بعض الوجوہ ہے لہٰذا توہین نہیں ہے کیونکہ علم نبوی بھی حادث اور بچوں اور پاگلوں، جانوروں کا علم بھی حادث ہے اور دیکھئے نبی کریم بھی مخلوق ہیں اور نتھو، فتو، کلو، بدھو، بچہ، پاگل اور جانور بھی خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ پس اس عبارت میں توہین نہیں ہے۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے اس کا رد فرمایا۔ محمد حسین نے پھر وہی پہلی والی تقریر دہرادی۔ حضرت نے مزید رد فرمایا۔ محمد حسین نے پھر وہی جواب دیا جب کئی بار کی تقریر میں رانڈیری صاحب تشبیہ من بعض الوجوہ کا سبق مکرر سہ کرر سنا چکے تو حضرت شیر بیشۂ سنت رضوان ربہ علیہ نے تھانوی کی عبارت کا فوٹو پیش اور کھڑے ہو کر تبسم کناں فرمایا۔ مولوی محمد حسین صاحب آپ کے چہرے کی کیا تخصیص ہے ایسا چہرہ تو خنزیر کا ہے مولوی عزیز گل کی آنکھوں کی کیا تخصیص ہے ایسی آنکھیں تو بچھو کی ہیں اور احمد بزرگ تمہارے ہونٹوں کی کیا خاصیت ہے ایسی تھوتھنی تو سور کی بھی ہے اور دانت کتے کے سے ہیں۔ غرض ایک ایک وہابی دیوبندی مولوی جو سامنے مناظر کے پاس بیٹھے تھے ان سب کا نام لے لے کر بیان فرمایا اور بیٹھ گئے۔

حضرت کے بیٹھنے کے ساتھ ہی دیوبندی اسٹیج قلعہ آتش بازی بن گیا۔ سارے کے سارے مولوی اچھل پھاند کرنے لگے۔ یہ دیکھئے کسی کی پگڑی رہ گئی اور کسی کا جبہ اتر گیا۔ شور مچا رہے

تھے گالیاں بکتے ہو، بدتمیزی کرتے ہو۔ اول فول بکتے رہے۔ اور حضرت بڑے اطمینان سے خاموش بیٹھے سنتے اور دیکھتے رہے۔

مولوی محمد حسین نے مکی سیٹھ کو آواز دی کہ انسپکٹر صاحب کو کہو کہ یہ گالیاں دیتے ہیں ملاؤں اور اپنے حکم سے مناظرہ بند کرائیں۔ یہ دیوبندیوں کی آخری چال ہے۔ سیٹھ صاحب وہابیوں کے مشکل کشا انسپکٹر صاحب کے پاس پہنچے گزارش کی۔ انسپکٹر صاحب نے حضرت کو مخاطب کیا تو حضرت نے ارشاد فرمایا جناب بس صرف پانچ منٹ اور رک جائیں ہم آپ دروں گا کو قوال صاحب بیٹھ گئے۔ دیوبندی اسٹیج کا طوفان بدتمیزی ختم ہوا۔ تو حضرت کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا۔ سُنی بھائیو! مناظرہ ختم ہوگیا اس مناظرہ کی فتح مبین تمہیں مبارک ہو۔ یہ جملہ ایسا معلوم ہوا کہ مولویوں کو کسی نے چپ ماری اور ہمارے دیوبندی مولوی بچے بچھڑا اچھلنے کودنے لگے حضرت بیٹھ گئے اور دیوبندی بکنے لگے۔ گالیاں بک کر مناظرہ فتح کرنا بہت کچھ بکتے رہے۔ جب ان کا جوش ٹھنڈا ہوا تو حضرت شیر بیشۂ سنت پھر کھڑے ہوئے اور فرمایا میں نے کہا تھا کہ تھانوی جی نے اپنی کفری عبارت میں حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ علیہ علیٰ آلہ وسلم کے علم وسیع و عظیم کو رذیل اشیاء سے تشبیہ دی اور یہ تشبیہ توہین ہے۔ محمد حسین صاحب نے کئی بار اس کے جواب میں یہ کہا کہ یہ تشبیہ تو ہے مگر تشبیہ من بعض الوجوہ ہے لہٰذا توہین نہیں ہے میں بھی کہتا ہوں کہ بیشک میں نے آپ اور عزیز گل صاحب احمد بزرگ صاحب و اسمٰعیل ولبسم اللہ وغیرہم کے چہرے ہونٹ و آنکھ و ناک کو رذیل اشیاء سے تشبیہ دی اور ضرور دی مگر تشبیہ من بعض الوجوہ ہے کہ سور، بندر، بچھو، کتا وغیرہ بھی خدا کی مخلوق ہیں اور محمد حسین رانڈیری و عزیز گل و احمد بزرگ وغیرہم بھی خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور پاگل و حیوانات کا چہرہ آنکھ کان، ناک، ہونٹ بھی گوشت پوست کا ہے اور ان ساروں کا چہرہ، آنکھ، ناک، کان، ہونٹ وغیرہ بھی گوشت پوست کا ہے اور آپ کئی تقریروں میں مکرر، سہ کرر اقرار کر چکے ہیں کہ تشبیہ من بعض الوجوہ ہونے کی وجہ سے توہین نہیں لہٰذا میرا بیان بھی آپ لوگوں کی ہرگز توہین نہیں۔ ہاں اسے سن کر آپ لوگوں کا شور مچانا، اچھلنا، کودنا، رقص دیوانہ دکھانا اور کوتوال صاحب سے شکایت کرنا یہ خود

یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ تھانوی عبارت میں ضرور توہین رسول ہے اور تھانوی جی اس توہین رسول کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں اور چونکہ آپ ساروں نے اپنے عمل سے یہ ثبوت دے دیا ہے لہذا مناظرہ ختم ہوگیا اور سنی بھائیوں کو فتح مبین مبارک ہو۔

یہ سن کر دیوبندی مولوی کچھ بولنا چاہتے تھے کہ قوال صاحب کھڑے ہو گئے اور دیوبندی مولویوں سے مخاطب ہو کر بولے۔ مولنٰا درست فرما رہے ہیں اگر آپ لوگ عقل سے کام لیتے تو مولنٰا صاحب کا بیان جو مثالوں پر مشتمل تھا سن کر خاموش رہتے تو مولنٰا کو ثبوت میں دشواری ہوتی مگر آپ کا شور مچانا ہی ان کا ثبوت ہو گیا اور انھیں فتح ہو گئی۔ مناظرہ ختم ہو گیا۔ اب چونکہ آپ لوگوں کی یہ جگہ ہے اور مولنٰا آپ کے بلائے ہوئے ہیں تو اگر آپ لوگ جانا چاہتے ہیں تو خاموش جائیں ورنہ اپنی جگہ بیٹھے رہیں کہ امن وامان قائم رکھنے کے لئے مجھے بلایا گیا ہے۔ سنیوں نے یہ سن کر نعرۂ تکبیر ونعرۂ رسالت بلند کئے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا سنی بھائیو! اس خوشی میں کھڑے ہو کر بارگاہ نبوت میں صلاۃ وسلام عرض کرو۔ پھر صلاۃ وسلام پڑھا گیا۔ اور بالفتح و فیروزی حضرت وہاں سے تشریف لائے فالحمد للہ علیٰ ذالك

سورت میں جلسۂ تہنیت اور شیر بیشۂ سنت کا خطاب

دوسرے روز بعد عشاء حضرت خواجہ داناشاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ پر اس فتح مبین کی خوشی میں جلسۂ تہنیت منعقد ہوا اور علماء و مشائخ اعیان گجرات وعوام وخواص کے اتفاق سے آپ کو شیر بیشۂ سنت[1] کا خطاب دیا گیا۔

---

[1] رب کے کرم سے اس خطاب کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی کہ آپ کی ذات کا یہ خطاب علم بن گیا۔ نام نہ لیجئے صرف خطاب زبان سے ادا ہوا اور دنیا سمجھ گئی کہ کس ذات کا ذکر ہو رہا ہے۔ حضرت کے وصال کے تیس برس بعد آج بھی اس خطاب کی تازگی وشادابی برقرار ہے

منصور رضوی

تلامذہ علم دین

۱۳۸۰

یا

تلامیذ پسندیدہ زمان

۱۳۸۰

حضرت کے تمام تلامذۂ کرام کے نام نامی تو میں پیش کرنے سے مجبور ہوں۔ ہاں جو علم میں ہیں وہ حاضر ہیں۔

(۱) سید العلماء وسند الحکماء حضرت مولنٰا الحاج حافظ قاری مفتی سید آل مصطفےٰ صاحب قادری برکاتی، مارہروی زیب سجادہ عالیہ قدسیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ وصدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء مدظلہم العالی جو خود بمبئی کے کئی تعزیتی جلسوں اور عرس چہلم کے اجلاس میں اپنی بیعت میں اظہار فرما چکے ہیں۔

(۲) حضرت والا درجت بالا منزلت مولنٰا الحاج مولوی شاہ محمد ابراہیم رضا خان صاحب عرف جیلانی میاں صاحب مدظلہم نبیرہ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ وسجادہ نشین آستانہ قادریہ برکاتیہ رضویہ حامدیہ بریلی شریف۔ حضرت نے بھی بمبئی و بریلی بیعت میں ظاہر فرمایا اس لئے میں نے یہ دو نام تحریر کئے۔

(۳) مولنٰا مولوی محمود حسن مرحوم ساکن ملوکپور بریلی شریف

(۴) مولنٰا ابو المعانی محمد ابرار حسن صاحب تلہری مرحوم

(۵) حضرت مولنٰا مولوی غلام جیلانی صاحب اعظمی صدر مدرسین دار العلوم فیض الرسول براؤن شریف ضلع بستی

(۶) حضرت مولنٰا مولوی محمد میاں صالح میاں قادری اپلیٹہ

(۷) حضرت مولنٰا مولوی عبد الکریم میاں صاحب قادری دھوراجی

(۸) حضرت مولنٰا مولوی عبد الحق دریاں صاحب قادری پوربندر

(۹) حضرت مولنٰا مولوی مفتی احمد میاں صاحب قادری مفتی دھوراجی

(۱۰) حضرت مولنٰا مولوی عبد الحلیم میاں صاحب قادری دھوراجی

(١١) حضرت مولٰنا مولوی نور محمد میاں صاحب قادری جیت پور

(١٢) حضرت مولٰنا مولوی عبدالغنی میاں صاحب قادری جیت پور

(١٣) حضرت مولٰنا مولوی مفتی ابوالطاہر محمد طیب صاحب قادری دانا پوری مفتی جاورہ (ایم۔ پی)

(١٤) حضرت مولٰنا قاری احمد حسین صاحب قادری پانی پتی علیہ الرحمہ

(١٥) حضرت مولٰنا الحاج حافظ عبدالحمید صاحب قادری برکاتی سورتی

(١٦) حضرت مولٰنا مولوی قاضی عبدالحئی صاحب کچھولی سورت

(١٧) مولانا مولوی محمد صابر صاحب نسیم بستوی قادری رضوی مصطفوی سکندرپوری

(١٨) مولانا مولوی محمد شمس اللہ صاحب شمس بستوی قادری رضوی پیپروی

(١٩) مولانا مولوی محمد عزیز الرحمٰن صاحب عزیز بستوی قادری رضوی بھاڈپوری

(٢٠) حضرت بابرکت والا درجت مولٰنا مولوی حافظ قاری سید شاہ حسن میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی قاسمی زیب سجادہ قادریہ برکاتیہ قاسمیہ مارہرہ شریف

(٢١) فاضل جلیل عالم نبیل مولٰنا مولوی محمد شاہد رضا خان صاحب قادری خلف اکبر حضرت علیہ الرحمۃ

(٢٢) مولٰنا مولوی محمد نذیر صاحب قادری پیپلی بھیتی

(٢٣) صاحبزادہ ثانی مولٰنا احمد مشہود رضا خان صاحب سلمہٗ

(٢٤) صاحبزادہ ثالث حافظ قاری محمد عسکری رضا خان سلمہٗ ربہٗ[1]

(٢٥) مولٰنا مولوی غلام احمد رضا صاحب قادری رضوی گونڈل

(٢٦) مولٰنا مولوی حافظ حاجی عبدالسلام صاحب قادری رضوی فتحپوری

٢٧ میں نے بھی میزان، منشعب، صرف میر حضرت ہی سے پڑھیں

نوٹ: جو حضرات رہ گئے ہوں وہ فوراً ظاہر فرمادیں یا تحریری اطلاع دیں

---

[1] حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ کے یہ تیسرے صاحبزادے وصال فرما گئے۔ اور حضرت علیہ الرحمہ کے مزار مبارک سے متصل ہی مدفون ہیں منصور رضوی

نوساری میں مقدمہ اور کامیابی

راندیر میں وہابیہ دیوبندیہ گجرات کو جو مناظرہ میں ذلت نصیب ہوئی تو پاگل ہوگئے اور نوساری میں ایک کیس کر دیا جو تقریباً ۹ ماہ تک چلتا رہا۔ یہ کیس آپ کی عمر میں وہابیہ کی جانب سے پہلا کیس تھا۔ حضرت مولٰنا مولوی سید امیر الدین صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کیس میں بہت نمایاں حصہ لیا مگر یہ کیس دیوبندیوں کیلئے مصیبت بن گیا کہ حضرت شیر بیشۂ سنت تاریخ پر کورٹ میں حاضر ہوتے اور اس کے علاوہ تاریخوں میں نوساری سورت، بڑودہ، بھڑوچ، نریاد، تاراپور و دیگر مقامات میں تقریر فرماتے اور تبلیغ سنیت فرماتے۔

کاکوری جی کا فرار

بعض دیوبندیوں نے اسی دوران میں ملکی شیخ مولوی عبدالشکور کاکوروی کو نوساری بلایا اور شیخ جی بھی آگئے حضرت کو جب معلوم ہوا تو ایک خط لکھ کر مناظرہ کے لئے بھیج دیا۔ بس پھر کیا تھا کاکوری جی ایسے سراسیمہ ہوئے کہ بیان بھی نہ کیا اور بلانے والے پر بہت بگڑے۔ راتوں رات نوساری سے لکھنو روانہ ہوگئے

اس کے بعد حضرت کو مقدمہ میں فتح حاصل ہوئی اور وہابی دیوبندی نذیر ذلیل وخوار ہوئے۔ فالحمد للہ

پادرہ کے قیام میں ایک نمایاں خدمت دینی

پادرہ ضلع بڑودہ میں رہ کر آپ نے محب سنیت جناب سیٹھ جمال بھائی قاسم بھائی کو اس بات پر آمادہ کیا کہ طواغیت اربعہ وہابیہ دیوبندیہ میں نانوتوی و گنگوہی دو بغیر توبہ مر چکے ہیں اور دو یعنی مولوی اشرفعلی تھانوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھی زندہ ہیں۔ ان دونوں کو فیصلہ کن مناظرہ کا چیلنج دو۔ پہلے اس کے لئے کافی روپیہ جمع کرو پھر حکومت بڑودہ سے منظوری لو۔ اس طرح کر مناظرہ کے ایام میں ضلع کلکٹر پادرہ

قیام کرے اور دو انسپکٹر پولیس ریزرو پولیس فورس انتظام کے لئے یہاں موجود رہیں اور مانچ پولین وہابیہ دیوبندیہ۔ ان کے ہمراہیان کے آمد و رفت کرایہ ان کے قیام و طعام کا انتظام اپنے ذمہ ہوگا اور حضرات علمائے اہلسنت کے کرایہ و قیام و طعام کا بھی انتظام کرنا ہوگا اور جب تک فیصلہ نہ ہو مناظرہ جاری رہے گا۔

جمال بھائی مرحوم نے پہلے اخراجات کے لئے روپے کا انتظام کیا اور ایک خطیر رقم بینک میں جمع کر دی۔ کلکٹر وغیرہ کے پادرہ میں انتظاما قیام کرنے کی بڑودہ میں درخواست دی۔ پھر حضرت نے فیصلہ کن مناظرہ کی دعوت تھانوی جی کو تھانہ بھون اور انبیٹھی جی کو دعوت نامہ رجسٹرڈ مدینہ منورہ بھیجا۔ تاریخ و ماہ کا تعین ان دونوں ہی کے ذمہ رکھا کہ جب آپ چاہیں مناظرہ ہوگا۔ خط کا مضمون یہ تھا۔

اکابر دیوبند میں آپ دو بقید حیات ہیں اور سارے
دیوبندیوں کو آپ کی بات تسلیم ہوگی۔ حفظ الایمان
تھانوی صاحب کی تصنیف ہے اور براہین قاطعہ
انبیٹھی صاحب کی تصنیف ہے ان کی عبارات کا جو مطلب آپ دونوں
صاحبان بیان کر سکتے ہیں وہ دوسرا
نہیں بتا سکتا۔ لہذا آپ دونوں صاحبان کو ہم سنی مسلمانان پادرہ ضلع بڑودہ دعوت دیتے ہیں کہ آپ دونوں صاحبان اپنی فرصت کی تاریخیں مقرر فرما کر یہاں تشریف لائیں اور اپنی اپنی کتابوں کی عبارات پر مناظرہ فرما کر اس دینی معاملے کو طے فرمائیں آپ اور آپکے ہمراہیوں کے آمد و رفت کے کرایہ اور یہاں کے خورد و نوش کے ہم ذمہ دار ہوں گے۔ آنے کے لئے آپ کو اختیار ہوگا کہ جس درجہ میں چاہیں سفر فرمائیں۔ جتنا بھی خرچ تحریر کریں ہم بھیج دیں۔

اور چونکہ دیوبندیوں کے آپ اکابر ہیں لہذا آپ سے گفتگو کے لئے حسب ذیل اکابر علمائے اہلسنت میں سے جس کو آپ صاحبان منتخب

فرمائیں گے صرف وہ گفتگو فرمائیں گے

(۱) والا درجت بالا منزلت رفیع المکانت حضرت مولانا الحاج مولوی مفتی شاہ سید ابو المحمود احمد اشرف صاحب کچھوچھوی دامت برکاتہم

(۲) حجۃ الاسلام شیخ الانام حضرت مولانا الحاج مولوی مفتی شاہ محمد حامد رضا خان صاحب بریلوی دامت معالیہم

(۳) صدر الافاضل فخر الاماثل حضرت مولٰنا مولوی حافظ حکیم مفتی محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی دام ظلہم الاقدس

(۴) صدر الشریعہ حضرت مولٰنا الحاج مولوی حکیم مفتی شاہ محمد امجد علی صاحب اعظمی مدظلہم العالی

(۵) استاذ العلماء حضرت مولٰنا مولوی مفتی شاہ ابو محمد محمد دیدار علی صاحب الوری دامت فیوضہم المبارکہ

پھر آپ دونوں صاحبان کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ کسی کو اپنا وکیل مناظرہ مقرر فرما دیں لیکن آپ دونوں صاحبان میدان مناظرہ میں تشریف فرما ضرور رہیں۔ چونکہ یہ مناظرہ تحریری ہوگا تاکہ کسی کو بعد میں بدلنے کا موقع نہ رہے۔ لہذا آپ کا کام صرف یہ ہوگا کہ آپ کے وکیل صاحب تحریر سنا دیں تو آپ صاحبان اس تحریر پر سب کے سامنے دستخط فرما کر اپنے منتخب شدہ مناظر کو دیدیں۔

تھانوی صاحب کا مرض ناگفتہ بہ

چونکہ تھانوی صاحب کے متعلق مشہور تھا کہ وہ مرض ناگفتہ بہ میں مبتلا ہیں اس لئے ان کو یہ بھی لکھا گیا تھا کہ

اگر جناب کو فرسٹ کلاس کے سفر میں بھی دشواری ہو تو آپ آرام کے ساتھ پالکی فینس میں تشریف لائیں اور جتنا خرچ ہو ہمیں لکھیں تاکہ ہم وہ روپیہ پہلے آپ کو بھیج دیں نیز میدان مناظرہ میں بھی اگر آپ بیٹھ نہ سکیں

تو وہیں ایک طرف آپ کے لئے مسہری ڈال دی جائے گی اس میں آرام سے لیٹیں۔ بس اپنے وکیل کی تحریر پر دستخط فرمادیں اور خدارا مسلمانوں پر مہربانی فرماکر ضرور تشریف لائیں اور روز کی خانہ جنگی کو ختم فرمائیں۔ ہاں حفظ و امن کے ہم ذمہ دار ہوں گے اور جملہ اخراجات ہمارے ذمہ ہیں۔

اس مضمون کا خط دونوں مولویانِ دیوبند کو رجسٹرڈ ڈاک سے روانہ کیا گیا اور اس کے بعد یہی مضمون اشتہارات میں شائع کیا گیا۔

ناظم تعلیماتِ دیوبند کا جواب میں گالی نامہ

اشتہار فیصلہ کن مناظرہ کا شائع ہونا تھا کہ جناب مرتضیٰ حسن دربھنگی ناظم تعلیمات دیوبند نے اس کے جواب میں ایک گالی نامہ شائع کردیا کہ تم جاہل ہو۔ گھامڑ ہو، کافر ہو، بے ادب ہو تم کو حکیم الامت سے خط و کتابت کا حق ہے، وہ مرض ناگفتہ بہ میں مبتلا ہیں۔ ہم ان کے ہیں ہم سے خط و کتابت کرو۔ اس کے جواب میں اہلسنت وجماعت کی جانب سے بہت مہذب انداز میں ایک اشتہار شائع کیا گیا اور وہ اشتہار ایک دربھنگی جی کو ایک تھانوی جی کو ایک انبیٹھی جی کو ذریعہ رجسٹرڈ ڈاک دیوبند، تھانہ بھون اور مدینہ منورہ بھیجا کہ جناب وکیل ہیں تو اچھا ہے مگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ فیصلہ کن مناظرہ ہو لہٰذا ان دونوں صاحبان کا مقام مناظرہ میں موجود ہونا ضروری ہے کہ بعد میں کسی دیوبندی کو یہ کہنے کا موقع نہ ہو کہ اگر خود مصنف سے پوچھا جاتا تو وہ صحیح مطلب بتاتا آخر تھانوی صاحب و انبیٹھی صاحب کو کیوں نہیں بلایا۔ لہٰذا ہم سنی مسلمان بہ حیثیت خیر تھانوی صاحب و انبیٹھی صاحب کو دعوت دے رہے ہیں۔

او رحفظ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس و فتوائے گنگوہی میں مندرجہ کفر و ارتداد کو امن و امان کے ساتھ طے کرکے ہمیشہ کے لئے ختم کرنا چاہتے ہیں۔ آپ بھی آئیں اور تھانوی صاحب کو جس آرام دہ سواری میں لانا چاہیں لائیں اور سفر خرچ تمام

وکمال ہم سے منگالیں۔ میدانِ مناظرہ میں آپ اپنے نام وکالت نامۂ مناظرہ لکھوالیں اور آپ ہی تحریر لکھیں۔ تحریر سناکر اس پر دونوں صاحبان کے دستخط کراکے سنی مناظر کو دیدیں مگر بغیر وکالت نامۂ مناظرہ کے ہم آپ کو وکیل کیوں کر مان لیں یہ تو مدعی سست گواہ چست والی مثال یوں ہوگئی کہ مؤکل سست اور وکیل چست۔ ارے جناب! پہلے اپنے مؤکل صاحبان سے تو دریافت فرمائیے اور ان سے وکالتِ مناظرہ کی تحریر اپنے نام لیجئے پھر ہمارے سامنے آیئے۔ وکالت نامۂ مناظرہ کے بعد ہمیں کب انکار ہوسکتا ہے۔ مگر یہ دونوں صاحبان وکالت نامۂ مناظرہ لکھ تو دیں۔ محض آپ کی زبان زوری سے تو آپ کو ان دونوں کا وکیل نہیں مانا جاسکتا نہ دنیا کا کوئی عقل مند اس کو تسلیم کرسکتا ہے۔ آپ کوشش کرکے تھانوی صاحب کو لیکر آیئے اور انبیٹھی صاحب کو بھی بلوایئے ہمارے مہمان بنئے اور دونوں صاحبان سے وکالت مناظرہ کی تحریر لے کر مناظرہ فرمایئے العجل۔ العجل۔ العجل۔

اس مہذب اشتہار کے جواب میں دربھنگی جی نے پھر وہی گالی نامہ شائع کیا کہ جاہلوں کو علماء کے منہ نہیں لگنا چاہئے۔ تم بڑے بدتمیز ہو اور جاہل جپاٹی پادرہ اور پاوڑی وغیرہ وغیرہ اور یہ کہ وکالت نامہ لکھوانے کی کیا ضرورت ہے میں جو کہتا ہوں کہ میں تھانوی صاحب کا وکیل ہوں میں ان کی طرف سے جواب دوں گا۔ بس میں نے جو لکھ دیا کہ میں تھانوی صاحب کا وکیل ہوں۔ سہارن پور سے کسی وہابی دیوبندی نے اس قسم کی تحریر شائع کی اور تھانوی صاحب کو آمادہ نہ ہونے دیا۔ دربھنگی جی خودساختہ جاسپتی وکیل تھانوی جی کے لئے ہامان بن گئے اور حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ عظیم الشان خدمتِ دینی بار آور نہ ہوسکی۔ حَسْبُنَا رَبُّنَا وَنِعْمَ الْوَكِيْل۔

بھیونڈی میں وَلَدِ مرافق پہ کرم فرمائی

اسی دور میں حضرت حامئ سنت ماحئ بدعت مولٰنا سید امین صاحب قادری چشتی اشرفی نے حضرت شیر بیشۂ سنت کو بھیونڈی کی دعوت دی۔ حضرت بھیونڈی تشریف

لائے۔ تبلیغ سنیت ورد وہابیت میں بیانات کا سلسلہ شروع ہوا۔ بھٹکے ہوئے لوگ سنی بننے توبہ کرنے لگے، وہابیوں کی موت نظر آنے لگی تو غیر مقلد وہابیوں اور مقلد دیوبندی وہابیوں دونوں نے مل کر سازش کی کہ آج حضرت کے بیان میں فساد کیا جائے۔ بھیونڈی میں آہستہ آہستہ فساد کی خبریں گرم ہونے لگیں تو کچھ احباب نے آکر حضرت سے عرض کیا۔ سنکر فرمایا حسبنا اللہ ونعم الوکیل پھر فرمایا آپ لوگ ذرہ برابر نہ گھبرائیں۔ حضور سرکار غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرم فرمائیں گے اور میرے حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر کرم ہوگی۔ خبریں گرم ہوتی گئیں۔ یہاں تک کہ بیان کا وقت آیا۔ حضرت جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور بیان شروع فرمایا۔ کچھ ہی بیان ہوا تھا کہ حضرت مولینا الحاج مولوی سید محمد امین صاحب جو تخت پر آپ کی کرسی سے آگے بیٹھے تھے وہ کھڑے ہوگئے اور مجمع کی طرف پیٹھ کر کے کرسی کی جانب منھ کر کے ہاتھ باندھے مؤدب کھڑے ہوگئے۔ حضرت نے دیکھ کر فرمایا حضرت سید صاحب تشریف رکھیں۔ مگر مولنا متوجہ نہ ہوئے۔ کچھ دیر بعد آپ نے پھر بیٹھنے کو فرمایا مگر مولنا صاحب نہ بیٹھے یہاں تک کہ بیان ختم ہوا۔ صلاۃ وسلام پڑھا گیا اور صلاۃ وسلام کے بعد جب سب دعا مانگنے بیٹھے تو حضرت مولینا بھی بیٹھے۔ دعا کے بعد مصافحہ ہوا اور امن وامان کے ساتھ اجلاس ختم ہوا۔ لطفی بھائی رخصت ہوئے۔ حضرت شیر بیشۂ سنت قیام گاہ پر آئے اور حضرت مولنا سے فرمایا۔ حضرت! آج آپ اس شان سے وعظ کے دوران کھڑے کیوں رہے۔ یہ سن کر مولینا کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا۔ حضرت! آج مدت کے بعد آپ کے طفیل جاگتے میں حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیدار نصیب ہوا۔

آپ نے خطبہ کے بعد تقریر کے دوران رد وہابیہ شروع کیا تو میری نگاہ کرسی کے پیچھے ایک بار پڑی تو دیکھتا ہوں کہ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفید لباس میں ملبوس تشریف فرما ہیں عصائے مبارک پر زور دیئے کھڑے ہیں اور دایاں ہاتھ آپ کی پیٹھ پر رکھے ہیں۔ چہرۂ زیبا تبسم ریز ہے میں دیکھ کر

کھڑا ہوگیا۔ صلاۃ وسلام کے بعد حضور والا تشریف لے گئے تو میں بیٹھ گیا۔

حضرت! آج یہ معلوم ہوگیا کہ حضور اعلیٰ حضرت قبلہ کا آپ پر بڑا کرم ہے۔ یہ سن کر حضرت شیر بیشۂ سنت کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور فرمایا انھیں کے طفیل حمایت میں رہ کر تبلیغ سنیت کر رہا ہوں اور انھیں کی نگاہ کرم ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ کے نرغہ میں جاتا، کلمۂ حق سناتا اور صحیح وسالم واپس آتا ہوں۔

حضرت مولنا سید امین صاحب اشرفی نے حضور سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم قبلہ عالم رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت دوسری بار کی حاضری حرمین شریفین سے واپسی پر بمبئی میں کی تھی۔ لہٰذا فوراً پہچان گئے۔ مولنا متدین معتبر سادات جیلانیہ میں ہیں اور حضور پر نور مولنا الحاج الشاہ سید ابو محمد علی حسین صاحب اشرفی الجیلانی کچھوچھوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ تھے علیہ الرحمۃ۔ یہ ہے حضور مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنے دلبند رافق غیظ المنافق کی مرافقت اور وہ ہے حضرت شیر بیشۂ سنت کی محبت و شیفتگی کہ کوئی بیان کوئی مجلس سیدنا اعلیٰ حضرت کے فضائل عظیم بیان کئے بغیر نہ ہوتا تھا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما یہ عزت و عظمت ہے حضرت شیر بیشۂ سنت کی۔

وہابیہ کی سازش زہر خورانی

پادرہ کے دوران قیام وہابیہ نے آپ کی حق گوئی سے لاجواب ہو کر زہر دینے کی سازش کی اور ایک دن دوپہر کو حضرت سو رہے تھے ایک اجنبی شخص جمال بھائی کے پاس آیا اور ایک بڑا ڈبہ گھی کا جمال بھائی کے سامنے رکھ کر بولا کہ ہم فلاں گاؤں کے [illegible] حضرت مولنا صاحب کی کچھ خدمت کرنا چاہی تھی مگر زیادہ رقم جمع نہ ہوئی ورنہ ہم مولنا صاحب کو گاؤں میں بلاتے۔ فی الحال یہ خیال ہوا کہ حضرت کے کھانے کے لئے دیسی خالص گھی پیش کر دیں تو یہ مولنا صاحب کو دے دیجئے گا۔ مجھے اس وقت فرصت نہیں ہے پھر آؤں گا۔ جمال بھائی پر بھی نیند کا اثر تھا۔ گھی کا ڈبہ رکھ لیا اور وہ شخص رفو چکر ہوا۔ حضرت نماز ظہر کے لئے بیدار ہوئے وضو کیا۔ جامع مسجد گئے نماز ادا کی۔ اس کے

جمال بھائی نے بہت خوشی ظاہر کرتے ہوئے عرض کی حضرت! ایک گاؤں سے آپ کے لئے ایک ڈبہ گھی کا آیا ہے۔ خوب کھائیے اور توانا ہو کر رد وہابیہ کیجئے۔ فرمایا کون لایا ہے کہا حضرت میں نام پوچھنا تو بھول گیا۔ اس شخص کو بھی کچھ کام تھا اب آتا ہی ہوگا۔ فرمایا کس گاؤں سے آیا تھا۔ انھوں نے نام بتایا اور اس کی باتیں نقل کیں۔ حضرت نے سن کر فرمایا وہ آدمی آتا معلوم نہیں ہوتا۔ اور اس گھی میں بھی کچھ گڑبڑ ہے۔ جمال بھائی نے کہا حضرت میں بھی نیند میں تھا زیادہ معلومات نہ کر سکا۔ مگر وہ آنے کا پختہ وعدہ کر گیا ہے۔ فرمایا خیر دیکھئے بعد نماز مغرب فرمایا جمال بھائی وہ گھی لانے والا نہیں آیا۔ جمال بھائی نے کہا آتا ہی ہوگا۔ یہاں تک کہ رات گذر گئی دوسرے روز ناشتہ کے وقت اس گھی کے ڈبہ پر نگاہ پڑی تو فرمایا جمال بھائی یہی گھی کا ڈبہ آیا ہے جمال بھائی نے کہا جی ہاں۔ فرمایا وہ آدمی تو نہیں آیا آج دوسرا روز ہو گیا جمال بھائی نے کہا حضرت شک نہ فرمائیں وہ آدمی تو کوئی گاؤں والا سیدھا سادہ مسلمان معلوم ہوتا تھا۔ ارشاد فرمایا ٹھیک ہے جمال بھائی! بھولی بھالی شکل والے ہوتے ہیں چالاک بھی غور طلب بات یہ ہے کہ جو لوگ ایک ڈبہ بھر کر گھی بھیج سکتے ہیں وہ بلا نہیں سکتے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ جمال بھائی نے کہا۔ ہاں حضرت یہ بات تو ٹھیک ہے مگر لانے والا بہت سیدھا معلوم ہوتا تھا۔ حضرت نے فرمایا اچھا اب یہ ڈبہ کھولئے۔ ڈبہ کھولا گیا تو بہترین خوشبودار دانہ دار گھی تھا۔ حضرت نے فرمایا تھوڑا گھی لے کر ایک کتے کو کھلا کر دیکھئے۔ جمال بھائی نے کچھ کہنا چاہا۔ حضرت نے فرمایا آخر اس میں حرج ہی کیا ہے۔ جمال بھائی نے تھوڑا گھی لے کر ایک کتے کو بلا کر اس کے آگے وہ گھی رکھ دیا کتے نے وہ گھی کھا لیا اور دو تین بار چکر کھا کر تڑپا اور اس کے منہ سے نیلا پانی بہنے لگا۔ ہاتھ پیر مارنے لگا اور ذرا دیر میں وہ کتا مر گیا۔ جمال بھائی یہ دیکھ کر حیران دم بخود رہ گئے۔

حضرت نے ارشاد فرمایا آپ کیوں پریشان ہیں یہ تو وہابیہ کی خباثت و شرارت ہے اب وہ جواب سے عاجز ہو چکے ہیں تو زہر کھلا کر میری تبلیغ سنیت کو بند کرنا چاہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رحمت حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عنایت اور حضور سیدنا

اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت ہے کہ میں بھی محفوظ رہا اور آپ بھی۔ اب جلد کسی جگہ گڑھا کھدوا کر اس گھی کو وہاں دفن کر دیجئے۔ ورنہ بات بڑھے گی تو پولیس میں خواہ مخواہ دوڑنا ہوگا۔ اور کچھ خرچ بھی ہوگا۔ چنانچہ وہ سب گھی دفن کر دیا گیا۔ یہ ہے امداد غیبی اور حضرت شیر سنت کی فراست ایمانی کہ جو فرمایا ویسا ہی ظاہر ہوا۔

بمبئی میں حضرت کا ورودِ مسعود

بمبئی میں پہلی بار حضرت شیر بیشۂ سنت کو حضرت مولانا الحاج مولوی نثار احمد صاحب کانپوری مفتی آگرہ علیہ الرحمہ نے بلایا۔ جبکہ مولانا موصوف کا مناظرہ مقرر ہو چکا تھا اور دیوبندیوں کی طرف سے مناظر مولوی عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر النجم لکھنو مقرر ہوئے تھے۔ یہ مناظرہ بمبئی کے ایک مشہور محلہ ماہم شریف میں ہوا تھا اور کاکوروی جی لاجواب ہوئے۔ اس کے بعد حضرت کے کچھ بیانات ہوئے اور حضرت بمبئی سے واپس تشریف لے گئے۔

بمبئی میں دوسری مرتبہ تشریف آوری

حضرت کو بمبئی میں دوسری مرتبہ حضرت حکیم سید فضل رحیم صاحب دہلوی مرحوم نے بلایا جبکہ بمبئی میں در بھنگی جی اور مولوی منظور سنبھلی مناظرے کی ڈینگیں مار رہے تھے۔ حضرت تشریف لائے تو دیوبندی مولویوں کے سارے دعوے ختم ہو گئے اور حضرت کے چند بیانات کے بعد ہی باطل کے بادل چھٹ گئے۔ در بھنگی جی اور مولوی منظور سنبھلی بغیر مناظرہ کئے ہوئے واپس ہو گئے۔

بریلی شریف میں آریوں سے مناظرہ

اسی دور میں آپ نے بریلی شریف میں آریوں سے ان کے پاٹھ شالہ میں جا کر مناظرہ کیا اور جیون پرکرتی کے اَنادی ہونے پر وہ دلائل و براہین قائم فرمائے کہ تمام آریہ لاجواب ہو گئے۔

فیروز پور چھاؤنی میں آریوں سے مناظرہ

اس کے بعد آپ حضرت حجۃ الاسلام شیخ الانام حضرت مولانا الحاج مولوی مفتی شاہ محمد حامد رضا خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ فیروز پور چھاونی جلسہ کے لئے تشریف لے گئے۔ غوری منزل میں حضرت کا قیام ہوا۔ جلسہ کے بعد ایک صاحب نے آکر حضرت حجۃ الاسلام کی خدمت میں عرض کی کہ آریوں کا جلسہ ہو رہا ہے اور کل انھوں نے مسلمانوں کو چیلنج دیا ہے۔ مگر اب تک کوئی مناظر مسلمانوں کی طرف سے نہیں آیا ہے حضرت شیر بیشۂ سنت نے بھی سنا تو حجۃ الاسلام کی خدمت میں عرض کی حضور والا فقیر کو اجازت ہو تو جا کر احقاقِ حق و ابطالِ باطل کروں۔ حضرت نے اجازت دی۔ شیر بیشۂ سنت دوسرے روز سادہ لباس میں بغیر عمامہ و عبا کے تشریف لے گئے۔ آریوں کا جلسہ ہو رہا تھا۔ حضرت نے جا کر اطلاع دی کہ آپ لوگوں کے چیلنج پر آیا ہوں ان لوگوں نے فوراً کرسی و میز لگا دی اور اعلان کیا کہ مناظرہ ہوگا۔

لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ یہ شخص مناظر ہے تو لباس اور حالت دیکھ کر ہنسنے لگے۔ آپ نے فرمایا پنڈت جی! کپڑے مناظرہ نہیں کرتے مناظرہ میں دلائل اور براہین پیش ہوتے وہ اگر نہ پیش کر سکوں تو ہنسنا، بے موقع ہنسی کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا کیونکہ جو دوسروں پر ہنستا ہے تو اس کی بھی ہنسی ہوتی ہے۔

پھر مناظرہ شروع ہوا یہ مناظرہ اس موضوع پر تھا کہ وید الہامی کتاب ہے یا نہیں؟ حضرت نے ویدوں کے غیر الہامی اور انسانی کلام ہونے پر وہ دلائل قائم فرمائے کہ آریائی مناظر ڈھائی گھنٹے کے وقت میں ان کا جواب نہ دے سکے اور ویدوں کا الہامی ہونا ثابت نہ کر سکے۔ وقت مناظرہ ختم ہونے کے بعد آپ فتح و فیروزی کے ساتھ مسلمانوں کے مجمع کے ساتھ نعروں کی گونج میں قیام گاہ پر تشریف لائے۔ حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوری کیفیت و تفصیل سن کر تبسم فرمایا اور بہت دعائیں دیں پھر ارشاد فرمایا کیوں نہ ہو آخر آپ ابو الفتح ہیں۔ فسبحٰن اللہ وبحمدہ

غیر مقلد وہابیوں سے مناظرہ

اسی سفر میں ایک روز اطلاع آئی کہ غیر مقلد وہابیوں نے اپنے جلسہ میں چیلنج مناظرہ دیا ہے آپ نے حضرت حجۃ الاسلام سے اجازت چاہی اور روانہ ہو گئے۔ اس مناظرہ کا موضوع غیر مقلد وہابیوں نے مسائل متنازعہ غیر مقلدین یعنی تقلید۔ قرأت خلف الامام آمین بالجہر وغیرہ کو رکھا تھا کیونکہ وہ ان ہی مسائل کو یاد کئے ہوئے تھے اس لئے ان ہی کو موضوع مناظرہ مقرر کیا۔ آپ نے ان ہی مسائل پر ان سے مناظرہ فرما کر وہابیہ غیر مقلدین کو لاجواب کیا اور حنفی مذہب کا احقاق فرما کر فتح مندی و کامیابی و کامرانی سے تشریف لائے۔ فالحمد للہ رب العٰلمین۔

لاہور میں پہلی مرتبہ تشریف آوری!

ایڈیٹر زمیندار لاہور نے جب کفریات لکھے اور مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور کا عظیم الشان سہ روزہ اجلاس زمیندار کے دفتر کے سامنے باغ میں بیرون دہلی گیٹ منعقد ہوا۔ حضرت شیر بیشۂ سنت حضرت حجۃ الاسلام کے ساتھ تشریف لے گئے۔ اس اجلاس میں حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل مولانا شاہ حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی تقریر کا اعلان فرمایا تو حضرت خطیب الملت مولانا الحاج حافظ قاری حکیم علامہ ابو البرکات سید محمد احمد صاحب قادری رضوی الوری خطیب مسجد وزیر خان مدظلہم فرماتے ہیں کہ یہ اعلان سن کر میں حیران ہوا کہ حضرت مولانا محمد حشمت علی خان صاحب ابھی تک آئے نہیں اور ان کے بیان کا حضرت نے اعلان فرمایا (حضرت ابو البرکات صاحب سے حضرت کی جان پہچان نہ تھی صرف تعریف سنی تھی) فرماتے ہیں کہ میں جلسہ گاہ کا منتظم تھا ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ اب تقریر کون کرے گا اعلان تو مولانا حشمت علی خان صاحب کا ہوا ہے اور وہ موجود نہیں کہ حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پشت کی جانب جو لوگ بیٹھے تھے ان میں سے ایک صاحب سادہ لباس میں بغیر عمامہ و عبا کے کھڑے ہوئے اور حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اجازت لے کر تشریف لائے اور بیان شروع کیا تو علم و عرفان کے دریا بہا دیئے خواص و عوام

سب محظوظ ہو رہے تھے سبحٰن اللہ و مرحبا کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔

حضرت شیر بیشۂ سنت کی دوسری شادی

آپ کی پہلی اہلیہ محترمہ صابرہ بیگم بنت حافظ محمد صادق سے نوساری ضلع سورت کے مقدمہ کے دوران ایک صاحبزادی تولد ہوئیں جن کا نام ناظرہ بیگم رکھا گیا مگر ولادت کے چھٹے روز ماں کا انتقال ہوا اور آٹھویں دن اس بچی کا بھی انتقال ہوا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما۔ حضرت مقدمہ کی پیروی اور تاریخ پر حاضری کی وجہ سے اس بچی کو نہ دیکھ سکے اور نہ ہی بھابی جان مرحومہ کی تیمارداری کو آسکے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر رشتے بہت آئے۔ مگر محب سنیت جناب شاہ میر خان صاحب قادری برکاتی رضوی نے پیلی بھیت کے رضویوں میں ایک رشتہ لگایا جو حضرت شیر بیشۂ سنت اور والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما دونوں کو پسند آیا۔ بات چیت طے ہوئی اور حضرت شیر بیشۂ سنت کی براُت ۱۳۴۵ھ میں بریلی شریف سے پیلی بھیت آئی۔ اس براُت میں یہ حضرات اکابر علمائے کرام قابل ذکر ہیں۔

(۱) حضرت تاج العلماء مولانا مولوی حافظ مفتی سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب قادری برکاتی، قاسمی مارہروی

(۲) حضرت حجۃ الاسلام مولانا الشاہ مفتی حامد رضا خان صاحب قادری برکاتی نوری رضوی بریلوی (شہزادۂ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۳) حضور والا درجت مولانا مفتی الحاج الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خان صاحب قادری برکاتی نوری رضوی بریلوی مفتی اعظم ہند

(۴) صدر الشریعۃ حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج حکیم محمد امجد علی صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی اعظمی (مصنف بہار شریعت)

(۵) حضرت مولانا مولوی مفتی ابوالمساکین محمد ضیاء الدین صاحب قادری برکاتی نوری

(۶) حضرت مولانا مولوی مفتی شاہ محمد عبدالحئی صاحب قادری برکاتی رضوی

(۷) سلطان الواعظین حضرت مولانا الحاج شاہ محمد عبدالاحد صاحب قادری برکاتی نوری

(۸) حضرت مولانا مولوی عبدالحق صاحب قادری برکاتی رضوی پنجابی

(۹) حضرت مولانا محمد حبیب الرحمٰن صاحب قادری برکاتی رضوی

(۱۰) حضرت مولانا حکیم مقصود حسن خان صاحب

(۱۱) حضرت مولانا مولوی عبدالحق صاحب قادری برکاتی رضوی گنگوہی

(۱۲) حضرت مولانا حکیم ذاکر حسین خان صاحب ؎

ذرا تصور فرمائیے کہ وہ کیسی بابرکت براُت اور وہ محفل کس قدر عظمت والی تھی جس میں حضرات علماء اہلسنت تشریف فرما تھے۔ ان حضرات نے سہرا باندھ کر عقد مجلس میں حضرت شیر بیشۂ سنت کو بٹھایا تھا اور یہ دیکھئے حضرت کے بالکل داہنی طرف حضرت سید العلماء مولانا الشاہ حافظ قاری حکیم مفتی سید آل مصطفےٰ میاں صاحب قادری برکاتی قاسمی مارہروی پھولوں کے گجرے پہنے شہ بالا بنے بیٹھے ہیں۔ سُبحٰن اللہ کیا نوری سماں تھا۔ حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز بیان ہوا اور صلاۃ وسلام کے بعد حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ خود وکیل نکاح بنے اور خود ہی نکاح پڑھایا۔ دس ہزار روپے سکہ رائج الوقت مہر مقرر ہوا۔ نکاح کے بعد چھوہارے و شربت تقسیم ہونے کے بعد ضیافت ہوئی اور یہ محفل ختم ہوئی۔

اس کے بعد ۱۳۴۶ھ میں آپ کی براُت بریلی شریف سے ان ہی تمام حضرات کرام مذکورین بالا کی جلوہ افروزی کے انوار و برکات میں پیلی بھیت آئی اور محلہ بھورے خان میں قیام ہوا۔ میلاد شریف ہوا۔ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کا بیان ہوا۔ صلاۃ و سلام و دعا پر اختتام ہوا۔ دعوت طعام کے بعد رخصتی ہوئی اور صبح عروسی کو حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ نے ولیمہ کیا۔ حضرت سید العلماء نے شہ بالا بن کر اس شادی کے مراسم

؎ حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ کے وصال کے تیس برس بعد جب یہ سوانح شائع ہو رہی ہے یہ تمام حضرات اکابر اہلسنت وصال فرما چکے ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (منصور رضوی)

میں خصوصی حصہ لیا۔

دوسرے روز دلہن یعنی بھابی جان صاحبہ کو لے کر سب کی معیت میں حضرت شیر بیشۂ سُنّت بریلی شریف آگئے اور یہ خیر و برکت والی شادی ایسی ہوئی کہ والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اجازت سے پیلی بھیت میں زمین خریدی اور مکان بنوایا۔ لکھنوی کے بجائے عوام ان کو پیلی بھیتی کہنے لگے۔ اور اپنی زیارت گاہ بھی پیلی بھیت مقرر کی۔

بذاتِ حضرت حشمت کمال می بینی

ربِ تبارک و تعالیٰ نے اپنے کرم سے حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت کمال عطا فرمائے تھے۔ ذہین، عقیل، فہیم، حافظ، قاری، عالم، مفتی، حاج، متبحر، متدین، قاری سبعہ، حافظ نام کے نہیں بلکہ جب سے حفظ کیا ہر رمضان شریف میں تراویح میں ضرور سناتے رہے۔ مبلغ، مناظر، فقیہ، مفسر، واعظ، خطیب، ادیب، مدرس، یعنی علماء کے مختلف مدارج ہیں۔

آپ دیکھیں گے کہ کوئی عالم ہے مگر حافظ نہیں کوئی عالم حافظ بھی ہے مگر صحیح خواں نہیں ہے، کوئی صحیح خواں بھی ہے مگر قاری واقفی اور سند یافتہ نہیں کوئی عالم حافظ بھی ہے قاری بھی ہے مگر مدرس نہیں۔ کوئی مدرس ہے مگر مقرر نہیں کوئی مدرس مقرر بھی ہے مگر مصنف انشا پرداز مضمون نگار نہیں۔ کوئی عالم حافظ قاری ہے مگر رمضان شریف میں قرآن عظیم سنانے کے قابل نہیں۔

کوئی مدرس و مقرر ہے مگر مفتی نہیں۔ کوئی عالم فاضل ہے متدین نہیں۔ کوئی عالم فاضل مدرس، مقرر ہے خوش بیان و خوش الحان نہیں۔ کوئی ان اوصاف سے متصف ہے مگر مناظر نہیں۔ کوئی مناظر بھی ہے مگر کسی ایک فرقہ، ایک مذہب والے سے کہ عیسائی سے مناظرہ کر سکتا ہے مگر آریہ سے نہیں کوئی عیسائیوں اور آریوں سے مناظرہ کر سکتا ہے مرزائی سے نہیں۔ کوئی عیسائی، آریہ، مرزائی سے مناظرہ کر سکتا ہے مگر رافضیوں سے نہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ روافض سے مناظرہ سخت دشوار ہے اس لئے کہ حضرات صحابہ کرام

رضی اللہ تعالیٰ عنہم و حضرات اہلبیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں گروہ اہلسنت وجماعت کے پیشوایانِ کرام ہیں۔ پہلے کی دشمنی کا نام رفض ہے۔ اور دوسرے کی مخالفت و عداوت کا نام خروج ہے۔

خیال رہے کہ اسی مناظرہ نے کاکوری جی کو خارجی بنایا۔ معاذ اللہ۔ کوئی روافض و خوارج سے مناظرہ کر سکتا تو غیر مقلد وہابی سے مناظرہ نہیں کر سکتا۔ حضرت الحاج شیر بیشۂ سنت۔ علامہ دھر مولینا حشمت علی خاں صاحب رضوان ربہ علیہ کو ہر مذہب، ہر بددین کے مقابل احقاق حق و ابطال باطل کا ملکہ رب کریم جل جلالہ نے عطا فرمایا تھا۔ غرض کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو بے شمار فضیلتوں سے متصف فرمایا تھا اور مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نائب مقرر کیا تھا۔ خود سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زبان و قلم سے لکھا اور کہا۔ کہیں روحانی بیٹا اور کہیں ولد مرافق غیظ المنافق۔ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً ولی کامل مجدد اعظم قبلہ عالم تھے ان کے فرمان کی شان وہی ہوگی کہ

لوحِ محفوظ است پیش اولیاء

آنچہ محفوظ است محفوظ از خطا

مالے گاؤں ضلع ناسک میں پہلی بار تشریف آوری

ذی قعدہ سنہ ۱۳۴۶ھ میں آپ پہلی بار مالے گاؤں ضلع ناسک احباب اہلسنت کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ بیانات کا سلسلہ شروع ہوا۔ وہابیوں دیوبندیوں کے سینہ داغ داغ ہوئے۔ سنی مسلمانوں کے دل باغ باغ ہوئے۔ بارہ فضلائے دیوبند ساکت و صموت حیران و مبہوت ہوئے۔ کچھ تیار ہوئے نیاز و فاتحہ پر مناظرہ کی تحریر بھیجی۔ حضرت نے تحریر فرمایا کہ الاھم فالاھم کے قاعدے کے مطابق پہلے اپنا اور اپنے اکابر تھانوی و گنگوہی و انبیٹھی و نانوتوی کا اسلام ثابت کرو اور

حفظ الایمان، براہین قاطعہ اور فوٹو فتوے گنگوہی۔ تحذیر الناس کے کفریات اُٹھا دیا ان سے توبہ کر کے سُنّی مسلمان ہو۔ پھر نیاز و فاتحہ عرس و چہلم پہ گفتگو ہو گی۔ یہ جواب پہنچتے پر سارے لوہے مرُ پٹ گئے۔ پھر بالیگاؤں کے بارہ فضلاء نے دربھنگی جی کو دیوبند اور کاکوری جی کو لکھنؤ خط بھیجا کر جلد آیئے اور ہم کو شیر بیشۂ سنت سے بچا لیجئے۔ کسی نے جواب دیا کہ نانی مر رہی ہے کسی نے جواب دیا کہ دست آ رہے ہیں۔

جب اِدھر سے محروم ہونے تو یا ابلیس المدد اور یا کوتوال الغیاث کے نعرے لگائے اور پولیس اسٹیشن میں جھوٹی رپورٹیں درج کرائیں کوتوال نے بلایا۔ حضرت تشریف لے گئے اور حضرت کے ساتھ میں حاجی ملا صاحب اشرفی مرحوم، حاجی نصیر الدین صاحب قادری برکاتی، مولوی حافظ غلام دستگیر اور راقم الحروف اندر گئے۔ مگر سینوں کو باہر روک دیا گیا۔ سب کو کرسیوں پر بٹھایا اور بولے مولانا صاحب آپ کے بیانات سے نقضِ امن کا اندیشہ ہے۔ آپ بیانات بند کر دیں اگر فساد ہوا تو کون ذمہ دار ہے۔ حضرت نے فرمایا میرے بیان میں کوئی بات خلاف قانون ہو یا امن عامہ میں خلل ڈالنے کی ہو تو مجھ پر پابندی لگائی جائے ورنہ فسادی کو روکا جائے۔ پولیس کا کام ہے فساد کو روکنا آپ فساد کو روکئے۔ پھر آپ غور فرمائیں پندرہ، بیس ہزار کا مجمع، عوام جو بیانات سننے آ رہے ہیں یہ تمام آنے والے درخواست دینے والوں کی درخواست کے مطابق کیا گالیاں سننے آ رہے ہیں۔ آپ ہی غور کریں۔ کوتوال نے کہا مولانا یہ ٹھیک ہے مگر آپ کسی کو کچھ کیوں کہتے؟ حضرت نے فرمایا آپ کس مذہب کے ہیں کوتوال نے کہا میں تو سناتن دھرم ہوں۔ حضرت نے فوراً فرمایا آریہ لوگ کیسے ہیں۔ کوتوال نے کہا وہ نیا گروپ ہے اور وہ بہت خراب لوگ ہیں۔ حضرت نے فرمایا بس آپ یوں سمجھئے کہ آپ میں جس طرح چوٹی والے آریہ ہیں۔ ہم مسلمانوں میں اسی طرح داڑھی والے نا ریہ ہیں اور ان کے یہ عقائد ہیں یہ فرما کر آپ کے ہمراہ جو کتابیں تھیں ان میں سے حفظ الایمان، تحذیر الناس، براہین قاطعہ کی عبارات کفریہ کوتوال کو سنائیں۔ پھر تو کوتوال نے کہا مولانا صاحب یہ لوگ تو بہت خراب ہیں۔ اسلام کو بدنام کرنے والے ہیں۔ آپ تشریف لے جائیں اور بیان کریں

ہم پولیس کا انتظام کریں گے اور میں خود بھی موجود رہوں گا۔ شب میں بہت شاندار مجمع ہوا۔ حضرت نے علی الاعلان رد وہابیہ دیوبندیہ فرمایا۔ ۲ بجے رات کو صلاۃ و سلام پہ جلسہ ختم ہوا۔ صبح کو توال صاحب نے آدمی بھیجا کہ آپ بیانات کریں اور جب تک قیام کرنا ہو قیام کریں۔ اس طرح حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کرم فرمایا اور مدد فرمائی دیوبندیوں پر مصیبت آئی۔

اذانِ خطبۂ جمعہ

جمعہ کی اذان خطبہ بھی اذان ہی ہے۔ بلکہ اصل اذان جمعہ زمانہ نبوی کی یہی ہے جو دروازۂ مسجد نبوی پر ہوتی تھی اور زمانہ خلفائے راشدین میں بھی اذان خطبہ دروازۂ مسجد پر ہوتی رہی۔ تو سنت رسول و سنتِ خلفائے راشدین و سنتِ صحابہ یہی ہے کہ اذان خطبہ مسجد یعنی موضع أعدّ للصلاۃ سے خارج منبر کے سامنے ہو۔ ابوداؤد شریف میں حدیث موجود ہے اور عمدۃ الرعایہ میں یہی لکھا ہے کہ خطیب کے سامنے خارج مسجد اذان کہنا ہی سنت ہے اور عمدۃ الرعایہ میں فاضل لکھنوی نے دوسری روایت نقل کی ہے۔ کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر و عمرؓ اور تعلیق الممجد۔ حاشیہ مؤطا امام محمد میں انہی فاضل لکھنوی نے یہ روایت لکھی۔

وعنہ الطبرانی کان یؤذن بلال علی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی آلہ وسلم وابی بکر و عمر۔

کشف الغمہ میں بھی اسی کے قریب ہے اور فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق مسجد یعنی موضع میں اذان کہنا مطلقاً مکروہ و ممنوع ہے۔ فتح القدیر میں ہے الاقامۃ فی مسجد ولا بدوا ما الاذان فعلی المئذنۃ فان لم تکن ثمہ ففی فناء المسجد وقالوا لا یؤذن فی المسجد۔

اور اسی فتح القدیر میں ہے کہ لکراھۃ الاذان فی داخلہ فتاوی تاتار خانیہ ومجمع البرکات وفتاوی عالمگیریہ، فتاوی قاضی خان، وفتاوی خلاصہ، وخزانۃ المفتین وبحر الرائق میں ہے ینبغی ان یؤذن علی المئذنۃ او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد اور شرح مختصر علامہ برجندی میں ہے وفیہ اشعار بانہ لا یؤذن فی المسجد اور طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں ہے یکرہ ان یؤذن فی المسجد کمافی القہستانی عن النظم اور شرح طحطاوی پھر شرح قدوری محمود زاہدی میں ہے ولا یؤذن الا فی فناء المسجد او علی مئذنۃ ان تمام ہی تصریحات جلیلہ میں عموم و اطلاق صاف بتا رہا ہے کہ مطلقاً اذان چاہے جمعہ یا خطبۂ جمعہ کی ہو یا نماز پنجگانہ کی ہر مسجد یعنی موضع صلاۃ میں مطلقاً مکروہ ہے۔

ومن ادعی التخصیص فعلیہ ان یاتی بالتنصیص۔ یہ سنت مردہ ہندستان میں حضور مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت تاجدار اہلسنت مجدد اعظم قبلۂ عالم فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زندہ فرمائی اور ہندستان کی شاہی جوامع مسجد اور احمد آباد کی مساجد جمعہ کے مئذنے اس کی تائید کرتے ہیں۔

حضرت شیر بیشۂ سنت کا جب مالیگاؤں میں زیادہ قیام ہوا اور احباب نے نماز جمعہ کی امامت وخطابت کے لئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا میں پڑھاؤں گا مگر اذان سنت کے مطابق منبر کے سامنے خارج مسجد ہوگی۔ لوگوں نے منظور کیا پھر حضرت نے خطبۂ جمعہ سے پیشتر مسئلہ سمجھایا۔ لوگوں نے مسئلہ حق جان کر قبول کیا اور اذان خطبہ بھی بیرون مسجد خطیب کے سامنے شروع ہوگئی۔ اذان خطبہ بیرون مسجد خطیب کے سامنے ہونے کی سنت مبارکہ حضرت نے ہندستان میں اکثر مقامات پر جاری فرمائی۔ مثلاً جیت پور۔ گونڈل، بھاڈپور، ڈوکم، براؤن شریف اور کان پور وغیرہ وغیرہ

مالیگاؤں میں مدرسہ اہلسنت کا قیام

حضرت نے مالیگاؤں کے قیام کے دوران مدرسۂ اہلسنت کی بنیاد ڈالی اور سنی بھائیوں نے جوش وخروش کے ساتھ اس مدرسہ اہلسنت کو ترقی پر پہنچایا مگر افسوس کہ بعض وجوہ سے اس کی ترقی رک گئی۔ یہ حضرت شیر بیشۂ سنت کا لگایا ہوا وہی باغ مدرسۂ اہلسنت ہے جس میں آج حسام اہلسنت مولانا مولوی عبدالقادر صاحب قادری برکاتی قاسمی راندیری صدر مدرس ہیں [1]

مالیگاؤں سے واپسی اور سورت تشریف آوری

سورت کے احباب نے دعوت بھیجی اور بعد میں حامی سنت مولوی حاجی غلام حسن صاحب مصنف دیوبندیت کا پاکیزہ فوٹوگراف کو مالیگاؤں بھیجا کہ حضرت شیر بیشۂ سنت کو ساتھ لے کر سورت تشریف لائیں۔ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۴۶ھ کے آخر آخر میں مالیگاؤں سے سورت براہ دھولیہ روانگی ہوئی۔ رخصت کا منظر قابل دید تھا۔ مالیگاؤں موٹر اسٹینڈ پر جہاں تک نظر جاتی تھی آدمی ہی آدمی دکھائی دیتے تھے۔ اور ہر سنی حضرت کو باچشم تر رخصت کر رہا تھا۔ بہت سے احباب دھولیہ تک اور بعض نرڈانہ اسٹیشن تک رخصت کرنے آئے۔ سورت پہنچنے پر احمد آباد کے احباب نے دعوت دی اور اصرار کیا۔ محب سنیت جناب حاجی اسمٰعیل حاجی صدیق قادری برکاتی نے محرم شریف کی مجالس کی دعوت دی۔ احمد آباد میں جناب حاجی سلیمان ابراہیم صاحب قادری رضوی ایڈیٹر اخبار آفتاب اسلام ہفت روزہ گجراتی کے یہاں قیام ہوا۔ دوسرے روز مولانا حافظ

---

[1] مالیگاؤں میں یہی مدرسہ اہلسنت اس وقت دار العلوم سنیہ حنفیہ کے نام سے جاری ہے۔ منصور رضوی

[2] گجرات کی سرزمین پر اہلسنت وجماعت کے مشہور دار العلوم شاہ عالم احمد آباد کے سابق ناظم اعلیٰ جن کا وصال ہوگیا۔ مولا تعالیٰ مغفرت فرمائے آمین۔ منصور رضوی

سید نور الحق صاحب قادری برکاتی ممبئی نے تشریف لائے کہ ممبئی کے مسلمانان اہلسنت نے بھیجا ہے کہ حضرت ممبئی تشریف لائیں۔ حضرت ۲۶ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۷۲ھ کو ممبئی تشریف لائے اور ۲۷ ذی الحجۃ الحرام کو حضرت بابرکت عالی منزلت مولانا الحاج الشاہ پیر سید ابراہیم صاحب بغدادی دامت برکاتہم العالیہ سے شرف نیاز حاصل ہوا۔ یہ محفل عرس حضرت پیر سید مصطفےٰ[1] صاحب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ حضرت شیر بیشۂ سنت کا بیان ہوا۔ جس کو سن کر حضرت پیر سید ابراہیم صاحب بغدادی بہت خوش ہوئے۔ بیان کے بعد سینہ سے لگایا۔ بہت دعائیں دیں۔ دوسرے روز دعوت طعام کی اور ارشاد فرمایا۔ مولانا حشمت علی دوسروں کو یہاں میرے پاس آنے کا وقت مقرر ہے مگر تمہیں ہر وقت اجازت ہے۔ جس وقت مرضی ہو آجاؤ۔ پھر دربان کو بلا کر حضرت کی طرف اشارہ کیا کہ ان کو پہچان لو۔ یہ مولانا صاحب جس وقت بھی آجائیں ان کو ہرگز ہرگز نہ روکنا اندر بلا کر بٹھانا اور فوراً مجھے خبر کرنا۔

محرم الحرام کی چاندرات سے بیانات کا سلسلہ شروع ہوا ایک محرم کو خبر ملی کہ میمن محلہ میں مولوی شبیر احمد دیوبندی کا گذشتہ رات بیان ہوا۔ حضرت نے فوراً ایک خط عقائد وہابیہ دیوبندیہ پر مشتمل مولوی شبیر احمد کو بھیجا اور وہی خط پوسٹر کے ذریعہ دوسرے روز شائع کر دیا۔ پوسٹر شائع ہونا تھا کہ مولوی شبیر احمد دیوبندی کو تیسری شب میں ہی مجالس محرم شریف چھوڑ کر ممبئی سے رخصت ہونا پڑا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے رسالہ فیض شاہ دو عالم۔

مجالس محرم میں سلام باقیام کا آغاز

حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ ممبئی کی مجالس میں اب دیوبندیوں نے آنا شروع کیا ہے تو آپ نے علماء اہلسنت کو جمع کیا اور فرمایا کہ میں نے ان جلسوں کے آخر میں

[1] حضرت کا بھی وصال ہوا۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ہیں۔ منصور رضوی

قیام تعظیمی وصلاۃ وسلام شروع کر دیا ہے تاکہ سُنی عالم اور وہابی کی عوام کو پہچان ہو۔ لہٰذا آپ حضرات بھی ختم بیان پر صلاۃ وسلام مع قیام شروع کریں۔ علماء کرام نے اس کو منظور کیا اور ممبئی کی مجالس محرم میں قیام وسلام جاری ہو گیا۔ اس کے بانی بھی حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں۔ فالحمد للہ[1]

بریلی شریف میں دیوبندیوں کا چیلنج مناظرہ اور فرار

ممبئی سے واپسی پر بریلی شریف میں قلعہ کی سرائے میں حضرت کے سہ روزہ بیانات مقرر ہوئے۔ بیان کے بعد جلسہ گاہ میں دیوبندیوں کی ایک تحریر مناظرہ آئی۔ حضرت نے اس کا جواب دیا۔ دوسرے روز بیان کے درمیان اس تحریر کا جواب آیا جس میں فرار کی گلیاں تلاش کی گئیں تھیں حضرت نے اسی وقت قلم برداشتہ اس کا جواب تحریر فرمایا کہ کل بعد عشاء اسی جلسہ گاہ میں اپنے مولویوں کو لے کر آجاؤ اور اپنے اکابر تھانوی وانبیٹھی وگنگوہی ونانوتوی کے کفر واسلام پر مناظرہ کر لو۔ پہلے اپنے اور اپنے طواغیت کے اسلام کا ثبوت دو۔ توبہ کر کے سنی مسلمان بن جاؤ پھر اور دیگر مسائل پر گفتگو ہوگی حضرت نے اس مضمون کا خط بھیجا اور آئندہ کل مناظرہ کا اعلان کر دیا۔ بانیان جلسہ کو بُلا کر ہدایت کی کہ کل اس اسٹیج کے سامنے ایک اور اسٹیج بنانا اور یہ دھیان رہے کہ دیوبندی مولوی تمہارے بلائے ہوئے آئیں گے ان کے ساتھ کوئی برا سلوک ہرگز ہرگز نہ ہونے پائے۔

چنانچہ دوسری شب میں بہت عظیم الشان مجمع ہوا آمنے سامنے دو اسٹیج بنے اہلسنت کا اسٹیج حضرت شیر بیشۂ سنت اور دوسرے حضرات علمائے اہلسنت سے

[1] حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ کی جاری فرمائی ہوئی یہ رسم سعید اور دستور عشق بحمدہٖ تعالیٰ آج بھی ممبئی میں مجالس محرم میں جاری ہے اور مجالس اہلسنت ومخالفین اہلسنت کے درمیان امتیازی نشان قائم ہے۔ منصور رضوی۔

سے بھرا ہوا تھا مگر سامنے کا اسٹیج بالکل خالی تھا۔ انتظار کے بعد آدمی بلانے کے لئے بھیجے گئے۔ لیکن کسی وہابی دیوبندی میں آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ پھر حضرت نے بیان فرمایا اور وہابیہ کی کتابیں دکھا کر دیوبندیوں کے کفریات ثابت فرمائے وہابیت دیوبندیت کے پرخچے فضائے آسمانی میں اُڑ گئے۔ سنیوں کے قلوب منور ہوئے اور عظمتِ مصطفےٰ کے جلوؤں سے نورانی ہوئے۔ آخر شب میں صلاۃ وسلام ودعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

تمہید ایمان اور حسام الحرمین کا گجراتی ترجمہ

اسی دور میں حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محب سنیت جناب حاجی ہاشم حاجی جمال صاحب قادری گونڈل والے کو آمادہ کیا کہ تمہید ایمان اور حسام الحرمین کا گجراتی ترجمہ کرایا جائے اور اس کو چھپوا کر گجراتی زبان والوں میں شائع کیا جائے۔ حاجی صاحب مرحوم جو حضرت کے بہت متعقد تھے راضی ہو گئے۔ پھر دیگر حضرات اہلسنت سے کہا گیا۔ سب کی کوشش سے رقم جمع ہوئی اور تمہید ایمان وحسام الحرمین کا گجراتی ترجمہ ہوا اور آفتاب اسلام پریس احمد آباد میں اصل عربی کے ساتھ (اس کی عربی بریلی شریف میں چھپی تھی) دونوں کتابیں دو ہزار کی تعداد میں مفت شائع کرائیں۔ فسبحٰن اللہ وبحمدہٖ

ردِ سیف یمانی اور اطیب البیان کی تقسیم

حاجی سیٹھ ولی محمد صاحب دھوراجوی کو حضرت نے تیار کیا اور کتاب مستطاب اطیب البیان رد تقویۃ الایمان مصنفہ حضرت صدر الافاضل مولانا الحاج حکیم محمد نعیم الدین صاحب اشرفی مرادآبادی علیہ الرحمہ ایک ہزار — الکلمۃ العلیا ایک ہزار — اور ردِ سیف یمانی مصنفہ اجمل العلماء حضرت مولانا الحاج مفتی شاہ محمد اجمل صاحب قادری برکاتی رضوی سنبھلی

دام ظلہم[1] ایک ہزار مفت شائع کرا کے سنیوں میں تقسیم کرائیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

رادالمھند کا گجراتی ترجمہ

پھر حضرت نے جناب حاجی ہاشم حاجی جمال صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کو تیار کیا کہ رادالمہند علی التنبیق الانبیٹھی المفندہ گجراتی کرا کے اسے شائع کیجئے یہ کتاب دیوبندی المہند کے جواب میں حضرت شیر بیشۂ سنت کی ہی لاجواب تصنیف ہے۔ حاجی صاحب موصوف نے روپیہ جمع کیا اور رادالمہند کا گجراتی ترجمہ ہوا۔ دو ہزار کی تعداد میں یہ کتاب بھی مفت شائع ہوئی فلوجھہ ربنا الکریم الحمد

لطمۂ شیر بنجدی زادۂ راندیر کا گجراتی ترجمہ

راندیر سے ایک تحریر وہابیت دیوبندیت کی حمایت میں شائع ہوئی حضرت نے اس کا جواب تحریر فرمایا اور جناب حاجی ہاشم حاجی جمال قادری صاحب نے حضرت کے اس جواب کو گجراتی ترجمہ کر کے اس کتاب کو دو ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کیا یہ کتاب لطمۂ شیر اب تک صرف گجراتی میں شائع ہوئی اردو میں شائع نہ ہو سکی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ جس تحریر کا یہ جواب ہے وہ بھی گجراتی زبان میں تھی لہٰذا گجراتی اشاعت کو کافی سمجھا گیا۔

ان خدمات دینیہ کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت کے دل میں دین کی خدمت اور سنیوں کے ایمان کی حفاظت کا کس قدر جذبہ تھا اور اسی کے ساتھ آپ کے خلوص وللہیت کا بھی اظہار ہو رہا ہے کہ کس طرح بے لوث بے طمع

---

[1] حضرت کا بھی وصال ہو گیا۔ جب تک حیات رہے حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ کے عرس مبارک میں ہر سال تشریف لاتے۔ یہاں تک کہ اپنی علالت کے دوران کمزوری زیادہ تھی تو کرسی پر بیٹھ کر تشریف لائے۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را منصور رضوی

خدمات دینیہ انجام دیتے تھے۔ سبحٰن اللہ۔ مگر یہ کتاب لطمۂ شیر بر نجدی زادہ راندیر اردو میں بھی شائع ہونے کے قابل ہے کیونکہ میں نے حضرت کا تحریر فرمایا ہوا اردو مسودہ پڑھا تھا اس لئے صد درجہ مناسب سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب اردو میں بھی شائع ہو جائے تو اہلسنت وجماعت کے لئے بہت مفید اور نفع بخش ثابت ہوگی۔

مرادآباد میں شیر بیشۂ سنت کا نعرۂ حق

مرادآباد میں احراری لیڈر عطاء اللہ شاہ بخاری دیوبندی کا دس روزہ پروگرام مقرر ہوا اور پوسٹر شائع ہوا۔ حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مقابل حضرت شیر بیشۂ سنت کو خط بھیجا اور آپ کے پندرہ روزہ پروگرام کا پوسٹر شائع کرایا۔

حضرت کو خط ملا اور تاریخ مقررہ پر آپ مرادآباد پہنچ گئے اور عطاء اللہ جیسے پھکڑ باز، لطیفہ گو کی تقریروں کو اپنی حق بیانی سے بفضلہ تعالیٰ بعون حبیبہ علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ وادوم التحیۃ بالکل ناکام بنایا ان کے پنڈال میں سناٹا چھا گیا۔ دیوبندی سخت پریشان ہوئے تو یاکر قوال الغیاث یا کلکتہ المدد کے وظیفے پڑھنے لگے۔

یارسول اللہ کہنا جس دھرم میں شرک تھا
المدد یاکر قوال ان کا وظیفہ ہوگیا

جب حکومت کی طرف سے بھی ناکام ہوئے اور حضرت شیر بیشۂ سنت کے پرامن جلسوں پر کوئی پابندی نہ لگی تو بخاری دیوبندی کو ۵، ۶ بیانوں کے بعد ہی کسی بیماری کا بہانہ کرکے مرادآباد سے بھاگنا پڑا اور حضرت نے پندرہ روز کا پروگرام کرکے مراجعت فرمائی۔

مالیگاؤں میں حضرت تاج العلماء کو بلانا

۱۳۳۶ھ یا ۱۳۳۵ھ میں حضرت تاج العلماء مولانا حکیم سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شیر بیشۂ سنت نے

نے مالیگاؤں مدعو کیا۔ حضرت شیر بیشۂ سنت خود ایک ماہ پیشتر مالیگاؤں تشریف لائے بہت ہی عظیم الشان جلوس وجلسۂ استقبال کا پروگرام مرتب کیا۔ اور پھر حضرت تاج العلماء قبلہ تشریف لائے تو مالیگاؤں میں گرنا ندی سے جلوس نکالا گیا۔ مالیگاؤں کی تاریخ میں یہ بے نظیر جلوس تھا۔

مالیگاؤں کے بعد حضرت تاج العلماء بمبئی تشریف لائے۔ بمبئی سے حضرت شیر بیشۂ سنت نے کاٹھیاواڑ کا پروگرام مرتب فرمایا۔ حضرت شیر بیشۂ کی یہ وہ عظیم خدمات دینیہ ہیں جن کی ماضی قریب میں مثال نہیں ملتی جو قطعاً بے لوث خدمات ہیں

بہار وبنگال میں تشریف آوری

اس دورہ میں گیا۔ بلیا۔ پھلواری وغیرہ جانا ہوا اور آسام چاٹگام وغیرہ مقامات پر تشریف لے گئے اور ہر جگہ بلا رورعایت کلمۂ حق کہا۔ سنیت کی تبلیغ فرمائی۔ گیا میں بھی وہابیوں نے پولیس المدد کے وظیفے پڑھے۔ پھر آپ پر کیس بھی کیا اور بفضلہ تعالیٰ وبعون حبیبہ علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ وادوم التسلیم آپ کو کھلی کامیابی ہوئی مقدمہ خارج ہوا اہلسنت کو کامیابی وہابیہ دیوبندیہ کو ذلت وخواری نصیب ہوئی۔

لکھنؤ میں کاکوروی جی سے مناظرہ

امام الخوارج مولوی عبدالشکور کاکوروی سے حضرت شیر بیشۂ سنت کا مناظرہ لکھنؤ میں مقرر ہوا۔ حضرت نے منظور فرمایا۔ یہ مناظرہ مسئلہ علم غیب ماکان ومایکون حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر طے ہوا۔ گفتگو کے دوران مولوی عبدالشکور کاکوروی نے یہ کہہ دیا کہ مولوی عبدالحی صاحب کے فتاویٰ کی تیسری جلد الحاقی ہے یعنی دوسروں نے لکھ کر شامل کردی ہے۔ حضرت نے اس کا رد فرمایا تو کاکوروی جی نے شکست کا منظر دیکھتے ہی اور حفظ الایمان اور براہین قاطعہ کی عبارات کفریہ سے لاجواب ہوتے ہوئے اپنے لوگوں کو مشتعل کیا اور فساد کرانا

جب اسی وقت اتفاقی طور پر حضرت سلطان الواعظین مولانا الحاج مولوی حکیم عبدالاحد صاحب قادری برکاتی رضوی پیلی بھیتی تشریف لائے اور موقع محل دیکھ کر بہت دوراندیشی سے آپ نے کام لیا۔ صورتِ فساد کو دفع کیا یہاں تک کہ اس روز کی گفتگو تمام ہوئی وقت ختم ہوگیا۔ کاکوروی صاحب مولوی اشرفعلی تھانوی مولوی رشید احمد گنگوہی کی عباراتِ کفریہ کا کوئی جواب نہ دے سکے۔

پھر سلطان الواعظین علیہ الرحمہ نے اعلان فرمایا اور مولوی عبدالشکور کاکوری کو تحریر دی کہ کل آپ صبح ساڑھے آٹھ بجے آستانہ حضرت مخدوم شاہ مینا رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حاضر ہوں کل وہیں مناظرہ ہوگا۔ اور جملہ انتظام وحفظ امن کی ذمہ داری ہم پر ہوگی۔ کاکوری جی نے خاموشی سے اثبات میں جواب دیا اور یہی اعلان تمام شہر میں کرادیا گیا۔

دوسرے روز حضرت شیر بیشۂ سنت اور حضرات علمائے اہلسنت ہزاروں عوام وخواص اہلسنت آستانۂ حضرت مخدوم شاہ مینا رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حاضر ہوئے مگر دیوبندی اسٹیج کاکوروی جی اور ان کے حوارین سے خالی تھا۔ انتظار کرکے ۹ بجے مولوی عبدالشکور کاکوروی کو ایک خط چند حضرات کے ہاتھوں بھیجا گیا کہ جلد تشریف لائیے۔ سب سنی مسلمان وحاضرین بڑی بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ حضرات خط لیکر کل کے مقام مناظرہ چک منڈی پہنچے کہ شاید کاکوری جی وہاں پدھارے ہوں مگر وہ وہاں نہ تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ مکان پر ہیں ابھی یہاں نہیں آئے ہیں۔ یہ لوگ پاٹا نالہ کاکوری صاحب کے مکان پر پہنچے مکان میں اطلاع کرائی اندر بلائے گئے ان لوگوں نے خط دیا خط پڑھتے ہی کاکوری صاحب کا حال خراب ہوگیا اور کچھ دیر بعد حواس درست کرکے بولے کہ آپ لوگ چلیں میں اپنے آدمی کے ہاتھ اس کا جواب بھیجتا ہوں ان لوگوں نے کہا جواب نہیں چاہیے بلکہ آپ خود تشریف لے چلیں آپ کے سب منتظر ہیں پھر بولے ہاں آپ لوگ چلیں میں جواب بھیج دوں گا۔

وہ لوگ واپس آئے۔ دس بجے کے بعد آستانۂ مبارکہ میں حضرات علمائے اہلسنت کے بیانات شروع ہوئے۔ ½۱۰ بجے چک منڈی کے کچھ لوگ کاکوروی جی کے بھیجے ہوئے آئے کہ آپ لوگ کل کی جگہ یعنی چک منڈی چلیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کل ہم اپنی ذمہ داری پر آپ کی جگہ مناظرہ کرنے آئے۔ مگر جو فساد کی صورت اختیار کی گئی وہ ہم نے اور آپ نے اور سب حاضرین نے دیکھی۔ اب آج یہاں ہم آپ لوگوں کی ذمہ داری لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ کاکوری صاحب کو بلائیے ہم ان کے ذمہ دار ہیں اور اگر وہ چک منڈی ہی بلانا چاہتے ہیں تو مولوی عبدالشکور صاحب ہماری ذمہ داری کی تحریر اپنی دستخط ومہر کے ساتھ بھیجیں تو ہم ابھی وہاں آنے کو تیار ہیں وہ لوگ بولے ہم ذمہ دار ہیں۔ حضرت نے فرمایا مولوی کاکوروی آپ کے پیشوا اور معتبر ومستند ہیں لہٰذا ان کی ہی تحریر ہونی چاہیئے۔ یہ لوگ یہ کہہ کر گئے کہ ہم ابھی مولانا صاحب کو یا ان کی تحریر لے کر آتے ہیں۔ دن میں ایک بجے تک علمائے کرام کے بیانات کا سلسلہ جاری رہا۔ پھر صلاۃ وسلام ہوا دعا ہوئی۔ نہ مولوی عبدالشکور کاکوری آئے نہ ہی ان کی تحریر آئی۔ دیکھو اُسے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو۔

برہما رنگون میں حضرت شیر بیشۂ سنت کی تشریف آوری

۱۳۴۶ھ مطابق ۱۹۳۰ء میں جناب انور شاہ کشمیری صدر مدرس دیوبند اور جناب شبیر احمد صاحب دیوبندی ڈیڑھ ماہ کا پروگرام بنا کر رنگون پہنچے اور ان دونوں کی تقریریں شروع ہوئیں۔ رنگون کے مسلمانانِ اہلسنت نے حضرت شیر بیشۂ سنت کی خدمت میں دعوت حاضری اور ایک پوسٹر شائع کیا جو رنگون میں تقسیم ہوا۔ نیز ان مولویوں کو بھی بھیجا کہ ۱۰؍اکتوبر ۱۹۳۰ء کو حضرت شیر بیشۂ سنت رنگون تشریف لا رہے ہیں لہٰذا آپ دونوں صاحبان اس وقت تک رنگون میں قیام کریں اور حضرت کے آنے پر مسلمانوں کے مجمع عام میں اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیں اور اس کے بغیر یہاں سے جانا آپ کا کھلا ہوا فرار ہوگا۔ پوسٹر کا شائع ہونا تھا کہ ان دونوں مولویوں نے تمام پروگرام چھوڑ کر رنگون سے روانہ ہونے کی تیاری کی۔ حضرت جس تاریخ کو کلکتہ سے جہاز میں

اس کے دوسرے روز کے جہاز میں یہ دونوں مولوی صاحبان رنگون سے کلکتہ روانہ ہوئے یہ کہتے ہوئے کہ

جان بچی اور لاکھوں پائے
لوٹ کے بدھو گھر کو آئے

میرا پیشہ ردّ وہابیت ہے!

جہاز رنگون کے ساحل پر لگنے سے پہلے ٹھہرا اور ڈاکٹر، سی، آئی، ڈی، وغیرہ آئے اور تمام مسافروں سے ان کے نام پتہ وغیرہ معلوم کرنے لگے۔ حضرت کے پاس بھی آئے آفیسر نے نام ولدیت اور پتہ معلوم کرکے لکھا۔ پھر سوال کیا کہ آپ کا پیشہ کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا میرا پیشہ ردّ وہابیت ہے۔ آفیسر نے کہا مولانا صاحب میں آپ سے آپ کی تجارت یا ملازمت کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔ ارشاد فرمایا میں نے بھی تو بتایا کہ میرا پیشہ ردّ وہابیت ہے۔ آفیسر پھر بولا میری سمجھ میں بات نہیں آئی۔ میں کیا پوچھتا ہوں اور آپ کیا جواب دیتے ہیں۔ اچھا یہ بتائیے یہ ردّ وہابیت کمپنی کہاں ہے۔ حضرت نے مسکرا کے فرمایا آپ کے دریافت کرنے کا مطلب یہی تو ہے کہ میرے اور میرے اہل وعیال کی روزی حاصل ہونے کا ذریعہ کیا ہے۔ وہ بولا جی مولانا صاحب یہی میں معلوم کر رہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا وہی جواب دے رہا ہوں یہ ردّ وہابیت کسی کمپنی یا فیکٹری کا نام نہیں میں اپنے خدا اور رسول کے دشمنوں اور ان کی بارگاہ کے گستاخوں کا رد کرتا ہوں خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ کو اور میرے اہل وعیال کو کھلاتے پلاتے پہناتے ہیں لہذا میرا پیشہ دشمنانِ دین کا رد یعنی ردّ وہابیت تحریر کیجئے۔

جانچ کے بعد جہاز رنگون کے ساحل پر لگا۔ ہزاروں سنی مسلمان آپ کے استقبال کے لئے آئے تھے۔ سیڑھی لگی اور کچھ سنی حضرات ہار پھول وغیرہ لے کر جہاز کے اوپر آئے۔ جناب سیٹھ اسمٰعیل عطاس، سیٹھ محمد ہاشم بھروچہ اور سیٹھ محمد حسین جیوا صاحبان جہاز پر آئے مگر وہ حضرت سے ناواقف تھے اور حضرت بھی ان کو پہچانتے نہیں تھے۔ لہذا یہ حضرات اوپر تلاش کرنے لگے۔ حضرت نیچے آ گئے۔ یہ

لوگ جہاز کے اوپر تلاش کرکے پریشان ہو گئے۔ حضرت مع کٹ دیگر دروازے کے باہر آئے تو استقبال کرنے والوں میں جان پہچان کے کچھ لوگ ملے انھوں نے بڑھ بڑھ کر دست بوسی کی ہار وغیرہ پیش کئے اور نعرے بلند کئے۔ ہاشم بھروچہ کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ میری کسی سے جہاز پر ملاقات نہیں ہوئی۔ اب ان لوگوں نے جب بندرگاہ سے جہاز کے اوپر دیکھا تو یہ تینوں حضرات ہاتھ کے اشارے سے بتا رہے تھے کہ حضرت نہیں ہیں تو ان لوگوں نے اشارہ کیا کہ آپ لوگ آئیے حضرت یہاں تشریف لے آئے۔ اب یہ لوگ آئے اور ہار وغیرہ پیش کئے۔ پھر حضرت کو جلوس کے ساتھ سجی ہوئی کار میں سورتی مسجد کے سامنے سے لے گئے اور مغل اسٹریٹ میں ہاشم محمد بھروچہ کے مکان پر قیام ہوا مکان پر ان لوگوں نے مولویان دیوبند کا فرار ہونا بتایا۔ حضرت نے سن کر فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ط۔ ناشتہ وغیرہ کے بعد میزبان نے کہا کہ آج جمعہ ہے کچھ دیر آرام فرمالیں پھر نماز جمعہ کی تیاری کرنا ہے۔ حضرت نے عمامہ اتارا، شیروانی صدری اتاری اور آرام کی غرض سے لیٹ گئے۔ برابر کے کمرہ میں یہ تینوں مذکورہ بالا لوگ اور بعض دیگر حضرات میمنی زبان میں باتیں کرنے لگے کہ ہم کو دھوکہ ہو گیا ہم سمجھے تھے کہ مولانا حشمت علی صاحب بڑی شان شوکت والے عالم ہوں گے مگر یہ تو بہت سیدھے سادے اور کم عمر ہیں یہ وہابیوں دیوبندیوں کے مولویوں کا کیا جواب دیں گے۔

حضرت کا چونکہ کاٹھیاواڑ اور گجرات آنا جانا زیادہ تھا اس لئے حضرت میمنی زبان سمجھتے تھے ان کی یہ باتیں سن کر حضرت نے خیال فرمایا کہ اب ہمیں ان لوگوں کے سامنے امتحان دینا ہوگا۔ ان لوگوں کے یہ خیالات صرف حضرت کی سادگی۔ اور بناوٹ وتصنع سے دوری کی وجہ سے تھے۔ چنانچہ جب نماز جمعہ کے لئے قیام گاہ سے چلے تو ایک معمولی سی کار میں حضرت کو بنگالی مسجد لائے حضرت نے مسجد میں سنتیں ادا فرمائیں۔ حضرت مولینا سید احمد صاحب خطیب وامام بنگالی مسجد نے خطبہ پڑھنے کے لئے عرض کیا۔ حضرت نے فصیح وبلیغ عربی میں زبانی خطبہ پڑھا۔ نماز جمعہ کی جماعت میں کچھ عربی حضرات نجدیوں کے ستائے ہوئے موجود تھے۔ انھوں نے جو عربی خطبہ سنا تو کیف ومستی میں

جھومنے لگے۔ پھر رونے لگے۔ پھر حضرت نے نماز جمعہ کی امامت فرمائی۔ قرأت سن کر تو سب ہی مسرور ہوئے۔ بعد نماز حضرت کے بیان کا اعلان ہوا۔ سنت و نفل اور دعائے ثانی کے بعد حضرت نے بیان شروع فرمایا۔ اب تو عوام و خواص تمام پر کیف و سرور کا عالم طاری تھا۔ اب ان تینوں گفتگو کرنے والوں کے خیال تبدیل ہوئے اور انھیں یقین ہوگیا کہ واقعی یہ کوئی جوہر ہیں۔ بیان ختم ہوا۔ صلاۃ و سلام و دعا کے بعد دست بوسی و قدم بوسی کا سلسلہ شروع ہوا۔ جب سب رخصت ہوئے تو حضرت مسجد کے باہر آئے، تو ایک خوبصورت کار دروازہ پر کھڑی تھی اور ہاشم بھروچہ اس کا دروازہ کھولے کھڑے تھے۔ حضرت فرماتے تھے کہ میں مسجد کی سیڑھیاں اُتر کر کنارے کھڑا تھا کہ وہ پرانی سڑیل کار آئے گی اور اسی میں مجھے جانا ہے۔ یہ ہاشم بھروچہ نہ جانے کس کے لئے کار لائے ہیں۔ جب میں رک گیا تو ہاشم بھروچہ نے بلایا اور عطاس صاحب جوان کے برابر کھڑے تھے انھوں نے بھی اسی کار کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ حضرت تشریف لائیں یہ کار حاضر ہے حضرت مسکرائے اور اس خوبصورت کار میں بیٹھے۔ فرماتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا الحمد للہ ان سنیوں کے امتحان میں کامیاب ہوگیا۔

شب میں مغل اسٹریٹ مین روڈ پر حضرت کا بیان ہوا۔ مغل اسٹریٹ مسلمانوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی آدمی ہی آدمی نظر آرہے تھے۔ عظمت مصطفےٰ کا بیان سن کر مسلمان مست ہو رہے تھے۔ نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت سے فضا گونج رہی تھی۔ تقریباً دو بجے شب میں صلاۃ و سلام و دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

اب تو بیانات کا سلسلہ جاری ہوگیا اور روزانہ بیان ہونے لگا۔ حضرت کے بیانات کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ جہاں چند بیانات ہوئے وہاں کے معمولی پڑھے لکھے سنی عوام بھی دیوبندیوں سے گفتگو کرنے لگے اور دیوبندی عوام تو عوام ان کے مولویوں کو بھی لاجواب کر دیتے۔

یہ رنگ جب رنگون میں ظاہر ہوا تو دیوبندیوں پر سخت مصیبت آگئی۔ چند روز کے بعد حامی سنت، ماحیٔ بدعت حضرت مولینا مولوی قاضی احسان الحق صاحب

مفتی بہرائچ شریف مدرسہ اہلسنت و جماعت مراد آباد کی سفارت کے سلسلے میں رنگون تشریف لائے تو حضرت نے قاضی صاحب کو اپنے ہی پاس ٹھہرالیا۔ اب دونوں حضرات کے بیانات ہونے لگے۔

رنگون کے مختلف محلوں میں حضرت کے مسلسل ۲۶ چھبیس بیان ہوئے۔ اسی دوران رنگون سے قریب مانڈلے کے احباب اہلسنت نے حضرت کی خدمت میں دعوت پیش کی اور بہت اصرار کیا اور عرض کیا کہ حضرت رنگون کا رنگ بدل گیا۔ کوچہ کوچہ عظمت مصطفےٰ کے نعروں سے گونج۔ دیوبندی مولویوں مقلیتوں کو سانپ سونگھ گیا۔ کسی کو مناظرہ کی ہمت نہ ہوئی۔ حضرت اب مانڈلے تشریف لائیں۔ حضرت نے ان احباب کی دعوت قبول کی اور مانڈلے پہنچے۔ وہاں کے سنیوں نے بہت شاندار جلوس نکالا۔ اور رات میں بہت شاندار اجلاس میں حضرت کا بیان ہوا۔ اور اعلان ہوا کہ اس موقع پر تین بیان مانڈلے میں ہوں گے اور اس کے بعد واپسی ہوگی۔ کیونکہ حضرت شیر بیشۂ سنت کو بلیا کے مناظرہ میں ۱۰ر دسمبر کو پہنچنا ہے۔

مانڈلے کے وہابیوں کا چیلنج مناظرہ!

۳۰ر نومبر کو مانڈلے کی سورتی مسجد کے متولیوں کی طرف سے جو دیوبندی وہابی ہیں بعد نماز عشاء جبکہ حضرت بیان کے لئے جانے والے تھے ایک تحریر آئی کہ مناظرہ کے لئے وقت مقرر کریں تاکہ ہم غلام علی شاہ اور دیگر علماء کو مدعو کر سکیں۔ اہلسنت کی طرف سے جولی مسجد مانڈلے کے متولیوں نے فوراً جواب دیا کہ کل صبح ۸ بجے آپ کی سورتی مسجد میں مناظرہ ہوگا۔ اور جلسہ کے اختتام پر یہ بھی اعلان ہوگیا۔ صبح وقت مناظرہ پر سنی مسلمان سورتی مسجد جانا شروع ہوئے تو مسجد کے دروازے پر

؎ جماعت اہلسنت کے ممتاز و منفرد لب و لہجہ کے بہترین خطیب تھے اس دور میں کوئی عظیم اجلاس یا کانفرنس ایسا نہیں ہے کہ جس میں حضرت شرکت نہ فرماتے ہوں۔ آخری دور تک بمبئی مسلسل تشریف لاتے تھے۔ حضرت کا بھی وصال ہوگیا۔ ——— منصور رضوی

قفل لگے ہیں یہاں تک کہ حضرت شیر بیشۂ سنت اور حضرت قاضی صاحب قبلہ بھی موتی مسجد پہنچے سنیوں نے نعرے لگائے اور دیوبندیوں کے دل دہلائے اور عرض کی مسجد کے دروازوں میں قفل لگے ہیں۔ حضرت نے متولیوں کو بلایا اور فرمایا کہ تمہارے بلانے پر آیا ہوں لہٰذا دروازے کھلواؤ۔ اور اپنے وہابی دیوبندی، رنڈیری مولویوں کو بلاؤ اور مناظرہ کراؤ۔ بہت غیرت اور شرم دلانے پر ٹرسٹیوں نے مسجد کے دروازے کھلوائے حضرات علمائے اہلسنت اور سنی احباب مسجد میں داخل ہوئے۔ سنیوں کے نعروں سے مسجد گونج رہی تھی اس وقت مانڈلے کے وہابیوں دیوبندیوں کا بسبٹانا، پھڑپھڑانا بلبلانا، تلملانا قابل دید تھا۔

حضرت کی طرف سے بار بار اعلان ہو رہا تھا کہ ہم تمہارے بلانے پر آئے ہیں اپنے مولویوں کو بلاؤ اور اپنے اکابر کے کفر و اسلام پر جلد مناظرہ کراؤ یا جب چاہے کراؤ۔ ابھی کراؤ، دوپہر کو کراؤ۔ مگر کراؤ۔ ہم تو تمہارے بلانے پر آئے ہیں۔ لہٰذا بغیر مناظرہ کے ہم نہیں ہٹیں گے۔ مگر حیلے بہانے بتلاتے رہے۔ کبھی نقض امن کا اندیشہ بتاتے اور کبھی کچھ کبھی کچھ۔ دیوبندیوں کے منہ پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ ایک رنگ آتا ایک رنگ جاتا۔ ان کا مولوی غلام علی شاہ اپنی ساری دلیری اور جرأت فراموش کر چکا تھا۔ بالآخر دیوبندیوں نے یا پولیس المدد پکارا اور پولیس اسٹیشن پہنچ کر فریاد کی کہ مولانا حشمت علی صاحب ہزاروں آدمی کو لے کر ہماری مسجد کو لوٹنے آگئے ہیں ہماری مدد کرو۔ پولیس نے شب کے جلسہ میں اعلان سنا تھا اور طرفین کی تحریر کو بھی سنا تھا اس لئے ان کی بات کا یقین نہ کیا۔ بلکہ ان دیوبندی فریادیوں پر لعنت ملامت کی اور کہا کہ تم لوگ ان کو خط لکھ کر بلاتے ہو۔ مناظرہ کی دعوت دیتے ہو اور پھر ہمارے پاس آکر جھوٹی فریاد کرتے ہو۔ جاؤ اور جاکر پہلے اپنے مولوی کو وہاں سے ہٹا دو پھر وہ خود ہی چلے جائیں گے۔

دیوبندی مجبور ہوئے اور انھوں نے آکر مولوی غلام علی شاہ کو وہاں سے ہٹا دیا پھر حضرت نے صلاۃ و سلام پورے مجمع کے ساتھ پڑھا اور فتح و فیروزی کے ساتھ وہاں سے واپس آئے۔ سنیوں نے تکبیر و رسالت کے نعرے بلند کئے اور بفضلہ

تبارک و تعالیٰ مانڈلے سے رنگون آئے۔ اور مناظرۂ بلیا میں ۱۰؍ دسمبر ۱۹۳۰ء کو پہنچنے کی تیاری شروع کر دی۔ جس کا اعلان ہفتہ عشرہ پہلے ہی کر دیا تھا۔ ۳؍ دسمبر کو جب دیوبندی یہ معلوم کر چکے کہ ٹکٹ آگیا ہے۔ کلکتہ ٹیلیگرام بھی کر دیا ہے تو شام کو ۵ بجے ایک جاہل مجہول کے نام سے ایک اشتہار شائع کیا کہ ۹؍ دسمبر کو مولوی عبد الشکور کاکوروی رنگون آرہے ہیں لہٰذا ان سے مناظرہ کرکے جائیے ورنہ مولانا حشمت علی کا فرار ہوگا۔ پھر اسی مجہول کے نام سے ایک تحریر بھی اسی مضمون کی آئی جس کی طرف کوئی توجہ نہ کی گئی تو ۴؍ دسمبر کو جس دن جہاز سے روانہ ہونا تھا سیٹھ یعقوب گورا باوا، ظفر احمد تھانوی احمد اشرف راندیری، اسمٰعیل صادق، غلام حسین پٹیل وغیرہم سات آدمیوں کی دستخطوں سے تحریر آئی کہ مولانا حشمت علی قیام کریں اور مناظرہ کرکے جائیں ورنہ ان کا فرار ہوگا۔
اس تحریر کے دو پہلو تھے اگر شیر بیشۂ سنت یہاں ٹھہر گئے تو بلیا کے وہابیوں اور دیوبندیوں کو اپنی فتح منانے کا موقع ملے گا اور اگر بلیا چلے گئے تو یہاں ان کا فرار چھاپ دیا جائے گا۔ یہ تحریر پاکر حضرت نے کلکتہ ٹیلیگرام دیا کہ ۹؍ دسمبر کو عبد الشکور کاکوروی آرہا ہے میں اس سے مناظرہ کے لئے ٹھہر گیا ہوں بلیا کے مناظرہ میں کوئی اور مناظر بھیجو پھر ٹکٹ واپس کرائے۔ چنانچہ بلیا کے مناظرہ میں حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اجمیر مقدس سے تشریف لے گئے اور رنگون میں سیٹھ محمد ہاشم محمد بھر وجیہ صاحب نے کھلا خط شائع کر دیا جو یہاں درج کر رہا ہوں۔ یہ ہے پڑھئے۔

کھلا خط

رنگون کے سنی مسلمان بھائیوں پر یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت شیر بیشۂ سنت مولانا مولوی ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی صاحب قادری برکاتی رضوی، لکھنوی اور حضرت حامی سنت ماحی بدعت مولانا مولوی قاضی محمد احسان الحق صاحب اشرفی نعیمی مفتی بہرائچ شریف کے مواعظ حسنہ سے اہل رنگون کو کس قدر فیض پہنچا ان کے بیانات نے اہل ایمان کے قلوب منور کر دیئے تقریباً

ایک ماہ سے مسلسل بیانات ہو رہے ہیں اور ہزارہا بندگان خدا آپ کے بیانات سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ گذشتہ ہفتہ میں حضرت شیر بیشۂ سنت مدظلہ نے جلسۂ عام میں اعلان فرمایا تھا کہ ۱۰ر دسمبر کو ضلع بلیا میں مناظرہ مقرر ہے اس لئے ۴ر دسمبر ۱۹۳۰ء کے جہاز میں رنگون سے روانہ ہو جاؤں گا۔ مخالفین نے اتنے طویل عرصہ تک خاموشی اختیار کی۔ مباحثہ تک نہ کی۔ لیکن جب انھیں معلوم ہو گیا کہ مولانا صاحبان ۴ر دسمبر ۱۹۳۰ء کو ضرور تشریف لے جائیں گے۔ ٹکٹ خرید لیا۔ روانگی کا تار بھی دے دیا ہے تو انھوں نے ۳ر دسمبر کی شام کو ایک اشتہار مناظرہ شائع کیا کہ مولوی عبدالشکور لکھنوی ۹ر دسمبر آ رہے ہیں ان سے مناظرہ کر کے جائیں۔ اسی مضمون کا خط بھی ایک غیر معروف شخص کی طرف سے آیا جس کی طرف ہم نے کوئی توجہ نہ دی اور جواب دیا کہ "تاوقتیکہ کوئی ذمہ دار شخص اپنی دستخط سے خط نہیں لکھے گا۔ مولانا صاحبان نہیں ٹھہریں گے۔

آج ۴ر دسمبر کی صبح ۱۰ بجے مولانا صاحبان کی روانگی کے تمام انتظامات مکمل ہو چکے تھے کہ چند اشخاص کی دستخط سے ایک اور خط موصول ہوا جس میں حسب ذیل اشخاص کے دستخط تھے۔ (۱) یعقوب گورا بادا (۲) ظفر احمد ناظم مدرسہ راندیریہ رنگون (۳) مولوی احمد اشرف (۴) مولوی اسمٰعیل صادق خطیب سورتی مسجد (۵) غلام حسین پٹیل وغیرہم۔ مضمون یہ تھا کہ مولوی حشمت علی صاحب مولوی عبدالشکور کاکوروی صاحب سے مناظرہ کر کے جائیں ورنہ ان کا فرار ہوگا۔ اب ہمارے پاس ان کی دستخطی تحریر آگئی ہے تو ہم نے مولانا صاحبان کو ۹ر دسمبر تک کے لئے ٹھہرالیا ہے۔ اب خطوط و اشتہار شائع کرنے والوں پر فرض ہے کہ وہ حضرت شیر بیشۂ سنت مدظلہ اور مولوی عبدالشکور صاحب سے دیوبندیوں کے کفر و اسلام پر مجمع عام میں مناظرہ کرا دیں۔ حق و باطل خود ہی ظاہر ہو جائے گا۔ لیکن اگر مولوی عبدالشکور صاحب کسی وجہ سے وقت پر آئے یا رنگون پہنچ کر مناظرہ سے انکار کر دیا یا اپنی خفت مٹانے کے لئے کسی دوسرے شخص کا نام مناظرہ کے لئے پیش کیا یا مجمع عام میں مناظرہ کرنے سے پہلوتہی کی اور کوئی ایسا حیلہ نکالا جس کی وجہ سے مناظرہ نہ ہو سکا تو یہ سب مولوی عبدالشکور صاحب کا کھلا فرار ہوگا

اور وہ لوگ جنھوں نے خطوط لکھ کر ہمیں حضرت مولانا صاحبان کے ٹھہرانے پر مجبور کیا وہ تمام ہر جہ خرچے کے ذمہ دار ہوں گے لہٰذا یہ چند الفاظ بطور کھلے خط کے لکھے کہ ہر شخص کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے علمائے حق و حقانیت کے اظہار کے لئے ہر طرح تیار ہیں اور ٹھہرے ہوئے ہیں۔ فقط

اسلام و مسلمین کا خادم   ہاشم محمد صبر و جہ رائس مل و نز اینڈ کمیشن ایجنٹ

۱۸۵ - مغل اسٹریٹ - رنگون   ۴ر دسمبر ۱۹۳۰ء

شیر پرنٹنگ پریس - ۳۵۷ اسپارک اسٹریٹ رنگون

اس خط میں کاکوروی صاحب پر فرار کی ساری گلیاں بند کر دی تھیں۔ لہٰذا اس خط کے شائع ہوتے ہی دیوبندیوں پر قیامت آگئی اور حکومت کو نہ جانے کتنی ہی درخواستیں دے دی گئیں کہ مولانا حشمت علی کے بیانوں سے فساد ہونے والا ہے اس لئے بہت جلد ان کو رنگون سے باہر جانے کا حکم دیا جائے یہ ہے دیوبندیوں کی عیاری مکاری۔ ۵ر دسمبر ۱۹۳۰ء کو کمشنر صاحب رنگون نے ان عرضیوں کی بناء پر طرفین کے لوگوں کو بلوایا اور جب دیوبندیوں کا فریب وہاں کھلا تو کمشنر صاحب نے سخت تنبیہ کی کہ خود بلاتے ہو اور جانے والے کو روکتے ہو اور پھر جھوٹی درخواستیں دیکر حکومت کو پریشان کرتے ہو۔ اور طرفین کو واپس کیا۔

مولوی ــــ کا مناظرہ سے فرار

ابھی حضرت علمائے اہل سنت رنگون میں ہی کاکوروی کے انتظار میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ چند دیوبندیوں کے نام سے ایک اشتہار شائع ہوا کہ "مولوی حشمت علی کا مناظرہ سے فرار" یہ دکھاوے کی چمکتی ہوئی سچائی دیوبندیوں کا طرۂ امتیاز ہے۔ غور فرمائیں کہ حضرت ابھی رنگون میں قیام پذیر ہیں۔ وہابی، دیوبندی مناظر ابھی رنگون آیا بھی نہیں اور حضرت کا فرار چھاپ دیا۔ یہ جھوٹے خدا کے جھوٹے بندوں کا حال۔ الا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ط

انتظار کرتے کرتے ۹ دسمبر کی تاریخ آ گئی اور کاکوروی صاحب جہاز سے رنگون اترے فوراً ایک سنی نے اسمٰعیل نور اللہ احدل صاحب کا اشتہار اسلامی پیغام کاکوروی جی کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس میں لکھا تھا کہ مولانا حشمت علی صاحب کو صرف آپ سے مناظرہ کے لئے روک لیا گیا ہے وہ رنگون میں قیام پذیر ہیں۔ اور آپ کو صرف دیوبندیوں کے کفریات پر مناظرہ کے لئے بلایا گیا ہے۔ آپ اس کے لئے جلد تیار ہو جائیں۔ حضرت شیر بیشۂ سنت آپ کی دستخطی مہری تحریر کا نہایت بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں۔ یہ اشتہار پڑھتے ہی کاکوروی صاحب کا چہرہ زرد ہو گیا۔ اور کچھ دیر بعد اپنے میزبانوں سے بولے کہ آپ لوگوں نے مجھے بڑا دھوکہ دیا۔ آپ نے لکھا تھا کہ وہ جا چکے۔ چند وعظ کہنے کے لئے آ جائیے۔ اور یہاں وہ بھی موجود ہیں۔ مناظرہ بھی آپ لوگ مقرر کر چکے ہیں اور بہت برہم ہوئے۔ میزبانوں نے معافی مانگتے ہوئے کار میں بٹھایا اور قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔

پھر ایک اشتہار جمعیت اہلسنت برما کی طرف سے شائع ہوا جس میں کاکوروی جی کو بہت زبردست چیلنج مناظرہ دیا گیا تھا۔ دیوبندیوں کا سلطان المناظرین آٹھ روز تک رنگون میں ٹھہرا رہا۔ مگر سَکَتَ یَسْکُتُ سُکُوتًا کا وظیفہ ہی پڑھتا رہا۔ مناظرہ کی منظوری لکھنے کے لئے قلم سوکھ گیا۔ ہاتھ شل ہو گئے۔ دیوبندیوں کا کفر اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی اور نہ ہی دیوبندی کسی عام روڈ پر کاکوری کا بیان کرا سکے ادھر مانڈلے میں دیوبندیوں نے حضرات علمائے اہلسنت پر جھوٹا کیس بنایا اور غیر اللہ سے مدد کو شرک بتانے والوں نے کورٹ میں استغاثہ دائر کیا اس مقدمہ کی پہلی پیشی ۱۹ دسمبر ۱۹۳۰ء کو مقرر ہوئی۔ حضرات علمائے اہلسنت پیشی پر حاضری کے لئے ۱۶ دسمبر کو رنگون سے روانہ ہوئے، ۱۷ کو مانڈلے پہنچے سنی مسلمانوں نے شاندار استقبال کیا! اور چونکہ دیوبندی سازش دیوبندیوں کو معلوم تھی لہٰذا دوسرے ہی دن دیوبندیوں نے کاکوری اور منظور سنبھلی کو مانڈلے پہنچایا کہ وہاں حضرات علمائے اہلسنت مقدمہ میں مصروف رہیں گے۔ دیوبندی مولوی موقع غنیمت جان کر اپنا نام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا کرم کہ مانڈلہ اسٹیشن پر اترتے ہی کاکوروی و سنبھلی دونوں ہی پولیس

کی حراست میں لے لئے گئے اور پولیس ہی کی نگرانی میں سورتی مسجد پہنچا دیئے گئے۔

اب دیوبندیوں وہابیوں کے اکسانے ابھارنے پر اور غیرت دلانے پر کہ موقع مناسب ہے مولانا حشمت علی مقدمہ کی وجہ سے مناظرے سے گریز کریں گے مفت میں اپنے لوگوں کو فتح مل جائے گی۔ کاکوروی جی کو بھی جوش آ گیا اور سورتی مسجد کے بیان میں کاکوروی جی نے حضرت شیر بیشۂ سنت کو چیلنج مناظرہ دیدیا۔ حضرت شیر بیشۂ سنت کو جب یہ اطلاع ملی تو حضرت نے فوراً مناظرہ کی منظوری لکھ کر اپنے دستخط و مہر کر کے جناب سیٹھ عبدالکریم تعلقدار صاحب کے ذریعہ کاکوروی صاحب کو بھیجی اور ہدایت کی کہ کاکوروی صاحب سے مناظرہ کی منظوری والی تحریر ان کے دستخط و مہر کے ساتھ لینے کے بعد میری تحریر ان کو دینا جب عبدالکریم سیٹھ نے جا کر کاکوروی صاحب کو حضرت کی تحریر دینا چاہی تو کاکوروی صاحب نے سب کے سامنے حضرت کا خط لینے سے انکار کیا۔ عبدالکریم صاحب نے بہت اصرار کیا مگر کاکوروی صاحب انکار ہی کرتے رہے اور تحریر نہ لی اور نہ ہی اپنی تحریر دی۔ منظور سنبھلی بھی ایک طرف گردن جھکائے بیٹھے رہے۔

اب سیٹھ عبدالکریم تعلقدار نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ اگر کاکوروی صاحب مولانا حشمت علی سے مناظرہ کے لئے تیار نہیں ہوتے تو دوسرے دیوبندیوں سے میں مناظرہ کو تیار ہوں۔ جس دیوبندی وہابی کا دل چاہے دیوبندیوں کے کفریات پر مجھ سے مناظرہ کرے۔ دیوبندی اپنے مولوی کا یہ حال دیکھ اور ایک سنی کا یہ اعلان سن کر مبہوت ہوئے سورتی مسجد کے سامنے ایک مجمع لگا تھا جو کاکوروی جی کا رات والا اعلان سنے ہوئے تھا۔ یہ حال دیکھ کر تمام مجمع لعنت ملامت کر رہا تھا۔ دیوبندیوں کو موت آ گئی جواب نہ دے سکے۔

۲۰ دسمبر ۱۹۳۰ء بفضلہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہائی کورٹ مانڈلے نے مقدمہ خارج کر کے دیوبندیوں کو ایک اور شکست دی۔ پھر وہاں اہلسنت نے تہنیت کے کئی جلسے منعقد کئے۔ حضرت کے بیانات ہوئے کاکوروی و سنبھلی صاحبان دبے بیٹھے رہے۔ حق کا اظہار ہو رہا تھا۔ باطل میدان سے

فرار ہو رہا تھا۔

رنگون میں مراجعت اور بے نظیر جلوس

۲۸ر دسمبر ۱۹۳۰ء کو فتح و کامرانی کے ساتھ حضرات علمائے اہلسنت رنگون پہنچے اہلسنت نے اپنے دینی پیشواؤں کا شاندار استقبال کیا اور ایسا پرشکوہ جلوس نکالا کہ رنگون کی سرزمین کو ایسا جلوس دیکھنا نصیب نہ ہوا تھا۔ لوگوں کا اندازہ ہے کہ جلوس میں ایک لاکھ کا مجمع تھا۔ سیکڑوں کاریں اور اس سے دگنی گھوڑا گاڑیاں تھیں۔ بے شمار عوام پیدل تھے۔ اللہ اکبر، یا رسول اللہ، یا علی مشکل کشا اور یا غوث المدد کے فلک بوس و کوہ شگاف نعروں سے رنگون کے گلی کوچے گونج رہے تھے۔ جگہ جگہ ان علمائے کرام پر پھولوں کی بارش ہو رہی تھی۔ وہابیت، دیوبندیت دم توڑ رہی تھی اور اس کے مناظرین زاویۂ نکبت میں دم سادھے پڑے ہوئے تھے۔ یہ ہوا رنگون و مانڈلے کے دیوبندی مناظروں کا انجام۔

بمبئی میں سبھا منڈپ کا معاملہ

بمبئی میں سبھا منڈپ کے معاملے میں حضرت شیر بیشۂ سنت سے فتویٰ طلب کیا گیا۔ حضرت نے جواب لکھ کر بھیج دیا۔ پھر حضرت کو بمبئی بلایا گیا۔ تشریف لے گئے اور جب وہاں کے حکام رس مالداروں نے عرض کی کہ بمبئی کے مسلمان آپ کے قبضہ میں ہیں آپ کی بات مانتے ہیں لہٰذا آپ صرف ایک تقریر برٹش کی حمایت میں کر دیں اور دس ہزار روپیہ سامنے رکھتے ہوئے عرض کیا کہ یہ دس ہزار روپے آپ کی نذر ہے۔ حضرت نے نوٹوں کا وہ بنڈل ان کی طرف پھینکتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ آپ لوگ چلے جائیں۔ کیا آپ میرے دین و ایمان کو خریدنے آئے ہیں اور فوراً اپنا سامان لے کر جناب حاجی اسمٰعیل صدیق صاحب کے گھر پر آگئے اور دوسرے روز بمبئی سے وطن روانہ ہو گئے مگر دین و ایمان کے خلاف صرف ایک تقریر کرکے دس ہزار روپیہ لینا پسند نہ کیا۔ یہ ہیں حضور پُرنور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روحانی فرزند اور ولد مرافق غیظ المنافق حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

کلکتہ میں منظور سنبھلی کا چھ ہزاری انعام

حضرت شیر بیشۂ سنت رنگون و مانڈلے کے سفر سے بفتح و ظفر پیلی بھیت پہنچ گئے تو پندرہ بیس روز کے بعد مولوی منظور سنبھلی کا ایک اشتہار ڈاک سے ملا کہ مولانا حشمت علی کو میدان میں لاؤ اور ان چھ مسئلوں کا مولانا جواب دیں اور ہر مسئلہ کے جواب پر ایک ہزار روپیہ انعام حاصل کریں۔ یعنی رنگون کی شکست سے کلکتہ کے جو دیوبندی کبیدہ خاطر تھے ان کی اشک شوئی کے لئے یہ اشتہار کلکتہ سے شائع کیا گیا۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے اس کا ار رمضان المبارک چہارشنبہ ۱۳۴۹ھ کو منظور سنبھلی کے نام رجسٹرڈ ڈاک سے جواب روانہ کیا کہ میں ان سوالوں کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔ لہٰذا جلد اپنے ضلع کلکٹر کے پاس چھ ہزار روپے جمع کرکے فوراً مجھے اطلاع دو۔ اس جواب کا پہنچنا تھا کہ سارے لوہے سرد ہو گئے۔ پھر حضرت نے اسی مضمون کا اشتہار بھی اپنے دستخط کے ساتھ شائع کر دیا۔ یہ ہیں حضرت شیر بیشۂ سنت کی بے لوث دینی خدمات اور یہ ہے ان کی حقانیت و صداقت کا رعب کہ دیوبندی اکابر مثلاً تھانوی، انبیٹھی، کاکوروی و راندیری و دربھنگی و انور شاہ کشمیری و شبیر احمد دیوبندی سارے کے سارے ان سے لرزتے رہتے تھے اور اس شیر حق شیر رضا کے مقابل آنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ فالحمد للہ۔ اسی لئے میں نے ایک منقبت میں عرض کیا۔ ؎

تھانوی کاکوروی دربھنگی و انبیٹھوی
سب پہ پائی تم نے نصرت قبلہ ام حشمت علی

قہر واجد دیان برہ شیر بسط البنان!

تھانوی جی نے حفظ الایمان کے کفر قطعی یقینی کو چھپانے اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے جو ایک نئی تحریر تغییر العنوان کے نام سے شائع کرائی اس کی

رد میں حضرت شیر بیشۂ سنت کا رسالہ ہے جس میں ثابت کیا ہے کہ تھانوی جی نے اپنی کفری عبارت کو بدل کر ہرگز ہرگز توبہ نہیں کی بلکہ اپنے کفر کا اقرار کرلیا ہے اور اپنے کفر کو اور زیادہ گندہ کردیا۔ لاجواب کتاب ہے۔ اب تک کوئی چھوٹا بڑا دیوبندی جواب نہ دے سکا۔ سنی مبلغین وواعظین کے لئے اس رسالہ کا مطالعہ ضروری ہے

الصوارم الھندیہ

حسام الحرمین کی تصدیق وتائید میں، بمبئی وپنجاب وسندھ وکاٹھیاواڑ یوپی، بہار واڑلیسہ، وحیدرآباد دکن وکلکتہ وبنگال وبرما کے ۲۶۸ علمائے اہلسنت کے فتوے حاصل کرکے حضرت شیر بیشۂ سنت نے کتاب الصوارم الہندیہ علی مکر شیٰطین الدیوبندیہ مرتب فرما کر شائع فرمائی۔ یہ کتاب حضرت کی بہترین یادگار ہے۔

الصوارم السندیہ

یہ دوسری کتاب مرتب فرمائی تھی جس میں ڈیڑھ سو علمائے اہلسنت کے فتوے جمع فرمائے تھے اور چونکہ اس میں سندھ کا فتویٰ بہت مفصل تھا اس لئے اس کا نام الصوارم السندیہ رکھا تھا۔ مگر افسوس کہ یہ شائع نہ ہوسکا اور اصل مسودہ ہی چوری ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

سیف خداوندی بردبروہابی دیوبندی

دیوبندیوں نے جمع ہوکر ایک کتاب مرتب کی اور منظور سنبھلی کے نام سے وہ کتاب شائع ہوئی اس کا نام سیف یمانی رکھا۔ اس کتاب میں دیوبندیوں نے بڑی ہی عیاریاں، چالبازیاں کی ہیں۔ حضرت نے اس کے رد میں ایک مفصل ومدلل کتاب لکھی اور اس کا تاریخی نام سیف خداوندی برد بروہابی دیوبندی

رکھا۔ مگر بے حد افسوس کہ یہ کتاب بھی چوری ہوگئی اور دوبارہ اس کو لکھنے کا موقع نہ ملا۔

حسبنا ربنا ونعم الوکیل

دو سوٹ کیس کی چوری

وہابیہ دیوبندیہ نے پریشان ہوکر ایک مرتبہ سازش کی اور حضرت کی بمبئی سے واپسی میں اپنے دو آدمی حضرت کے ساتھ لگا دیئے۔ ان دونوں کو حضرت نے بمبئی میں اسٹیشن پر دیکھا اور راستہ میں بھی جگہ جگہ دیکھا۔ متھرا جنکشن پر رات گذار کر صبح گاڑی ملتی تھی۔ مسافر خانہ میں سامان رکھ کر بیٹھے تو وہ دونوں پھر نظر آئے۔ مولانا محمد طیب صاحب داناپوری حضرت کے ہمراہ تھے۔ حضرت نے بستر کھلوایا اور فرمایا کہ کچھ دیر میں آرام کرلوں پھر مجھے اُٹھا دینا اور تم سو جانا۔ حضرت سو گئے۔ مولانا محمد طیب صاحب نے دونوں سوٹ کیس سامنے رکھے اور اس کے مقابل مسافر خانہ کی کرسی پر بیٹھ گئے۔ رات کا وقت یہ بھی ذرا غافل ہوئے کہ دونوں ٹرنک غائب ہوگئے۔

وحشتناک خواب

ادھر حضرت شیر بیشۂ سنت نے ایک وحشتناک خواب دیکھا اور بیدار ہوگئے۔ دیکھا تو دونوں ٹرنک غائب اور مولانا طیب صاحب کرسی پر بیٹھے بیٹھے سو رہے ہیں۔ حضرت نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور مولانا طیب کو جگایا۔ چونکہ حضرت مولانا طیب صاحب کو بہت چاہتے تھے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اولاد سے زیادہ محبت فرماتے تھے [1]

---

[1] حضرت علامہ مفتی محمد طیب صاحب قادری داناپوری علیہ الرحمہ حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان کے ہی شاگرد تھے بہترین عالم ومفتی تھے۔ بمبئی میں انجمن تبلیغ صداقت کے مفتی رہے۔ آخری وقت میں جامعہ ۔۔۔ کے مفتی کی حیثیت سے دینی خدمات انجام دیتے رہے اور وہیں وصال فرمایا مزار مبارک جامعہ (ایم پی) میں ہے۔ منصور رضوی

لہذا جگایا مگر صرف اتنا فرمایا کہ آپ کی نیند میں دونوں ٹرنک غائب ہوگئے۔ اب مولانا طیب صاحب نے دوڑ بھاگ کی۔ حضرت نے ریلوے پولیس میں اطلاع کی رپورٹ درج کرائی مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ ان دونوں ٹرنکوں میں دیوبندیوں کی تمام کتابیں تھیں دیگر اہم و ضروری کتابیں بھی تھیں۔ آپ کی بہت سی قلمی تصنیفات و تحریرات تھیں جو بعد میں عدیم الفرصتی کی وجہ سے مرتب نہ ہوسکیں ان کے علاوہ دونوں کے کپڑے اور روپے وغیرہ تھے۔ مگر حضرت کو سب سے زیادہ افسوس دیوبندی کتب و تحریرات کے گم ہونے کا تھا کہ ان میں بہت سی کتابیں کمیاب تھیں اور تحریرات کے حاصل ہونے کی کوئی صورت ہی نہ تھی۔

رسالۃ الامداد کی تلاش

گھر آنے کے بعد آپ نے پھر دیوبندیوں کی کتابیں جمع کرنا شروع کیا اور جہاں جہاں اطلاع ملی وہاں وہاں تنہا سفر کر کے کتابوں کو جمع کیا۔ قریب قریب تمام کتابیں مل گئیں مگر رسالۃ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۶ھ نہیں ملا[1]۔ معلوم ہوا دہلی میں کسی کتب فروش کے یہاں ہے۔ حضرت نے دہلی کا تنہا سفر کیا اور قلعہ کی سرائے میں قیام کیا۔ دہلی کے بازاروں میں پرانی کتابوں کے فروخت کرنے والوں کے یہاں تلاش کرتے رہے ایک روز ایک دوکاندار نے کہا کہ رسالہ ہے مگر مکان پر ہے کل مل جائے گا۔ ایک روپیہ قیمت ہے۔ حضرت نے اصرار کیا کہ ابھی منگا دو مگر اس نے کہا کہ کل ملے گا حضرت نے فرمایا ٹھیک ہے کل ضرور دے آنا۔ یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ حضرت کے ایک واقف کار آگئے انھوں نے جو حضرت کو دیکھا تو سلام و مصافحہ کیا اور تنہا اس طرح دیکھا تو حیرت ظاہر کی کہ حضرت کب آئے کہاں قیام کیا۔ اطلاع ملتی تو ہم لوگ حاضر ہوتے۔ حضرت ان صاحب کو لے کر اس دکان سے ہٹ گئے

---

[1] اسی رسالۃ الامداد میں وہ واقعہ ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی کے مرید نے ان کا کلمہ پڑھا پورا واقعہ اور پھر مولوی تھانوی کا جواب اس رسالہ میں شائع ہوا ہے۔ منصور رضوی

کہ دکاندار کو خبر نہ ہو۔ کچھ دور تک وہ صاحب ساتھ ساتھ آئے۔ حضرت نے ان کو قیام گاہ بتائی لیکن یہ کہنا بھول گئے کہ میں اس غرض سے آیا ہوں اور میرا آنا کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ یہ صاحب واپس ہوئے تو اسی دکان کی طرف سے گزرے۔ دکاندار نے ان پر نظر رکھی تھی فوراً بلایا اور پوچھا کہ یہ صاحب کون تھے انھوں نے کہا کہ یہ شیر بیشۂ سنت حضرت مولانا حشمت علی صاحب ہیں۔ دکاندار بولا بس مجھ کو یہی معلوم کرنا تھا۔

حضرت دوسرے روز دکان پر گئے۔ دکاندار جو عقیدتاً دیوبندی تھا اس نے پہلے حیلے بہانے کئے۔ پھر بولا آپ کا کیا نام ہے۔ فرمایا میرا نام محمد صدیق ہے۔ یہ نام حضرت مولانا شاہ ابو الوقت محمد ہدایت رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا تھا وہ بولا آپ کہاں رہتے ہیں۔ فرمایا پیلی بھیت میں رہتا ہوں۔ اب دکاندار حیران کہ کل اس شخص نے نام کچھ اور بتایا وطن لکھنؤ بتایا یہ نام کچھ اور بتا رہے ہیں۔ پھر بھی وہ الامداد رسالہ دینے سے انکار کرتا رہا۔ آپ نے فرمایا تمہاری منہ مانگی قیمت دوں گا تو دکاندار بولا کہ چھتیس روپے میں ملے گا۔ حضرت نے فوراً چھتیس روپے اسے دے رسالہ اپنے ہاتھ میں لے کر وہ کلمہ پڑھنے والا واقعہ دیکھا اور ۳۶ روپے کی رسید لے کر فرمایا سنو! میں ہی حشمت علی ہوں۔ دیوبندیوں نے میری کتابیں چوری کی ہیں سب میں نے دوبارہ جمع کی ہیں۔ صرف یہ رسالہ باقی تھا جس کو خریدنے دہلی آیا تھا اور بفضلہ تعالیٰ یہ مل گیا۔ اب تمہارے پیشوا تھانوی جی کا اس رسالہ سے رد کروں گا یہ فرما کر چل دیئے۔ پھر حضرات اولیائے کرام کے آستانۂ مقدسہ کی زیارت کر کے خیر و عافیت کے ساتھ گھر واپس آئے۔

ایک عیسائی سے مناظرہ

بریلی شریف میں ایک عیسائی پادری نے مناظرہ کا چیلنج دیا۔ حضرت بریلی شریف تشریف لائے۔ اور اس پادری سے چرچ میں جاکر مناظرہ کیا۔ اور عیسائیوں کے عقیدۂ تثلیث کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے۔ اسلام کی حقانیت کو ظاہر فرمایا۔

چندوسی کا فیصلہ کن مناظرہ

۱۷، ۱۸ رجب المرجب سنہ ۱۳۵۰ھ کو چندوسی میں حضرت شیر بیشۂ سنت کے بیانات مقرر ہوئے۔ اشتہارات شائع ہوئے مقررہ تاریخوں میں چندوسی میں عظیم الشان اجلاس ہوئے۔ ان بیانات کے دوران منظور سنبھلی، اسمٰعیل سنبھلی، ابو الوفا شاہجہانپوری و مرتضیٰ حسن در بھنگی نے ۱۸ رجب سنہ ۱۳۵۰ھ کی شام میں ایک سوال بھیج کر دیوبندی عقائد دریافت کئے۔ حضرت نے تھانوی کی حفظ الایمان، خلیل احمد انبیٹھی کی براہین قاطعہ گنگوہی کے فوٹو فتوی اور نانوتوی کے تحذیر الناس سے عبارات کفریہ قطعیہ لکھ کر اور ان پر احکام شرعیہ لکھ کر جواب دے دیا۔ ۱۹ رجب کو عصر بعد حضرت کے پاس دیوبندیوں کی حسب ذیل تحریر آئی۔

چیلنج مناظرہ بنام مولوی حشمت علی

مکرمی! السلام علیکم - آج آپ نے ایک فتوے میں جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔ دیوبندی عقیدہ رکھنے والوں اور ان کے ہم جلیسوں کو کافر و بد مذہب قرار دیا ہے ہم آپ کے اس فعل کو بنظر حقارت دیکھتے ہیں اور آپ کو الٹی میٹم دیتے ہیں کہ آپ اپنے دعوے کو عوام کے روبرو ثابت کریں ہم اپنی طرف سے مندرجہ ذیل شرائط پیش کرتے ہیں (۱) حفظ امن کا ہر فریق خود ذمہ دار ہوگا۔ (۲) خرچہ کا ہر فریق بذات خود ذمہ دار ہوگا۔ براہ کرم تاریخ و وقت مقرر فرمائیے ہماری جانب سے مندرجہ حضرات میں سے کوئی صاحب مناظرہ کریں گے۔ حضرت مولانا عبد الشکور صاحب کاکوروی۔ حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب در بھنگی۔ حضرت مولانا ابو الوفا صاحب، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری، حضرت مولانا مبارک حسین صاحب ان میں سے جو وقت پر موجود ہوں فقط

حکیم اقبال احمد عفرلہ ۲۹ نومبر سنہ ۱۹۳۱ء

چونکہ حکیم صاحب خود مناظر نہ تھے لہذا حضرت نے حافظ نثار حسین صاحب سے فوراً یہ جواب لکھوا کر بھیج دیا۔

جناب حکیم اقبال احمد صاحب بعد ما ہو المسنون

جناب کا چیلنج مناظرہ وصول ہوا۔ مولوی قاسم نانوتوی۔ مولوی رشید گنگوہی، مولوی اشرفعلی تھانوی کے ان اقوال کفریہ کو جو مولٰنا حشمت علی صاحب نے اپنے فتوے میں تحریر فرمائے ہیں جناب نے ان کو مبحث قرار دیا ہے لہذا ہم کو یہ مبحث منظور ہے۔ آپ کی شرط ۱ اور ۲ بھی منظور ہے آپ کی طرف سے جناب عبد الشکور کاکوروی یا مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی، یا مولوی ابو الوفا شاہجہانپوری یا مولوی، ثناء اللہ امرتسری مناظر ہونگے۔ اگر مولوی مبارک حسین یا اور کوئی صاحب ان تینوں حضرات کے علاوہ بحیثیت مناظر پیش کئے گئے تو ہمیں بھی ان کے مقابلہ میں کسی اور کو مناظر منتخب کرنے کا اختیار ہوگا۔ اگر جناب نے پہلو تہی کی یا پولیس سے مناظرہ بند کرایا تو ہمارے تمام اخراجات آپ کو ہی ادا کرنا ہوں گے۔ بعونہٖ تعالیٰ و بعون رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم شعبان کی پہلی جمعرات سنہ ۱۳۵۰ھ صبح ۹ بجے سے ایک بجے دن تک اس مناظرہ کے لئے مقرر کیا جاتا ہے اگر تاریخ معینہ پر آپ کے مناظر نہ آئے تو دیوبندیوں کو شکست ہوگی۔ اور ہم تمام حرجہ خرچہ کے مستحق ہوں گے۔ (حافظ) نثار احمد

یہ جواب بھیجنے کے بعد ماہ شعبان کا چاند ہونے پر تاریخ و دن کا اعلان بذریعہ اشتہار کیا گیا کہ یہ مناظرہ ۶ شعبان سنہ ۱۳۵۰ھ بروز پنجشنبہ مطابق ۷ دسمبر سنہ ۱۹۳۱ء صبح سے شروع ہوگا۔ اور چونکہ یہ فیصلہ کن مناظرہ ہے لہذا اس کی انتہا فریقین کے ایک مناظر کا عاجز ہونا ہے۔ اور چونکہ ہم مدعو ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں لہذا جلسہ گاہ کا انتظام وغیرہ حکیم اقبال احمد صاحب کے ذمہ ہونا چاہیئے تھا لیکن اب تک حکیم صاحب نے ہم کو مقام مناظرہ کی اطلاع نہیں دی لہذا ہم جمعرات کی صبح ۹ بجے اپنے علماء کرام کو لیکر جامع مسجد چندوسی میں پہنچیں گے۔ اور حکیم صاحب

کی تحریری اطلاع کا انتظار کریں گے۔ حکیم صاحب کو چاہیئے کہ جہاں وہ مناظرہ کرانا چاہیں جامع مسجد میں باقاعدہ اپنی دستخطی تحریر دیکر ہم کو بلالیں یہ اشتہار حسب ذیل عنوان سے شائع ہوا۔

چندوسی میں سنیت اور وہابیت کے اختلافات کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ

عظیم الشان فیصلہ کن مناظرہ کا اعلان

حافظ نثار حسین صاحب کے نام سے یہ اشتہار شائع ہوا۔ اشتہار کا شائع ہونا تھا کہ وہابیوں دیوبندیوں میں مردنی چھا گئی اور ایسا سناٹا چھایا کہ ۶ر شعبان جمعرات کو حضرت شیر بیشۂ سنت اور حضرات علمائے اہلسنت اور عوام وخواص جامع مسجد چندوسی میں جمع تھے۔ حکیم صاحب نہ خود آئے نہ اپنی تحریر کسی جگہ بلانے کے لئے بھیجی اور نہ ہی اپنے مناظرین کو لے کر آئے انتظار کرکے دس بجے سے علمائے اہلسنت کے بیانات شروع ہوئے۔ دیوبندیوں کے کفریات ان کی کتابیں دکھا دکھا کر بیان کئے گئے۔ اعلان پر اعلان کیا گیا کہ دیوبندی مناظر جہاں ہوں یہاں آئیں یا اپنی تحریر بھیج کر ہمیں بلائیں۔ ایک بجے دن میں صلاۃ وسلام ودعا پر یہ اجلاس بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا اور اہلسنت کی روشن فتح مبین اور وہابیہ دیوبندیہ کی شکست مبین کا اعلان ہوا۔ پھر ظہر کی اذان ہوئی جماعت کے ساتھ نماز ادا کرکے حضرات علمائے اہلسنت جامع مسجد سے قیام گاہ پر آئے۔ یہ تھا حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ کا رعب حق کہ بڑے بڑے دیوبندی مولوی ان کے آگے جان چراتے تھے جس کو خود رجز بیان کیا ہے۔

سگ ہوں میں عبید رضوی غوث ورضا کا
آگے سے مرے بھاگتے ہیں شیر ببر بھی

اور یہ ہے حضرت کی حقانیت وصداقت ہمت وجرأت کہ کبھی چھوٹے بڑے کسی

دیوبندی کے مقابلہ میں کسی قسم کا عذر وبہانہ نہ کیا ہمیشہ احقاق حق وابطال باطل کے لئے آمادہ وتیار رہے بلکہ بجرأت واعظین ومبلغین اہلسنت کو فرمادیا تھا کہ بلاخوف ردّ وہابیہ دیوبندیہ کیا کرو اور جہاں کوئی وہابی دیوبندی مناظرہ کو تیار ہو تو کفریات وہابیہ دیوبندیہ پر مناظرہ طے کرو۔ اور کم از کم پندرہ دن بعد کی تاریخ مقرر کرکے مجھے اطلاع دو انشاء اللہ تعالیٰ وقت پر اپنے خرچ سے آؤں گا۔ آہ! آج ہم اہلسنت ایسے مبلغ ومناظر سنیت کو کہاں پائیں۔

فحسبنا ربنا و نعم الوکیل

رنگون کا دوسرا سفر

رنگون ومانڈلے وکلکتہ میں وہابیوں دیوبندیوں کو جو ذلت وخواری شکست پر شکست نصیب ہوئی اور اپنی آنکھوں انھوں نے اپنے مولویوں کا عاجز ہونا فرار ہونا دیکھا اس کے ماتم ونوحہ میں کچھ دن تو سر نگوں رہے جب ہوش وحواس درست ہوئے تو وہی پرانی شرارت اختیار کی یعنی وہی وہابیت دیوبندیت کی تبلیغ واشاعت اور مذہب اہلسنت پر بے جا ناروا حملے کرنے لگے۔ وہاں کے احباب اہلسنت نے پھر حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عریضہ حاضر کیا اور رنگون تشریف لانے کی دعوت پیش کی۔ حضرت نے ان کی دعوت منظور کی اور جانے کی تیاری شروع فرمائی تو مجھے لاہور خط لکھا کہ جلد آؤ تمہاری دستار بندی کے انعام میں تم کو رنگون کی سیر کرادیں (اسی سال دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں میری دستار بندی ہوئی تھی) میں لاہور سے آیا اور حضرت نے میرے علاوہ مولانا محمد طیب صاحب داناپوری کو بھی ساتھ لیا ۲۵ شعبان کو رنگون پہنچے۔ رنگون بندرگاہ پر شاندار استقبال ہوا اور بندرگاہ سے قیام گاہ تک شاندار جلوس نکالا گیا۔ جناب سیٹھ ہاشم محمد بھروچہ کے مکان پر مغل اسٹریٹ میں قیام ہوا اس روز آرام فرمایا۔ پھر ۲۶، ۲۷، ۲۸ر شعبان کو تین روز مسلسل بیانات ہوئے۔

رمضان المبارک کی چاند رات سے کلابستی انجمن رنگون کی مسجد میں میں نے تراویح میں قرآن شریف سنانا شروع کیا۔ میں قرآن شریف سناتا اور حضرت روزانہ تراویح میں سناتے ہوئے قرآن پاک کی تفسیر بیان فرماتے۔ سنی بھائی ذوق و شوق سے سیکڑوں کی تعداد میں شریک ہوتے اور اپنے قلوب کو حضرت کے بیانات سے منور و مجلی کرتے ایک عجیب و غریب ذوق کا عالم تھا۔ سنی مسلمانوں میں دیوانگی کی کیفیت تھی۔ ۲۷ ویں شب میں میں نے تراویح میں قرآن پاک ختم کیا اور حضرت نے تفسیر قرآن کو مکمل فرمایا

رنگون میں نماز عید الفطر

رنگون کی عیدگاہ میں دیوبندی قابض تھے۔ سنہ ۱۳۴۹ھ میں حضرت کے بیانات سے سنی مسلمان جب دیوبندیوں کے عقائد کفریہ سے واقف ہوئے تو کوشش کی کہ عیدگاہ میں سنی امام رکھا جائے۔ سنیوں نے دیوبندیوں کو تھانوی جی کا فتویٰ دکھایا کہ یہ دیکھو مولوی اشرف علی تھانوی مجالس الحکمت میں لکھتے ہیں کہ مولنا احمد رضا خان صاحب کے ماننے والوں کے پیچھے ہماری نماز ہو جائے گی اگرچہ وہ ہم کو کافر کہتے ہوں۔ لہٰذا کسی سنی کو امام مقرر کریں کہ اس کے پیچھے سنیوں اور دیوبندیوں دونوں کی نمازیں ہو جائیں گی۔ دیوبندیوں نے ضد کی اور نہ مانے تو مجبور ہو کر سنیوں نے اپنی عید کی نماز کے لئے رانی باغ میں انتظام کیا اور اعلان ہوا چنانچہ سنہ ۱۳۴۹ھ کی نماز عید الفطر اور نماز عید اضحیٰ رانی باغ میں بڑی کثیر جماعت کے ساتھ ادا کی گئی اب سنہ ۱۳۵۰ھ کی عید الفطر آنے والی تھی اور حضرت شیر بیشۂ سنت رنگون ہی میں تشریف فرما تھے لہٰذا جمعیت اہلسنت رنگون کی طرف سے اعلان ہوا کہ رانی باغ متصل گلی ۵۰ میں حضرت شیر بیشۂ سنت ناصر الاسلام والمسلمین نماز عید کی امامت فرمائیں گے۔ یہ پر مسرت خبر سن کر سنیوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ رانی باغ میں سنی مسلمانوں کی عظیم جماعت وقت سے پہلے جمع ہو گئی اور حضرت شیر بیشۂ سنت کی اقتداء میں اسی ہزار سنی مسلمانوں نے عید کی نماز ادا کی۔ ادھر وہابیوں دیوبندیوں

کی قلت ان کی عیدگاہ میں معلوم ہو گئی۔ فالحمد للہ

دیوبندیوں کی طرف سے مناظرہ کا شور

رنگون میں مناظرین دیوبندیہ کی آمد

عید کے بعد دیوبندیوں نے شور مچایا کہ ہم مناظرہ کو تیار ہیں۔ ہمارے مناظرین منظور سنبھلی، مولوی اسمٰعیل و مولوی ابوالوفا آرہے ہیں۔ عید کی نماز میں اہلسنت و جماعت کی کثرت اور دیوبندیوں کی قلت ظاہر ہو گئی تھی۔ حضرت شیر بیشۂ سنت کا ایک ماہ قیام روزانہ تفسیر قرآن پاک کا نورانی سلسلہ جان وہابیت پر قیامت ثابت ہوا تھا لہٰذا خفت و شرمندگی مٹانے کے لئے پھر ایک بار مناظرہ کا شور مچایا تو رنگون کے چند ذمہ دار سنی مسلمانوں نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں درخواست کی کہ دیوبندی وہابی ٹولی اور اہلسنت و جماعت دونوں فریق حفظ امن کی ذمہ داری اور مناظرہ کے انتظام میں برابر کے شریک رہ کر حضرت مولنا حشمت علی صاحب لکھنوی اور مولوی ابراہیم صاحب راندیری کے درمیان حفظ الایمان، براہین قاطعہ، تحذیر الناس کی کفری عبارتوں پر مناظرہ کرا دیں جن کی وجہ سے مسلمانوں میں فتنے و فسادات ہوئے یہ اشتہار ۱۸ شوال سنہ ۱۳۵۰ھ جمعہ کو شائع ہوا۔

حضرت شیر بیشۂ سنت کا جواب

۱۹ شوال سنہ ۱۳۵۰ھ بروز شنبہ کو حضرت شیر بیشۂ سنت کا جواب شائع ہوا

۷۸۶/۹۲ مکرمان و محترمان برادران اہلسنت سلمکم اللہ تعالیٰ السلام علیکم

فقیر غفرلہ القدیر بعونہ تعالیٰ و بعون رسولہ علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام و بعون غوث الوریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولوی ابراہیم صاحب راندیری سے مجمع عام میں حفظ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس و فوٹو فتوائے گنگوہی کی ان عبارتوں پر جن میں حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی توہین اور اللہ کی تنقیص و ضروریاتِ دین کا انکار ہے۔ تہذیب و شائستگی کے ساتھ فیصلہ کن مناظرہ کے لئے بالکل آمادہ و تیار رہے میں مشتہرین کے دردِ ملی اور جذبۂ دینی کی قدر کرتے ہوئے ان کی شرط منظور کرتا ہوں کہ اگر میں خاموش رہوں اور کوئی دوسرا میری طرف سے بغیر میرے تحریری وکالت نامہ کے مولوی ابراہیم صاحب سے مناظرہ کے لئے میدان میں آجائے تو برادران اسلام میرا فرار تصور فرمائیں اور اگر مولوی ابراہیم صاحب راندیری خاموش رہیں اور ان کی طرف سے کوئی دوسرا بغیر ان کے تحریری وکالت نامہ کے میرے مقابلے میں میدان میں آجائے تو سب مسلمان بھائی مولوی محمد ابراہیم راندیری صاحب کا فرار سمجھیں۔ اگر فقیر کو بحمدہٖ تعالیٰ مناظرہ کی ضرورت نہ تھی۔ اس لئے کہ ۹ جمادی الآخر ۱۳۴۲ھ بروز شنبہ کو مدرسہ محمدیہ مورابھاگل، راندیر ضلع سورت میں مولوی ابراہیم صاحب کے بھائی مولوی محمد حسین راندیری سے ان تمام عبارتوں پر فقیر کا مناظرہ ہو چکا ہے۔ دورانِ مناظرہ فقیر کی طرف سے بائیس ۲۲ سوالات قاہرہ مولوی محمد حسین صاحب پر ہوئے مناظرہ میں مولوی محمد ابراہیم صاحب خود موجود تھے۔ ان کے علاوہ بھی دس بارہ دیوبندی مولوی صاحبان موجود تھے مگر سب مل کر بھی فقیر کے سوالات کے جوابات نہ دے سکے پھر رسالہ مبارکہ راندیر میں سنیوں کی فتح عجیب میں وہ سوالات شائع کر دئے گئے۔ اور راندیر کے سب دیوبندی مولوی صاحبان کی خدمت میں یہ رسالہ پہنچا دیا گیا جس کو اب چھ (۶) برس گزر گئے۔ اب تک ان سوالوں میں کسی ایک کا جواب فقیر کو نہیں ملا۔ فقیر کو یہ حق تھا کہ جدید مناظرہ سے پیشتر اپنے ان سوالوں کے جوابات کا مطالبہ کرتا۔ لیکن چونکہ مشتہرین کا مقصود سرزمین رنگون سے ان اختلافات کو مٹانا ہے لہذا ان کی اس نیت کا احترام کرتے ہوئے فقیر بعونہٖ تعالیٰ مناظرہ کی منظوری کی یہ تحریر اپنے سنی بھائیوں کے حوالے کرتا ہے۔ ہاں چونکہ فقیر کو رنگون آئے ہوئے پونے دو مہینے ہو چکے ہیں اور اب ان شاء اللہ تعالیٰ بخیریت وطن واپسی کا عزم ہے لہذا تین روز کے اندر مولوی ابراہیم صاحب راندیری کی تحریری منظوری مناظرہ فقیر کو مل جانا چاہیئے۔

اتنا اور بڑھا دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ اگر مولوی ابراہیم صاحب راندیری خود مناظرہ فرمانا نہ چاہیں اور ہندوستان سے مولوی عبدالشکور کاکوروی یا مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی یا مولوی شبیر احمد دیوبندی یا مولوی انور شاہ کشمیری کو بلا کر انھیں اپنا وکیل بنا کر پیش کرنا چاہیں تو اس کی بھی اطلاع تین روز کے اندر اپنے دستخط سے فقیر کو بھیج دیں یا اپنے نام سے شائع فرما دیں تاکہ فقیر کو بے کار انتظار نہ کرنا پڑے والصلاۃ والسلام علی سید الانام وعلی آلہ الکرام وصحبہ العظام وابنہ الکرام وجمیع امتہ الی یوم القیام وآخر دعوانا ان الحمد للہ الملک العلام سگِ بارگاہ نبوی، بندۂ سرکار قادری گدائے کوئے رضوی فقیر ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خان قادری رضوی لکھنوی غفرلہ ربہ القوی

۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ بروز شنبہ

اس خط کو ہاشم محمد بھروچہ صاحب اور چند سنیوں نے چھپوا کر شائع کیا مگر دیوبندیوں نے جواب دینے کے بجائے اندر اندر کچھ اور کوشش کی ادھر اہلسنت وجماعت نے انتظار کر کے حفظ امن و انتظامات مناظرہ کا ذمہ لے کر رائس مل نمبر ۲ ڈالا پار رنگون ۲۷ شوال ۱۳۵۵ھ مطابق ۹ مارچ ۱۹۳۷ء روز یکشنبہ بوقت ۲ بجے دن بعد نماز ظہر مناظرہ مقرر کر دیا اور ساتھ ہی یہ بھی اعلان کر دیا کہ اگر دیوبندیوں کو یہ جگہ منظور نہ ہو تو وہ اپنے اہتمام سے کوئی جگہ مقرر کر کے انتظامات مناظرہ و حفظ امن کا ذمہ لے کر ہم کو بلالیں ہم حضرت شیر بیشۂ سنت مدظلہم العالی کو لے کر وہاں پہنچنے کے لئے تیار ہیں۔

سنیوں کا یہ اشتہار شائع ہونا تھا کہ وہابیوں دیوبندیوں نے پرانی کارروائی کی جیسے کہ مالیگاؤں میں ۲۶ جھوٹی درخواستیں پیش کر دیں اور مانڈلے میں خود بلا کر پھر یا پولیس المدد کا نعرہ لگایا اس موقع پر بھی نہ جانے کتنی درخواستیں دیں اور کیا کیا کارروائی کی کہ مناظرہ مقرر ہوتے ہی دیوبندی کوشش کارگر ہوئی اور حضرت شیر بیشۂ سنت پر دفعہ ۱۲۹ نافذ ہوگئی اور عام مجمع میں تقریر کی ممانعت ہوگئی تو

۲۷ شوال المکرم ۱۳۵۰ھ روز شنبہ کو اپنا وکالت نامۂ مناظرہ حضرت نے مجھ کو تحریر فرما کر دیا اور دفعہ ۱۲۹ کی وجہ سے اپنی شرکت کی مجبوری تحریر فرمائی۔ تمام کتب وہابیہ دیوبندیہ مجھ کو دے کر مقام مناظرہ پر بھیجا کہ وہابیہ نے اس دفعہ کا سہارا لے کر حضرت شیر بیشۂ سنت سے مناظرہ کے لئے کچھ دنوں کو جان بچائی مگر ہوسکتا ہے کہ آج مقام مناظرہ پر پہنچ کر وہ اپنی جھوٹی فتح کا اعلان کر دیں۔

میں دالش مل مل ڈلا پار نماز ظہر سے پہلے ہی پہنچ گیا۔ بعد نماز ظہر کئی سو سنی مسلمان وہاں جمع ہوئے۔ کوئی وہابی دیوبندی نہ آیا۔ عصر کی نماز تک میں نے وہاں کفریات وہابیہ دیوبندیہ پر تقریر کی اور صلاۃ و سلام دعا پر اجلاس ختم ہوا۔ پھر نماز عصر اسی مقام پر ادا کی گئی۔ ہم لوگ قیام گاہ پر واپس آئے۔ اور حضرت کو تمام حالات بتائے کامیابی و فتح کی خبر دی۔ حضرت نے دعاؤں سے نوازا اور سجدۂ شکر ادا فرمایا حالانکہ دیوبندی پیشوا رنگون میں آچکا تھا اور اس کے حوالی موالی بھی موجود تھے لیکن کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ میدان مناظرہ میں آتا وہ تو جھوٹی درخواستیں دے کر اور دفعہ لگوا کر یہ سمجھ بیٹھے کہ دیوبندی جیت گئے۔

ولاحول ولاقوۃ الاباللہ

مسلمانان اہلسنت رنگون اس دفعہ کی منسوخی کی کوشش کرتے رہے اور اس دوران بھی بڑے بڑے مکانوں میں حضرت کے بیانات کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ دفعہ کا نفاذ ختم ہوا اور اب پھر علی الاعلان حضرت کے بیانات شروع ہوئے۔ روزانہ بھٹکے ہوئے عوام توبہ کرکے مجمع عام میں سُنی ہونے لگے۔ اور اس دفعہ کا نفاذ وہابیوں کے لئے مضر ثابت ہوا۔ مولیٰ عز و جل نے حق کو غلبۂ قاہرہ عطا فرمایا۔ فالحمد للہ

نماز عید اضحیٰ

۱۰ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۶۱ھ روز یکشنبہ مطابق ۲۷ اپریل ۱۹۴۲ء کو رانی باغ گلی میں حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نماز عید اضحیٰ کی امامت و

خطابت فرمائی۔ اہلسنت و جماعت کی اکثریت اور وہابیہ دیوبندیہ کی قلت واضح و آشکارا ہو گئی۔

ماہ محرم شریف اور حضرت کے بیانات

مسلمانان اہلسنت رنگون نے حضرت کو مجبور کرکے روکا اور محرم شریف کی چاند رات سے زیر بادی مسجد میں بعد نماز عشاء حضرت کے بیانات کا آغاز ہوا۔ بہت ہی امن و سکون سے بیانات ہو رہے تھے اور سنی مستفید و مستفیض ہو رہے تھے۔ وہابیوں دیوبندیوں سے یہ تبلیغ و اشاعت سنیت نہ دیکھی گئی۔ ۷ محرم کو سازش کرکے چند آدمیوں کو مسجد میں فساد کے لئے بھیجا گیا۔ جنھوں نے مسجد میں زبردستی فساد کیا مسجد کے پر امن مجمع میں لکڑی چلائی۔ پتھر پھینکے اور سوڈے کی بوتلیں پھینکیں۔ سنی احترام مسجد کے احترام میں خاموش رہے اور اسی وجہ سے کچھ سنیوں کو چوٹیں بھی آئیں لیکن آخر کب تک؟ سنیوں نے جواب دیا تو فسادیوں کی مرمت کرکے مسجد سے نکال باہر کیا۔ بیان جاری رہا اور صلاۃ و سلام پر اختتام ہوا۔ دوسرے روز حضرت کے حکم سے میں نے بیان کیا حضرت تشریف فرما رہے۔ اس کے دوسرے روز سے پھر حضرت کے ہی بیانات ہوتے رہے۔

رنگون میں حضرت پر چار مقدمات

دیوبندیوں نے حضرت اور چار سنیوں پر چار مقدمات دائر کئے جو ایک سال کے قریب چلے لیکن یہ مدت رنگون کے دیوبندیوں کے لئے مصیبت کا پہاڑ بن گئی کہ حضرت کے ایمان افروز باطل سوز بیانات کا سلسلہ جاری رہا۔ دیوبندی اب خارج البلد ہونے کی درخواست بھی نہیں کرسکتے تھے اور حضرت کے بیانات پر پابندی بھی نہیں لگا سکتے تھے۔ مقدمات چلتے رہے یہاں تک کہ ۱۲ جون ۱۹۴۲ء کو مقدمات کا فیصلہ ہوا اور حضرت کو ہی کامیابی و کامرانی حاصل ہوئی۔

اس فیصلہ کی نقل دیوبندیوں کے جاہل مولوی یونس بھیروی نے بڑی عیاری

دمکاری سے اپنے رسالہ آئینہ باطل نما میں پیش کی۔ چونکہ کئی جگہ کے دیوبندیوں غیر مقلدوں نے بجھیروی آئینہ کو معتبر مانا ہے لہذا اسی سے اقتباس پیش کرتا ہوں وھو ھذا۔

۱۲ رجون ۱۹۳۲ء کو مذکور الصدر مقدمہ کا فیصلہ سنایا اس کا اقتباس حسب ذیل ہے۔ سنی بھائی یاد رکھیں کہ دیوبندیوں نے اس فیصلہ کی پوری نقل نہیں پیش کی بلکہ اقتباس کیا اقتباس لکھا۔ تو اقتباس کی کیا ضرورت تھی۔ پورے فیصلہ میں کیا چیزیں تھیں جو وہابی دیوبندی بجھیروی کے لئے نقصان دہ اور مکفر تھیں جن کو بجھیروی نے حذف کیا اب حذف شدہ دیوبندی اقتباس ملاحظہ ہو۔

(۱) ملزم (مولانا حشمت علی) نے اپنے مضمون کی حدود سے تجاوز کر کے دیوبندی سورتیوں اور ان لوگوں کے خلاف جو سورتی جامع مسجد میں معمولاً نماز پڑھتے ہیں اس نیت سے کلمات توہین ادا کئے کہ وہ لوگ مشتعل ہو کر بلوہ کریں۔

(۲) ملزم کے ذہن میں کچھ لوگوں کے خلاف دبا ہوا جذبہ موجود ہے

(۳) "ملزم سخت جوشیلا مذہبی شخص ہے جو اپنے مذہبی عقائد کے لئے سب کچھ کر سکتا ہے"

دیوبندیوں کے نقل کردہ اقتباس سے یہ اقتباس کہ ہر ہوش مند غور کر سکتا ہے کہ بلوہ کی کوئی وجہ قرار پا سکتی ہیں جبکہ وہ نیت اور مذہبی جذبہ پر حکم ہو رہا ہے۔ اور نیت و ذہن کی رپورٹ سی، آئی، ڈی کیا کسی بھی خفیہ محکمہ والے نہیں دے سکتے۔

رہا یہ تو یہ حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حق پسندی و حق گوئی اور مذہبی تصلب کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔ ہاں وہ یقیناً سخت تھے۔ اپنے دین میں متصلب تھے۔ وہ ضرور مذہبی جوشیلے تھے۔ ہاں ہاں! بے شک وہ اپنے مذہب کے لئے سب کچھ کر سکتے تھے وہ اپنے مذہب کے لئے ہر قربانی دے سکتے تھے۔ یہ جذبہ تو قدر کے لائق ہے۔ خدا تعالیٰ ہم سب سنیوں کو یہ جذبہ عطا فرمائے (آمین) مسلمان حضرت شیر بیشۂ سنت کی عظمت اور رفعت اور بلندی پہچانیں کہ کیسی

بلند مرتبہ ہستی تھی۔ فالحمد للہ۔ اس فیصلہ کے بعد چند اور اجلاس ہوئے اس کے بعد حضرت کامیابی و کامرانی فتح و نصرت کے ساتھ رنگون سے ہندوستان تشریف لائے۔

والد ماجد کا انتقال

اسی طویل ترین سفر کے دوران لکھنؤ میں حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انتقال فرمایا۔ رنگون میں حضرت کو خبر ملی تو شدید ترین صدمہ ہوا۔ جناب سیٹھ محمد ہارون میمن صاحب الصاف نے یہ قطعہ تاریخ لکھا۔

نواب علی خان جنھیں کہتا ہے زمانہ
تھے مرد خدا صاحب دل صاحب ایمان

الصاف سنا دو یہ نوید سن رحلت
فردوس میں ہیں آج وہ نواب علی خان

اور اسی سال ۱۳۵۱ھ کے جمادی الآخریٰ میں حضرت کے بڑے فرزند کی ولادت ہوئی میں نے اصلی نام محمد رکھا اور حضرت نے تاریخی نام مختار علی رنگون سے لکھ کر بھیجا اور وہی نام رکھا گیا یہ نام کئی برس کے بعد بدل کر مشاہد رضا رکھا گیا۔ خدا تعالیٰ ان کو سلامت رکھے اور حضرت کا سچا جانشین بنائے۔ (آمین)

بریلی میں منظور و یاسین خام سرائی سے مناظرہ

رنگون کے دوسرے سفر کے تمام و کمال واقعات کتاب صاعقۂ رنگون بر بندگان شیطان ملعون میں ملیں گے۔ حضرت شیر بیشۂ سنت جب رنگون میں تھے اور دیوبندیوں وہابیوں نے ان پر چار مقدمات چلا رکھے تھے اور سارے دیوبندی اس سے خوب واقف تھے کہ حضرت ان مقدمات کی وجہ سے یہاں آ نہیں سکتے۔ اسی دور میں بریلی کے وہابی دیوبندی سب نے مل کر بریلی میں اشتہار شائع کیا کہ جن شرائط اور مبحث پر سنبھل میں مناظرہ ہوا تھا انھیں شرائط اور مبحث پر بریلی میں مناظرہ کرا دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ اس

اس وقت حضرت شیر بیشۂ سنت کی بریلی شریف آمد شوار تھی۔ جب حضرت بفتح و فیروزی رنگون سے تشریف لائے اور بریلی شریف حاضر ہوئے تو اتفاق سے دیوبندی بیشۂ کے مناظر منظور سنبھلی بھی بریلی پدھارے۔ جناب مرزا رفیق بیگ صاحب نے فوراً ایک اشتہار شائع کیا کہ اس وقت تم حضرت شیر بیشۂ سُنّت کو چیلنج دینے کے لئے مرتے تھے اب وہ تشریف لے آئے اگر واقعی تم میں جرأت و مردانگی ہے تو اب چیلنج دیکر مناظرہ کرالو اسی دوران جماعت ماہیگران کے چند افراد نے جو دیوبندی ہو گئے ہیں۔ فتنہ و فساد پھیلا رکھا تھا۔ ماہیگران اہلسنت نے یہ موقع غنیمت سمجھا اور سرائے قلعہ میں بروز دوشنبہ مبارکہ ۱۶ رجب المرجب ۱۳۵۲؁ھ بعد نماز عشاء جلسہ منعقد کیا

اور علمائے اہلسنت خصوصاً حضرت شیر بیشۂ سنت کو مدعو کیا۔ نیز اپنی برادری کے دیوبندی لوگوں کو بھی مخلصانہ دعوت دی کہ وہ اس موقع کو غنیمت سمجھیں اور اپنے دیوبندی مولویوں کو لیکر جلسہ گاہ میں آئیں ان کے حفظ و امان کی ذمہ داری بھی لی۔ اور ان کی نشست گاہ کا باقاعدہ انتظام بھی کر دیا۔

۵ بجے شام میں دیوبندیوں کا ایک اشتہار شائع ہوا کہ مولٰنا حشمت علی صاحب خود اپنی تحریر بھیجیں تو مناظرہ ہوگا۔ اور یہ کہ سنبھلی صاحب جانے والے ہیں چھ بجے سے پہلے جواب آجائے ان کی یہ ضد بھی پوری کی گئی اور حضرت شیر بیشۂ سنت نے ساڑھے پانچ بجے اپنا دستخطی خط منظور سنبھلی کو بھیج دیا کہ آپ آیئے اپنے مددگاروں کو لے کر آیئے اور اپنے اکابر تھانوی گنگوہی انبیٹھی، نانوتوی کے کفریات اُٹھایئے جس کا جواب جلسہ میں سوا گیارہ بجے شب کو آیا خلاصہ یہ تھا کہ میں جاتا ہوں آپ انجمن اشاعتِ اسلام سے تاریخ مقام مناظرہ طے کرلیں اور جماعت رضائے مصطفےٰ وانجمن اشاعت اسلام دونوں آدمیوں کو اپنا نمائندہ بنائیں جو ضلع مجسٹریٹ سے اجازت مناظرہ حاصل کریں اس کے بعد تاریخ وغیرہ مقرر ہو۔ اس کا جواب فوراً حضرت

شیر بیشۂ سنت نے یہ بھیجا کہ میری آپ کی گفتگو جاری ہے ایسی حالت میں آپ کا روانہ ہو جانا اور جماعت وانجمن پر تاریخ و مقام مناظرہ کو موقوف کرنا اور ضلع مجسٹریٹ کی اجازت پر مناظرہ رکھنا آپ کا کھلا ہوا فرار ہے اگر آپ میں کچھ بھی جرأت و حیا ہے تو ابھی اسی وقت اسی جلسہ میں آجائیں۔ شرائط مناظرہ طے کر کے مناظرہ ہو جائے۔ جس وقت یہ خط سنبھلی کو پہنچا۔ وہابیوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ دیوبندیوں کے پیٹوں میں چوہے دوڑنے لگے۔ سنبھلی صاحب کا چہرہ فق تھا۔ حواس باختہ تھے۔ منہ سوکھ گیا تھا۔ کہہ رہے تھے میں ٹھہر نہیں سکتا۔ صبح ۶ بجے چلا جاؤں گا۔ کانپتے لرزتے ہاتھوں سے بمشکل وصولی کی رسید دی۔ یہ ہے دیوبندی مدعیان مناظرہ کی تعلیوں کی حقیقت کہ جب حضرت رنگون میں تبلیغ حق فرما رہے تھے اور وہابیوں دیوبندیوں نے آپ پر مقدمات بھی چلا رکھے تھے جن میں آپ کی حاضری اور پیروی ضروری تھی اس وقت دیوبندی مناظر آپ کو بریلی میں مناظرہ کا چیلنج دے رہے تھے اس وقت ایسے بہادر تھے کہ خود حکم کے تقرر کا جھگڑا اٹھا نہ ضلع مجسٹریٹ سے اجازت لینے کی ضرورت تھی مگر جب خصم سینے پر سوار ہو گیا تو ساری مردانگی غائب ہو گئی — واحد قہار جل جلالہٗ نے متکبر وہابی کو ذلیل کیا۔ وہابیوں کی تمام تعلیاں اور بڑائیاں خاک میں ملا دیں اور اپنے حبیب علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کے نام لیواؤں کو گستاخانِ بارگاہ رسالت پر روشن فتح و ظفر بخشی۔ حاضرین جلسہ نے اس فتح مبین پر حضرت کو مبارکباد دی اور اللہ اکبر و یا رسول اللہ کے فلک بوس نعروں سے اظہار مسرت کیا صلاۃ و سلام و دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔

آخری اتمامِ حجت

منظور صاحب تو فریفر فرار کی گردان کرتے ہوئے مفرور ہو گئے تو یاسین خام مرادی کو اپنے خط بھیجا کہ منظور تو گئے اور آپ کی مشکل کشائی نہ کر سکے نیز آپ کے جلسہ بھی ختم ہو گئے آپ کو بے فرصتی کا عذر بھی نہ رہا۔ لہذا اب ہم اہلسنت آپ کو پھر آخری

مرتبہ موقع دیتے ہیں آج بروز چہارشنبہ ۱۹ رجب ۱۳۵۳ھ محلہ قاضی ٹولہ متصل مکان خان بہادر جناب قاضی حافظ قطب الدین صاحب بعد عشاء جلسہ منعقد ہوگا جس میں حضرت علمائے اہلسنت بالخصوص حضرت شیر بیشۂ سنت مدظلہم العالی تقریر فرمائیں گے۔ بریلی میں فتنۂ دیوبندیت آپ ہی نے پھیلایا ہے اور اس کی ساری ذمہ داری آپ پر ہی عائد ہوتی ہے۔ خوب یاد رکھئے کہ اس معاملہ میں آپ کا کوئی بھی مولوی آپ کی مشکل کشائی نہیں کر سکتا لہذا دوسروں کے کندھوں پر بندوق رکھ کر چھوڑیئے آپ خود مرد میدان بنیئے۔ بریلی میں ہلدوانی کا منظر پھر دکھا دیجئے۔

آج جلسہ میں تشریف لا کر اکابر ملت دیوبندیہ تھانوی، گنگوہی، انبیٹھی، نانوتوی کا کفر وارتداد اٹھا دیجئے۔ کاغذی پردوں میں منہ مت چھپایئے۔ اپنے اکابر کے سنی مسلمان ہونے کا ثبوت دینے کے لئے میدان میں آ جائیے۔ اگر آپ نے بھی اس مبارک موقع سے فائدہ نہ اٹھایا اور رقعہ بازی سے کام لیا تو آپ کا عجز دیگر شائع کر دیا جائے گا اور انھیں واقعات سے مسلمانوں کو مستقبل رنگون مانڈلے، ادری کے مناظروں کی حقیقت نیز دیوبندیوں کی کذب بیانی کا اندازہ کرنے کا موقع ملے گا۔ الدعاۃ الی الحق۔

محمد حسین خان میلاد خان، قاضی نادر حسین، حافظ مشتاق علی، حمایت اللہ خان شہر کہنہ بریلی —— اس خط کا مضمون اشتہار میں بھی شائع ہوا۔ مگر خام سرائی صاحب کو نہ آنا تھا نہ آئے۔ اور دیوبندیوں کے عجز وفرار پر مہر لگا دی۔

ادری میں عظیم الشان مناظرہ

مندرجہ حالات سے کچھ پہلے ہی ادری ضلع اعظم گڑھ میں مناظرہ مقرر ہوا۔ جس میں وہابیہ کی جانب سے منظور صاحب سنبھلی اور اہلسنت کی طرف سے حضرت شیر بیشۂ سنت مناظر مقرر ہوئے اور تین روز یہ مناظرہ رہا۔ مئو اور پورے اعظم گڑھ ضلع کے تقریباً ڈیڑھ سو غیر مقلد دیوبندی مولوی جناب منظور کی پشت پناہی کر رہے تھے۔ پھر بھی منظور کا منہ سوکھ رہا تھا۔ چہرہ پیلا ہو رہا تھا۔

مجبور ہو کر تیسرے روز وہابیوں دیوبندیوں نے پولیس کو مشکل کشا بنا کر ان کے ذریعہ مناظرہ سے جان بچائی اور حکماً مناظرہ بند کرایا۔

اس مناظرہ کے دیکھنے والے ہزاروں زندہ موجود ہیں اور اس مناظرہ کی مکمل روداد بنام "مباحثۂ اہلسنت و وہابیہ" شائع ہے۔ مطالعہ کیجئے حضرت شیر بیشۂ سنت کے کتنے سوالات قاہرہ منظور صاحب پر سوار رہے اور آج تک لاجواب ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ لاجواب ہی رہیں گے۔

لاہور میں آخری قطعی فیصلہ کن مناظرہ

لاہور میں دیوبندیوں کے ذمہ داروں مولوی احمد علی شیرانوالی و منظور سنبھلی و اسمٰعیل سنبھلی و ابو الوفا شاہجہانپوری و ابو القاسم و عبد الحنان لاہوری و دیگر ذمہ داران دیوبندیہ کے ذریعہ طے پایا کہ ۱۵ ر شوال المکرم ۱۳۵۵ھ کو مسجد وزیر خان لاہور میں فیصلہ کن مناظرہ ہوگا اس مناظرہ میں دیوبندیوں کی طرف سے جناب مولوی اشرفعلی تھانوی اور اہلسنت کی جانب سے حجۃ الاسلام شیخ الانام حضور پر نور مولانا الحاج مفتی شاہ علامہ محمد حامد رضا خان صاحب قادری برکاتی نوری خلف اکبر حضور سیدنا اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود مناظر ہوں گے یا اپنے وکیل مناظر کو بھیجیں گے۔ انتظار کرتے کرتے ۱۵ ر شوال کی تاریخ آئی اور حضرت حجۃ الاسلام و حضرت صدر الشریعہ و حضرت صدر الافاضل و حضرت مفتی اعظم ہند (علیہم الرحمۃ والرضوان) اور بکثرت علمائے اہلسنت اور حضرت شیر بیشۂ سنت مسجد وزیر خان لاہور میں تشریف فرما تھے۔ عوام وخواص اہلسنت کا عظیم الشان مجمع تھا۔ مسجد اندر باہر حاضرین سے بھری ہوئی تھی۔ وہابی اسٹیج پر دوسرے مولوی موجود تھے۔ مگر تھانوی جی میدان مناظرہ تو کیا لاہور میں بھی موجود نہیں تھے مسجد میں ہی علما و اعیان کے سامنے حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وکالت نامہ تحریر فرمایا۔

"اس مناظرہ کے لئے میں مولانا ابو الفتح محمد حشمت علی خان صاحب

کو اپنا وکیل مناظرہ مقرر کرتا ہوں ان کا قبول و عدول میرا قبول و عدول ہوگا ان کا اقرار میرا اقرار ہوگا ان کا انکار میرا انکار ہوگا

فقط فقیر محمد حامد رضا قادری غفرلہٗ

۱۵ر شوال المکرم ۱۳۵۲ھ

تھانوی جی کی تحریر

صدر اجلاس برائے قیام امن سید حبیب شاہ صاحب ایڈیٹر روزنامہ سیاست لاہور منتخب ہوئے اور وہابی اسٹیج پر جو نمایاں محرکین مناظرہ منظور و ابوالوفا و اسمٰعیل وغیرہم تھے ان میں سے صدر انتظامی اسمٰعیل کو بنایا گیا۔ اب تھانوی جی کی آمد کا سوال ہوا تو اسمٰعیل سنبھلی نے تھانوی جی کی ایک تحریر دی کہ جناب تھانوی نے ہم کو یہ تحریر دے کر بھیجا ہے۔ ملاحظہ ہو آخری فیصلہ کن مناظرہ کے متعلق یہ تحریر بھیجی۔

قال التھانوی۔ مقام تھانہ بھون ۵ر رمضان ۱۳۵۲ھ

بعد حمد و صلاۃ۔ جس دینی کلام سے کسی کو خطاب کیا جائے وہ اگر محض تبلیغ ہے تو عبادت اور یہ ایک صورت ہے۔ اس کے بعد اگر مخاطب محض تحقیق حق کے لئے سوال کرے اور اس کو جواب دینا بھی عبادت ہے۔ اور یہ دوسری صورت ہے اور ان دونوں خدمتوں کے لئے ہر مسلمان جن میں احقر بھی ہے حاضر ہے اور اگر مخاطب کو محض جدال ہی مقصود ہے اور یہ تیسری صورت ہے تو اس کو جواب نہ دینا اور اعراض کرنا بھی جائز ہے اور اس سکوت میں جو مذبذبین کے ضرر کا شبہ ہوتا ہے اس ضرر کا خود ہی مذبذبین کی تعلیم سے دفع کرنا ممکن ہے خواہ ابتداً یا ان کے سوال کے بعد اور میرا بھی یہی مذاق ہے۔

اس تمہید کے بعد عرض ہے کہ رسالہ حفظ الایمان مولفۂ احقر پر اعتراض کرنے والوں کے متعلق میرا عمل ہمیشہ یہ رہا ہے کہ نفس مسئلہ کے متعلق تبلیغ کے لئے مترددین کی تشفی کے لئے خود رسالہ حفظ الایمان لبسط البنان تغییر العنوان لکھ چکا اور معاندین کو کبھی خطاب نہیں کیا مگر بعض مواقع پر دوسرے مذاق پر عمل کرنے کو نافع سمجھتے ہیں اور بعض مواقع پر بعض حالات کے اقتضا سے اس نافعیت میں اس کی حاجت ہے کہ اس تفہیم کے لئے میں کسی کو اپنا وکیل بنا دوں اس لئے سردست میں اپنی طرف سے اس تفہیم کے لئے ان بزرگوں کو اپنا وکیل بناتا ہوں (یہیں حسین احمد اجودھیا باشی۔ منظور سنبھلی، ابوالوفا شاہجہانپوری اسمٰعیل سنبھلی کے نام لکھے) اللہ تعالیٰ ان حضرات کے ارشادات و تفہیم میں نفع و برکت بخشے (آمین)

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ

کتبہ اشرف علی تھانوی حنفی چشتی

ہر عقل مند غور کرے کہ یہ وعظ گوئی و تبلیغ کی سند ہے یا وکالت مناظرہ فیصلہ کن کی سند ہے۔ یہ کیا ہے؟ حضرت شیر بیشۂ نے یہ تحریر پڑھ کر سنائی اور منظور و ابوالوفا و اسمٰعیل و عبدالحنان کو مخاطب کرکے فرمایا کہ ۲۶ر نومبر ۱۹۳۳ء کو آپ لوگوں کے مشورے سے آپ کی موجودگی میں سردار محمد اور حضرت علامہ ابوالبرکات مولٰنا الحاج سید احمد صاحب ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور میں جو آخری فیصلہ کن مناظرہ ۱۵ شوال ۱۳۵۲ھ کو مسجد وزیر خان لاہور میں جناب تھانوی و حضرت حجۃ الاسلام کے مابین ہونا طے پایا تھا یہ اسی مناظرہ کی سند وکالت ہے یا وعظ گوئی کی سند ہے۔ منظور صاحب نے کہا جی ہاں یہ اسی مناظرہ کی سند وکالت ہے۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے ارشاد فرمایا۔ تھانوی جی کی اس تحریر کو تبلیغ افہام

وتفہیم کی سند تو کہا جا سکتا ہے مگر وکالت مناظرہ کی سند ہرگز نہیں کہا جا سکتی۔ ملاحظہ ہو اس تحریر میں نہ ۱۵ ارشوال کا تذکرہ ہے۔ نہ لاہور کا۔ نہ فیصلہ کن مناظرہ کا۔ نہ براہین قاطعہ کا نہ فتوائے گنگوہی کا۔ نہ تحذیر الناس کا۔ نہ حسام الحرمین کے فتاوی کا نہ اہلسنت کی مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور اور جمعیۃ الاحناف دیوبندیہ کے مابین قرارداد کا۔ نہ ان کے وکیل کا۔ نہ یہ ہے کہ ان وکیلوں میں سے ہر ایک کا قول قبول وعدول اقرار انکار سب میرا ہوگا۔ نہ یہ ہے کہ ان کی فتح وشکست میری فتح وشکست ہے۔ نہ یہ ہے کہ ان میں سے اگر کوئی وکیل میرا کفر قبول کرے تو میں توبہ شائع کر کے ہندستان بھر کی ان خانہ جنگیوں کو مٹا دوں گا — منظور صاحب حیران ومبہوت کھڑے ہوئے اور صرف اتنا کہا کہ یہ تحریر اسی مناظرہ کی سند وکالت ہے پھر بیٹھ گئے۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے ارشاد فرمایا۔ ملاحظہ ہو تھانوی جی نے اپنی اس تحریر میں لفظ تفہیم تین بار لکھا اور لفظ مناظرہ پوری تحریر میں ایک بار بھی نہ لکھ سکے تو سند وکالت تفہیم ہوئی نہ سند وکالت مناظرہ اور حضرات علمائے اہلسنت اور اکابر ملت کو تھانوی جی سے گفتگو کرنی ہے یا تھانوی جی کے وکیل مناظر سے لہذا آپ وہ تحریر تھانوی پیش فرمائیں جس میں انھوں نے کسی کو مناظرہ کا وکیل بنایا ہو

منظور صاحب شرماتے ہوئے کھڑے ہوئے اور بولے یہی سند وکالت مناظرہ ہے اور اتنا کہہ کر فوراً بیٹھ گئے۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے ارشاد فرمایا۔ آپ سارے دیوبندی مولویوں کو میرا چیلنج ہے کہ تھانوی جی کی اس تحریر کو اس آخری قطعی فیصلہ کن مناظرہ کی سند وکالت اگر کوئی بتا سکتا ہے تو جلد ثبوت دے۔ اپنی دلیل لائے۔ اس کے جواب میں سارے دیوبندی مولوی بالکل لاجواب اور خاموش رہے۔ فالحمد للہ

ہاں! اسمٰعیل سنبھلی نے عزت رکھنے کو خود صدر اہلسنت سے گفتگو شروع کر دی اور ۱۵ ارشوال کی پوری نشست گذر گئی۔ مگر تھانوی جی کے تینوں وکیلوں میں سے کوئی بھی اس تحریر کو وکالت نامۂ مناظرہ نہ ثابت کر سکا۔ بہت غور وفکر کے بعد منظور صاحب

بڑے تفہیم ومناظرہ ایک ہی ہیں۔ اس لئے تھانوی صاحب نے مناظرہ کا لفظ نہیں لکھا

حضرت شیر بیشۂ سنت نے تبسم کناں فرمایا۔ تفہیم ومناظرہ عربی زبان کے الفاظ ہیں۔ کچھ عربی لغت کی کتابیں یہاں ہیں اور کتب خانہ مرکزی حزب الاحناف سے منگا سکتا ہوں۔ آپ فرمائیں کون کون سی کتب لغت منگا دوں۔ آپ ثبوت دیں کہ تفہیم مناظرہ ایک ہیں۔ اور مناظرہ رشیدیہ ہاتھ میں لے کر فرمایا۔ یہ ہے مناظرہ رشیدیہ ذرا اس میں دکھائیے کہ تفہیم ومناظرہ دونوں ایک ہیں۔ اور اگر نہیں دکھا سکتے اور ہرگز نہیں دکھا سکتے تو میدان مناظرہ میں ایسی بے ثبوت اور غلط بات کہنا بہت بڑا [illegible] ہے۔

اور جناب کو اپنی عزت کا خیال نہیں تو دیوبندی گروہ کے بڑے پیشوا تھانوی صاحب کا تو خیال رکھئے۔ اب آپ کی بات منظور سنبھلی کی بات نہیں بلکہ وکیل تفہیم ہونے کی حیثیت سے تھانوی جی کی بات ہے۔ لاہور جیسے تعلیمی شہر میں ایسی بے علمی کی بات کہنا خیال تو فرمائیے دینی مدارس کے طلباء اور کالجوں کے اسٹوڈنٹس یہ سن کر مناظرہ اور تفہیم دونوں ایک ہیں آپ کا نہیں بلکہ تھانوی جی کی علمیت وقابلیت کا ماتم کریں گے۔ پھر آپ تین وکلاء تفہیم یہاں موجود ہیں اور سارے اسی پر متفق ہیں بلکہ مفید ہیں کہ تفہیم ومناظرہ ایک مان لیا جائے یہ کون سی علمیت ہے۔ یہ مسلمان جمع ہوئے ہیں ان پر رحم کیجئے اور وقت کی قدر کیجئے۔ دانشمندی کی بات کیجئے تھانوی جی کا مذاق نہ اڑوائیے۔

دیوبندیوں میں اس تقریر سے سناٹا چھا گیا اور کسی نے کچھ جواب نہ دیا — بہت دیر کے بعد منظور صاحب اٹھے اور بولے مولانا آپ کچھ بھی فرمائیں مگر میں یہی کہوں گا کہ تفہیم ومناظرہ دونوں ایک ہیں

اسی گفتگو میں پہلے روز کی نشست ختم ہو گئی اور تھانوی جی کی وکالت مناظرہ کی تحریر دیوبندی مولوی نہ دے سکے۔ مجبور ہو کر صدر دیوبندیہ وکیل تھانوی اسمٰعیل نے اشتعال انگیزی کی کوشش کی۔ مگر صدر اہلسنت نے بہت صبر وتحمل سے کام لیا

امن واماں کو برقرار رکھا اور صدر دیوبندیہ کی یہ چال ناکام رہی۔

آخری قطعی فیصلہ کن مناظرہ کا دوسرا دن

دوسرے دن سید حبیب شاہ صاحب نے اپنی حاضری سے عذر کیا تو دوسرے روز اہلسنت کی جانب سے صدر انتظامی مولانا مولوی سید محمد شاہ صاحب سیالکوٹی مقرر ہوئے۔

حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بعد خطبۂ مسنونہ ارشاد فرمایا۔

مولوی منظور صاحب حسب قرارداد طرفین نہ آپ تھانوی صاحب کو میدان مناظرہ میں لا سکے اور ان کی تحریر وکالت نامہ مناظرہ بھی پیش نہ کر سکے۔ ہاں وکالت تفہیم کی تحریر آپ نے دی اور بار بار یہ کہہ رہے ہیں کہ تفہیم و مناظرہ دونوں ایک ہیں اور آپ اسی پر اڑے ہوئے ہیں۔ لہٰذا ان حضرات علمائے کرام و مشائخ عظام اور حاضرین خواص و عوام کے وقت کی قدر کرتے ہوئے اگر میں ارفاء عنان اور اپنے مقام سے تنزل کرتے ہوئے آپ کو وکیل تھانوی مان لوں اور آخری فیصلہ کن مناظرہ آپ سے کر لوں تو میری طرف سے حالات موجودہ اور آپ لوگوں کی وعدہ خلافیاں دیکھتے ہوئے یہ بات ضروری ہوگی کہ اب یہ مناظرہ تحریری ہوگا۔ اور ہر مناظر اپنی تقریر لکھ کر سنائے گا۔ پھر دستخط کر کے اپنے مقابل کو دے گا، اور چونکہ آپ کے پاس وکالت مناظرہ کی تحریر نہیں ہے اس لئے آپ پر ضروری اور لازمی ہوگا کہ آپ اپنی تحریر پر اپنے دستخط کے ساتھ جناب مولوی اشرفعلی تھانوی سے دستخط کرائیں اور یہ لکھوائیں کہ یہ تحریر مجھے منظور ہے۔

منظور صاحب یہ سن کر درمیان ہی میں کھڑے ہو گئے اور بولے جناب حیرت ہے کہ تھانوی صاحب مرض ناگفتنی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے یہاں نہیں آسکے اور نہ آسکتے ہیں۔ پھر میدان مناظرہ میں ان کے دستخط کیوں کر ہوں گے۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے ارشاد فرمایا کہ اس کا طریقہ میں بتاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تھانوی صاحب کی عدم موجودگی میں یہاں ہر تحریر پر آپ تینوں وکلاء دستخط کر کے دیں

اور جب مناظرہ ختم ہو جائے تو آپ کے ساتھ ہم اہلسنت کے دو آدمی جائیں ان دونوں کی موجودگی میں آپ لوگ اپنی تحریر پر تھانوی صاحب سے یہ لکھوا کر دستخط کرا دیں کہ "یہ تحریر مجھے قبول ہے" اس طرح تھانوی جی کو سفر کی زحمت بھی نہ ہوگی اور کام بھی ہو جائے گا ــــ تمام حاضرین نے اس تجویز کو قبول کیا۔ اور داد تحسین دی۔ وکلائے تھانوی نے مشورہ کا وقت مانگا۔ اور بعد مشورہ انھوں نے اس تجویز سے انکار کر دیا کیونکہ ان تینوں کو یقین تھا کہ تھانوی جی نے وکالت نامۂ مناظرہ نہیں دیا ہے اور وہ مناظرہ کو تیار بھی نہیں اور ہم وکلاء کی بات وہ ہرگز نہیں مانیں گے یہ کیسا کھلا ہوا وہابیوں اور دیوبندیوں کا فرار ہے۔ اور بین شکست ہے۔

ثناءُ اللہ غیر مقلد کی آمد!

اسی دوران میں مشہور وہابی غیر مقلد ثناءُ اللہ آیا اور وہابی دیوبندی اسٹیج کی طرف گیا۔ دیوبندی اُسے دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ منظور سنبھلی نے اپنی کرسی پر جگہ دی۔ حاضرین اہلسنت نے اس کو بہت بری نگاہ سے دیکھا اور عوام نے یقین کر لیا کہ غیر مقلد وہابی اور دیوبندی وہابی دونوں ایک ہیں۔ کچھ دیر بیٹھ کر ثناءُ اللہ وہابی نے کھڑے ہو کر کہا اگر آپ مناظرہ کرنا چاہتے ہیں تو میں تیار ہوں۔ مجھ سے مناظرہ کیجئے۔ ــ ثناءُ اللہ غیر مقلد کے اس اعلان کے بعد میں نے اور دارالعلوم حزب الاحناف کے طلباء نے بیک آواز جواب دیا۔ ثناءُ اللہ صاحب اکابر دیوبندیہ کے کفریات پر آپ سے مناظرہ کرنے کو ہم طلبائے دارالعلوم تیار ہیں۔ مگر یہ میدان آخری قطعی فیصلہ کن مناظرہ کا ہے۔ اس مناظرہ میں آپ کا کام نہیں۔ ورنہ تھانوی صاحب کا وکالت نامہ لائیے اور یوں دخل در معقولات نہ فرمائیے۔ آپ کی اس دخل اندازی کے خلاف ہم دونوں جانب کے صدر صاحبان سے پرزور احتجاج کرتے ہیں۔ چنانچہ تمام حاضرین نے اس کی تائید کی اور دونوں طرف کے صدر صاحبان نے ثناءُ اللہ کو بٹھا دیا۔ بہر حال منظور صاحب کی تمام شرطیں حضرت نے قبول فرمائیں۔ صرف چند باتوں کی ترمیم چاہی۔

اول یہ کہ ہر مناظر اپنی تقریر قلم بند کر کے اپنے مؤکل سے دستخط کرا کے مقابل کو دے۔ دوم یہ کہ چاروں مسئلوں میں آپ پہلی اور پچھلی تقریر اپنی رکھنا چاہتے ہیں تو دو مسئلوں میں پہلی اور آخری تقریر آپ کی ہوگی اور دو مسئلوں میں پہلی اور آخری تقریر میری ہوگی۔ میں اپنی ہر تحریر پہ حضرت حجۃ الاسلام دامت برکاتہم القدسیہ کے دستخط کرا کے دوں گا اور آپ اپنی ہر تحریر پر جناب تھانوی صاحب سے دستخط کرا کے دیں گے۔ تجویز و ترمیم معقول تھی لہٰذا سب نے منظور کی اور تائید و تعریف کی۔ لیکن تینوں وکلائے تھانوی نے نامنظور کی۔ مشورہ کرتے اور وقت گزارتے رہے۔ مگر نہیں سے ہاں نہیں ہوئی۔

حضرت شیر بیشۂ سنت کھڑے ہوئے اور مناظرہ رشیدیہ دکھا کر فرمایا اس میں آپ دکھا دیں کہ پہلی اور آخری تقریر آپ کی ہونی چاہیئے تو میں مان لونگا یہ سن کر دیوبندی مولویوں پر سناٹا چھا گیا اور ثناء اللہ بھی خاموش رہے کوئی کچھ جواب نہ دے سکا۔ تو صدر دیوبندیہ نے صدر اہلسنت سے چھیڑ چھاڑ شروع کی جس پر صدر اہلسنت نے انھیں تنبیہ کی۔ اور فرمایا کہ مجھ سے مناظرہ کا شوق ہے تو وہ بھی پورا ہو جائے گا اس وقت ہمارے مناظر سے اپنے مناظر کو گفتگو کا موقع دیجیئے اور وقت ضائع نہ کیجئے۔ یہ وقت بہت قیمتی ہے۔

خلاصۂ کلام کہ یہ وکلائے تفہیم تھانوی نہ اس پر تیار ہوئے کہ اپنی تقریریں قلمبند کر کے تھانوی جی سے دستخط کرا کے دیں گے نہ اس پر آمادہ ہوئے کہ دو مسئلوں میں پہلی اور آخری تقریر ان کی ہو اور دو مسئلوں میں حضرت شیر بیشۂ سنت کی پہلی اور آخری تقریریں ہوں اور یہ بھی ہمت نہ ہوئی کہ مناظرہ رشیدیہ سے دکھا دیں کہ صرف ان کی ہی پہلی اور آخری تقریر ہو۔ یہاں تک کہ وقت ختم ہو گیا اور سارے دیوبندی مولوی اپنی اپنی کتابیں اٹھا کر چل دیئے۔ حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا سب سنی مسلمان ادب و احترام سے کھڑے ہو کر صلاۃ و سلام پڑھیں۔ صلاۃ و سلام عرض کیا گیا اور اس کے بعد نعرۂ تکبیر و نعرۂ رسالت و نعرۂ حیدری و نعرۂ غوثیت بلند ہوئے۔ مبارکبادیاں پیش کی گئیں۔ دیوبندیوں کی اس کھلی

ہوئی شکست پر فرحت و مسرت کا اظہار کیا گیا اور قُل جَاءَ الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا کا ایک منظر عوام و خواص نے لاہور کی سرزمین پر جیتی جاگتی دنیا میں بچشم سر دیکھا۔

حضرت شیر بیشۂ سنّت کی عظمت

حضرات اکابر علمائے اہلسنت میں حضرت شیر بیشۂ سنت کی شخصیت اس درجہ معتبر و مستند تھی کہ اس فیصلہ کن مناظرہ میں حضور حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس عظیم الشان مجمع علماء و فضلاء و کملاء میں ان کو کیسا عقیل و فہیم ذہین و ذکی اور معتبر و مستند سمجھا کہ تمام حضرات کی موجودگی میں ان کو اپنا وکیل مناظرہ بنایا اور صاف تحریر فرمایا کہ ان کا قبول و عدول میرا قبول و عدول اور ان کا اقرار و انکار میرا اقرار و انکار ہوگا۔ یہ حضرت شیر بیشۂ سنت کی علمیت و قابلیت دین و دیانت کا روشن اظہار ہے۔

اور حضرت شیر بیشۂ سنت کو حضرت حجۃ الاسلام پر اتنا ناز تھا کہ ہزاروں کے مجمع میں فرمایا میں اپنی ہر تقریر قلمبند کر کے حضرت حجۃ الاسلام دام ظلہم الاقدس سے اس پر دستخط کرا کے منظور صاحب کو دوں گا اسی طرح وہ بھی اپنی ہر تقریر لکھ کر تھانوی صاحب سے دستخط کرا کے مجھے دیں گے۔ مگر منظور صاحب تیار نہ ہوئے کیونکہ

تھانوی صاحب نے وکیل مناظرہ بنایا ہی نہیں

تھانوی صاحب جیسے ہمیشہ مناظرہ سے جان بچاتے رہے ویسے ہی اب بھی جان بچائی۔ ایک تحریر دکھانے کو لکھ دی جس میں نہ وکیل مناظرہ کا تذکرہ نہ مناظرہ کی بات۔ وکیل تفہیم چار کو بنایا ان میں بھی موقع پر ایک حسین احمد اجودھیا پاشی غائب۔ اور ان چاروں پر تھانوی جی کو اعتبار نہیں۔ لہٰذا نہ ان کا قبول و عدول اپنا قبول و عدول لکھا نہ ان کا اقرار و انکار اپنا اقرار و انکار لکھا یہ بھی غور فرمایئے

تمام نہاد وکلاء کو تھانوی کا اعتبار نہ تھا

کہ میدان مناظرہ میں تھانوی جی کے تین دعویداران وکالت تفہیم موجود تھے۔ منظور۔ اسمٰعیل۔ ابوالوفا۔ مگر اس بات پر کوئی آمادہ نہ ہوا کہ اپنی تقریر قلمبند کر کے تھانوی صاحب سے دستخط کرا کے دیگا۔ حالانکہ حضرت شیر بیشۂ سنت نے یہ بھی فرمایا کہ اس وقت تھانوی صاحب کو یہاں لانا اگر واقعی سخت دشوار ہے تو اس کا طریقۂ حل یہ ہے کہ یہاں اپنی ہر تحریر پر آپ تینوں وکلائے تفہیم دستخط کر کے دیں بعد مناظرہ ہمارے دو آدمی آپ کے ساتھ آپ کی تحریریں لے کر جائیں گے ان کے سامنے آپ لوگ اپنی تحریروں پر تھانوی صاحب سے دستخط کرا دیں مگر کوئی وکیل تفہیم تیار نہیں ہوا۔ اس لئے کہ ان کو تھانوی کا بھروسہ نہ تھا۔ ہر وکیل تفہیم اپنے دل میں یقین کئے ہوئے تھا کہ تھانوی صاحب نے بڑی سختی کے ساتھ مناظرہ کرنے سے منع کیا تھا وہ ہرگز ہرگز تحریرات مناظرہ پر دستخط نہیں کریں گے بلکہ لینے کے دینے پڑ جائیں گے کیونکہ کفریات قطعیہ یقینیہ دیوبندیہ پر مناظرہ کرنا تھانوی کو موت سے کم نہ تھا۔

حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ کا کرم خاص

اس فیصلہ کن مناظرہ کے بعد حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیانات کا سلسلہ لاہور میں شروع ہو گیا اور حضرت نے تھانوی و گنگوہی و انبیٹھی و نانوتوی کے کفریات قطعیہ ان کی کتابیں حفظ الایمان۔ براہین قاطعہ، تحذیر الناس وغیرہ دکھا کر آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت کئے اور ان پر احکام شرعیہ بیان فرمائے۔

اسی دور میں ایک جمعہ میں حضرت کا بیان بعد نماز جمعہ مسجد وزیر خان میں مقرر ہوا حسب اعلان بعد نماز جمعہ حضرت کا بیان شروع ہوا۔ اس عظیم الشان اجلاس میں حضرت استاذی امام الوقت مولانا مولوی الحاج مفتی ابو محمد سید محمد دیدار علی صاحب قبلہ

قادری رضوی نقشبندی مجددی الوری رحمۃ اللہ علیہ[1] بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت نے اس بیان میں خطبہ اور آیت کی تلاوت کے بعد یہ نعت شریف پڑھی۔

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنیں و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

چار بجے صلاۃ و سلام پر بیان اختتام پذیر ہوا اور حضرت امام الوقت نے شیر بیشۂ سنت کو سینے سے لگا کر مبارکباد دی۔ بہت دیر تک دعاؤں سے نوازا اب حضرت قیام گاہ یعنی مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور کے دفتر میں تشریف لائے۔ کچھ وقفہ کے بعد حضرت امام الوقت بھی تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ مولانا مبارک ہو آپ کے شیخ کا آپ پر بہت کرم ہے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ تو مسجد میں بیان فرما رہے تھے اور مسجد کے محراب کے گنبد پر مسند لگی ہے حضور اعلیٰ حضرت قبلہ تشریف فرما ہیں اور آپ کا بیان سن کر خوش ہو رہے ہیں بہت مسرور ہیں اور پورے بیان میں تشریف فرما رہے۔ جس سے یقین ہے کہ آپ پر خصوصی کرم ہے۔ اور خاص نظر عنایت ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین[2] سنی بھائی غور فرمائیں کہ حضرت شیر بیشۂ سنت کون تھے اور ان کی کیا شان تھی ان پر ان کے شیخ کا کس قدر کرم تھا۔ فسبحان اللہ وبحمدہ۔

ڈیرہ غازی خان میں اہلسنت کی فتح مبین

دیوبندی وہابی عطاء اللہ بخاری کی شکست مبین

---

[1] اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ اور حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ کے استاذ معظم ہیں۔ منصور رضوی

[2] حضرت علامہ سید دیدار علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ استاذ محبوب ملت کے بارے میں سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎
مولانا دیدار علی کو
کب دیدار دکھاتے یہ ہیں
منصور رضوی

ڈیرہ غازی خان کے سنیوں نے حضرت کو بلایا۔ دیوبندیوں کو خبر ہوئی تو انھوں نے احراری لیڈر عطاء اللہ بخاری وہاں کو بلایا اور دیوبندیوں نے جلسہ کیا۔ جس میں حضرت کو چیلنج دیا۔ حضرت نے فوراً آمادگی ظاہر فرمائی اور نہایت ہمت و جرأت کے ساتھ دیوبندیوں کے جلسہ میں پہنچ گئے اور فرمایا کہ میں آگیا ہوں آپ نے جو چیلنج مناظرہ دیا ہے وہ مجھے قبول ہے۔ آئیے ہم مناظرہ کرکے اس انتشار و اختلاف کو ختم کر دیں۔

اتنا سننا تھا کہ ان کے سارے مناظر روپوش ہوگئے۔ اجلاس کے دیوبندی منتظمین معافی خواہ ہوئے۔ حضرت نے ان ہی کے اسٹیج پر تقریر فرمائی احقاق حق و ابطال باطل فرمایا اور صلاۃ وسلام پڑھ کر نعرہ ہائے تکبیر و رسالت کی گونج میں بفتح و فیروزی قیام گاہ پر تشریف لائے فالحمد للہ

ملتان شہر میں مناظرہ

۳ - ۴ - ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۵۲ھ کو ملتان کے سنیوں نے باغ لانگے خان میں جلسۂ عید میلاد منعقد کیا اور حضرت شیر بیشۂ سنت کو مدعو کیا جب حضرت حسب وعدہ ملتان تشریف فرما ہوئے تو دیوبندیوں کو پرانی شرارت سوجھی اور انھوں نے احراری لیڈر عطاء اللہ اور وکیل تھانوی ابو الوفا شاہجہاں پوری کو بلایا اور دکھاوے کو تحریر بازی شروع کی مگر مناظرہ سے گریز کرتے رہے یہاں تک کہ اہلسنت و جماعت کا جلسۂ عید میلاد شریف اختتام پذیر ہوا۔

بعد جلسہ قیام گاہ پر سکریٹری صاحب نے عرض کیا کہ حضور ان دہابیوں دیوبندیوں نے جو تحریر بازی شروع کی ہے اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا اور کل ان کا جلسہ ابھی باقی ہے وہ اپنے آخری اجلاس میں ضرور شرارت کریں گے تو اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔

حضرت علامہ مولٰنا مولوی مفتی عبد الحفیظ صاحب قبلہ قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اس اجلاس میں آپ کے ساتھ تھے انھوں نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ میں اور حضرت اپنا آگے کا پروگرام بدل دیں اور بذریعہ ٹیلی گرام ان مقامات پر اطلاع دیں

صبح آپ باقاعدہ حضرت شیر بیشۂ سنت اور مجھے رخصت کر دیں۔ اسٹیشن پر سب کے ساتھ ریل میں بٹھائیں اور اگلے اسٹیشن کے ٹکٹ حضرت کے اور میرے ہوں۔ آپ کے دو معتبر اور مستند آدمی اگلے اسٹیشن پر ہم کو ملیں جو فوراً بغیر کسی کو بتائے ہوئے ہم دونوں کو اس طرح قیام گاہ پر پہنچا ئیں کہ عام سنیوں کو بھی ہمارے آنے کی خبر نہ ہو۔ جب شیر بیشۂ سنت کی روانگی کی خبر دیوبندیوں کو ہوگی تو وہ مناظرہ کو تیار ہو جائیں گے کہ اب میدان خالی ہوگیا اس کے بعد جب وہ چیلنج مناظرہ دیں گے تو پھر ہم دونوں براہ راست مناظرہ گاہ میں پہنچیں گے۔

پروگرام کے مطابق صبح تمام حضرات کو ملتان کے سنیوں نے رخصت کیا — دیوبندی مخبروں نے دیکھا اور خبر دیدی کہ دونوں حضرات گئے۔ پھر کیا تھا سارے دیوبندی مولوی مناظر بن گئے اور اہلسنت و جماعت کے سیکریٹری کے نام تحریر آگئی کہ کہاں ہیں آپ کے مناظر۔ بلائیے مناظرہ کرائیے۔ سیکریٹری صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے علمائے کرام آج رخصت ہوچکے اب فوراً بلانا دشوار ہے لہٰذا اور کوئی وقت مقرر کریں۔ اس تحریری جواب کے بعد دیوبندیوں نے ان کے اجلاس میں بہت زہر اگلا اور سنیوں کا بہت مذاق اڑایا۔

پھر شام کو ۶ بجے دیوبندیوں کی طرف سے تحریر آگئی کہ کل دن میں ۹ بجے سے باغ لانگے خان میں مناظرہ ہوگا۔ آپ اپنے مولویوں کو بلائیے ورنہ آپ کا فرار ہوگا۔ سیکریٹری صاحب یہ تحریر لے کر قیام گاہ پر حاضر ہوئے اور مسکراتے ہوئے دونوں تحریریں پیش کر کے مبارکباد دی۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کا جواب دے دیجئے کہ ہم کوشش کرتے ہیں اور صبح مقام مناظرہ باغ لانگے خان میں حاضر ہوں گے اور فرمایا کہ جس مکان میں میرا قیام ہے یہ مکان صبح تک بند رکھو تاکہ یہ بات مشہور ہو جائے کہ میں یہاں موجود نہیں ہوں اور یہ دیکھو کہ میری غیر موجودگی کے فریب میں دیوبندی کتنا آگے بڑھتے ہیں۔

حضرت کے ارشاد کے بموجب تحریر گئی تو رات کے اجلاس میں ان لوگوں نے

اور عطاء اللہ شاہ خوب اُچھلے کودے اور مناظرہ کے مقام و وقت کا اعلان کردیا کہ کل باغ لانگے خان میں ہمارے علماء سے مولٰنا حشمت علی خان صاحب کا مناظرہ ہوگا اور اگر وہ نہ آئے تو ان کا کھلا ہوا فرار ہوگا ۔

۷ر ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۰ر جون ۱۹۳۴ء کو صبح حضرت شیر بیشۂ سنت کی قیام گاہ کا دروازہ کھلا اور ملتان کے سنیوں میں بجلی کی سی تیزی سے حضرت کی آمد کی خبر پھیل گئی اور جوق در جوق سنی آکر ملاقات کرنے لگے وہابیوں اور دیوبندیوں پر حضرت کی آمد کی خبر سن کر مُردنی چھا گئی انھیں اپنی موت نظر آنے لگی ۔

وقت مقررہ سے پندرہ منٹ پہلے حضرت شیر بیشۂ سنت صاحب اور حضرت علامہ ابوالاسد مولٰنا عبدالحفیظ صاحب مقام مناظرہ باغ لانگے خان میں پہنچ گئے سنیوں نے اپنے پیشواؤں کا بڑی شان سے استقبال کیا۔ کچھ دیر کے بعد دیوبندی مولوی بھی آئے اور یہ سمجھ کر آئے کہ حضرت شیر بیشۂ سنت تو ملتان سے روانہ ہو کر نہ جانے کہاں گئے۔ میدان مناظرہ میں کیا آئیں گے ۔ اور ہم ان کے فرار کا اعلان کرکے اپنی جھوٹی فتح کا اعلان کریں گے ۔ مگر جب ان دونوں حضرات کو اسٹیج پر جلوہ افروز دیکھا تو سارے ارمانوں پر اوس پڑ گئی آرزوؤں کا جنازہ نکل گیا۔ یہ کیا ؟ یہ حضرات کیسے اور کس طرح آگئے ؟ اس وقت دیوبندی مولویوں کے چہرہ کا عالم دیکھنے کے قابل تھا ایک رنگ آتا تھا ایک رنگ جاتا تھا مگر اب کیا ہو سکتا تھا خود ہی چیلنج مناظرہ دے کے پھنسے تھے ۔

اہلسنت کی جانب سے اعلان ہوا کہ امن و نظام کو برقرار رکھنے کے لئے حضرت علامہ عبدالحفیظ صاحب صدر ہوں گے اور مناظر اعظم حضرت شیر بیشۂ سنت مناظر ہوں گے۔ عطاء اللہ شاہ نے فوراً اپنی صدارت اور ابوالوفا کے مناظر ہونے کا اعلان کرایا ۔ سنیوں کی طرف سے عطاء اللہ بخاری سے مطالبہ ہوا کہ آپ نے ملتان میں آکر عقائد باطلہ دیوبندیہ کی اشاعت کی۔ حضرات انبیائے

کرام اور اولیائے عظام کی شان میں بدترین سے بدترین گستاخیاں کیں۔ جس کی وجہ سے ملتان میں ہیجان پیدا ہو گیا لہٰذا آپ ہی مناظرہ کے لئے تیار ہوں مگر عطاء اللہ صاحب پر زور مطالبہ کے باوجود مناظرہ کو تیار نہ ہوئے۔ اور ابوالوفا شاہجہاں پوری کو پیش کیا۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے کفریات قطعیہ یقینیہ دیوبندیہ کو پیش کیا جس کا آخر تک ابوالوفا سے جواب نہ بنا اور عطاء اللہ صاحب کا زور بیان بھی ختم ہو گیا وہ بھی اپنے مناظر کی مشکل حل نہ کر سکے ۔ یہ عجیب منظر تھا کہ عطاء اللہ اور ابوالوفا دونوں کی زبانیں بند تھیں ان کی بے بسی اور بے کسی ان کے چہروں سے ظاہر ہو رہی تھی جسے سنی اور وہابی دونوں محسوس کر رہے تھے ۔

یہاں تک کہ تین بج گئے اور دیوبندی صدر و مناظر کا لاجواب ہونا خوب ظاہر ہو گیا تو اہلسنت کی فتح کا اعلان ہوا اور نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے فضا گونج گئی ۔ دیوبندی فوراً چلتے بنے۔ حضرت نے صلاۃ و سلام پڑھا دعا مانگی ۔ حضرت مخدوم المخادیم مولٰنا شاہ سید مخدوم محمد صدرالدین صاحب قبلہ مسند نشین دربار عالیہ قادریہ ملتان نے اس فتح کی خوشی میں حضرت شیر بیشۂ سنت اور حضرت مولٰنا عبدالحفیظ صاحب کو تمغے عنایت فرمائے ۔ اس مناظرہ کی مختصر روداد ملتان میں شائع ہوئی تھی۔ فسبحٰن اللہ وبحمدہٖ

گیا میں اہلسنت کی فتح مبین کا دلکش نظارہ
اور
وہابیت کا قادیانیت سے بہناپا

گیا شہر میں سنیوں اور دیوبندیوں کے درمیان مناظرہ مقرر ہوا اور اہلسنت کی طرف سے شیر بیشۂ سنت ناصر الاسلام والمسلمین غیظ المنافقین حضرت

مولانا الحاج حافظ قاری مفتی [illegible] ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مناظر تھے اور وہابیوں، دیوبندیوں کی طرف سے دیوبندیت کے منظور نظر مادر وہابیت کے لخت جگر مولوی منظور سنبھلی مناظر تھے۔

یہ مناظرہ ۲۸ ذی قعدہ ۱۳۵۶ھ بروز شنبہ سے شروع ہوا تھا اور ۲۸-۲۹-۳۰ ذی قعدہ ۱۳۵۶ھ بروز شنبہ، یکشنبہ، دوشنبہ تین دن ہوا۔ اس مناظرہ کی دو اہم خصوصیات تھیں

(۱) یہ مناظرہ تحریری ہوا تھا

(۲) یہ مناظرہ طیب جی کے دادا مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے کفریات قطعیہ مندرجہ تحذیر الناس انکار ختم نبوت پر ہوا تھا۔ تیسرے روز جب کہ دلائل سے منظور صاحب بالکل ہی تہی دست ہو چکے تھے تو ایس۔ ڈی او صاحب کے حکم سے یہ مناظرہ روک دیا گیا۔ اور اس طرح دیوبندیوں نے مناظرہ سے جان بچائی اور اہلسنت کو فتح مبین حاصل ہوئی۔

اس مناظرہ میں موافق و مخالف تمام حاضرین میدان مناظرہ پر یہ بات آفتاب نیمروز سے زیادہ روشن ہوگئی کہ دیوبندیوں کے مناظر منظور سنبھلی کو مدعی اور مدعیٰ علیہ کی تعریف بھی نہیں معلوم ۔۔ اور یہ بھی کھل گیا کہ ان کی پشت پناہی کو جو دیوبندی مولوی ڈیڑھ سو کے قریب موجود تھے وہ سارے کے سارے ایسے جاہل تھے کہ کوئی بھی منظور کو مدعی اور مدعیٰ علیہ کی صحیح تعریف نہ بتا سکا اور منظور کو سکھا کر اس کی بگڑی بھی نہ بنا سکا۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے مدعی اور مدعیٰ علیہ کی صحیح تعریف اصطلاح فقہ و مناظرہ کی بناء پر بیان فرمائی کہ مدعی وہ ہے جو حکم اصل کے خلاف کسی حکم کا دعویٰ کرے اور سارے دیوبندیوں کو یہ تعریف صحیح ماننی پڑی۔

اور جملہ حاضرین پر جو تقریباً آٹھ ہزار تھے ہر ایک پر پوری وضاحت سے ظاہر

ہو گیا کہ دوسرے دن کی تقریر میں حضرت شیر بیشۂ سنت نے منظور سنبھلی پر تینتیس (۳۳) ایرادات و مطالبات قاہرہ نازل فرمائے اور تیسرے روز کی تقریر میں سترہ (۱۷) قاہر رد نازل فرمائے۔ اور ان ایرادات و مطالبات و سوالات میں طیب جی کے دادا مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کا مرتد و کافر ہونا دوپہر کے روشن آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت کر دیا۔ ان پچاس سوالات کی مکمل فہرست لکھ کر منظور سنبھلی کے حوالے کر دی۔

پورا مجمع اس بات کا گواہ ہے کہ ان سوالات کا پلندہ ہاتھ میں لیتے ہی منظور صاحب گھبرا گئے اس کو کھول کر پڑھنے کی بھی ہمت نہ ہوئی اور کسی ایک سوال کا جواب بھی نہ دے سکے۔

دیوبندیوں نے اس مناظرہ میں شروع ہی سے یہ شرارت کی کہ ادھر مناظرہ کی خط و کتابت چھیڑی اور ادھر اہلسنت کے خطوط پولیس افسران کو دکھا دکھا کر فساد کے خطرے بتا کر مناظرہ بند کرانا چاہتے تھے اور یا پولیس المدد کے وظیفے جپ رہے تھے چنانچہ پہلے ہی دن کے مناظرہ میں ایک انسپکٹر پولیس نے مجمع عام میں کہا کہ آپ نے مولوی ولایت حسین کو جو خط لکھا ہے وہ میرے پاس پہنچ گیا ہے اس میں آپ نے دیوبندیوں کو ایسے الفاظ لکھے ہیں جن کی وجہ سے آپ پر مقدمہ چل سکتا ہے۔ یہ الفاظ ثبوت ہیں کہ دیوبندی شروع ہی سے پولیس سے مل کر سازش کر رہے تھے ایسے خطرناک ماحول میں حضرت شیر بیشۂ سنت کی ہی ہمت و دلیری تھی کہ علی الاعلان احقاق حق فرما رہے تھے۔

جب شیر بیشۂ سنت نے اپنی آخری تقریر میں منظور سنبھلی سے فرمایا کہ میں آپ کا خصم ہوں تو اسی وقت منظور سنبھلی نے رحم بھری نگاہوں سے پولیس افسر کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ الفاظ اشتعال انگیز ہیں اور ان میں میری توہین ہے۔ مولانا نے مجھے اپنی عورت بنایا ہے اور خود میرے شوہر بنے۔

حضرت نے فرمایا کہ خصم کا لفظ اصطلاح مناظرہ میں فریق مقابل کو کہتے ہیں خود قرآن عظیم میں آیا ہے۔ ھل اتٰک نبؤا الخصم ۔ کیا یہاں خصم

کے معنی شوہر کے ہیں اور خود آپ کے پیشوا مرتضیٰ حسن دربھنگی نے اہلسنت کے مقابل ایک رسالہ لکھا جس کا نام الختم علی الخصم رکھا۔ بتایئے کیا دربھنگی صاحب اہلسنت کو دیوبندیوں کا شوہر اور دیوبندیوں کو اہلسنت کی بیوی سمجھتے ہیں۔ منظور سنبھلی اس کا جواب بھی نہ دے سکے اور دیوبندی مولوی بھی منظور کو سمجھا نہ سکے۔

منظور نے پھر عاجزانہ نگاہوں سے پولیس افسر کی طرف دیکھا تو اب پولیس افسر بولا۔ مولانا واقعی یہ الفاظ توہین کے ہیں۔ حضرت شیر بیشۂ سنت نے صرف اس لئے کہ بہانہ بنا کر مناظرہ بند نہ کر دیا جائے۔ صاف فرما دیا کہ میں اپنے اس لفظ کو واپس لیتا ہوں۔ ان واقعات سے ہر شخص فیصلہ کر سکتا ہے کہ کون طرح طرح کے حیلے بہانے کر کے مناظرہ سے جان بچانا چاہتا ہے اور کون ہے جو احقاقِ حق کی خاطر ہر صورت میں مناظرہ کے لئے تیار ہے۔

مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند منکر ختم نبوت کی حمایت میں منظور سنبھلی نے مولوی عبدالحئی لکھنوی کی دافع الوسواس صفحہ ۱۲ کی عبارت پڑھی کہ "بعد آنحضرت کے یا زمانے میں آں حضرت کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے۔"

حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا۔ یہ عبارت کھلا ہوا کفر و ارتداد اور اس کا قائل کافر و مرتد ہے۔ مولوی عبدالحئی صاحب نے اس سے رجوع کر لیا تھا ان کا رجوع رسالہ "اصلاح اغلاط قاسمیہ" میں شائع ہو چکا ہے اور کتاب کو بھی حضرت نے پیش کر دیا۔

مگر منظور سنبھلی اسی بات پر بضد رہے کہ یہ مضمون صحیح ہے اور مولوی عبدالحئی صاحب نے رجوع نہیں کیا بلکہ اور ایک سفید جھوٹ بولے کہ یہی مضمون ملا علی قاری و شیخ اکبر و شاہ ولی اللہ نے بھی لکھا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ یہ ہے دیوبندی عقیدہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد اور جدید نبی پیدا ہو سکتے ہیں تو نانوتوی استاد ہوا مرزا قادیانی شاگرد ہوا۔

آخر میں ایس ڈی او صاحب کے حکم سے یہ مناظرہ بند ہوا اور دیوبندیوں کی جان بچی۔

شیخ ملّت

۸۰ – ھ – ۱۳

حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۳۴۰ھ میں سند فراغت و خلافت و اجازت پانے کے بعد بھی لوگوں کو مرید نہیں کرتے تھے بلکہ مرید ہونے والوں کو دوسرے حضرات کی طرف رجوع کر کے کسی کو حضرت حجۃ الاسلام شیخ الانام مولانا الحاج الشاہ مفتی محمد حامد رضا خاں صاحب زیب سجادہ قادریہ رضویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یا حضور اقدس قدوۃ الواصلین حضرت مولانا الحاج مولوی حافظ قاری سید شاہ ابوالقاسم محمد اسمٰعیل حسن صاحب عرف شاہ جی قادری برکاتی مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف رجوع کر کے ان کا مرید کرا دیتے۔ ایک دفعہ حضرت شاہ جی ابوالقاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ مولانا آپ نے اپنے کتنے مرید کئے۔ حضرت خاموش رہے تو دوبارہ دریافت فرمایا۔ آپ نے عرض کی حضور میں کس قابل ہوں جو مرید کروں میں گنہگار سیہ کار اپنا مرید کیا کروں۔ ارشاد فرمایا ہم نے آپ کو قابل سمجھ کر خلافت دی اور آپ کہتے ہیں میں اس قابل نہیں جس کے یہ معنی ہوئے کہ ہم نے غلطی کی۔ آئندہ جو آپ سے رجوع ہو اُسے آپ داخل سلسلہ کریں اور اُسے اپنا مرید بنائیں اور فرمایا مولانا! ہم کو اپنے خلفاء کے مریدوں کو دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے۔ اب آئندہ اس معاملہ میں ہرگز انکسار نہ کریں۔

اس کے بعد حضرت نے مرید کرنا شروع کیا پھر تو یہ کیفیت ہوئی کہ گجرات، کاٹھیاواڑ، راجستھان، پنجاب، یوپی، بہار، کلکتہ، بنگال، رنگون، ممبئی وغیرہ مقامات پر بے شمار مریدین حلقہ بگوش ہوئے اور ملک بھر میں آپ کے مریدین و خلفا نظر آنے لگے۔

آپ کے مریدین میں ایک خاص بات یہ ہوتی ہے کہ ان میں مذہبی جوش اور

سنیت کی تبلیغ و تعلیم کا جذبہ اور بد دینوں بد مذہبوں سے نفرت و بیزاری موجود ہوتی تھی آپ کے مریدین کے نام جو رجسٹروں میں درج ہیں وہ تقریباً بیس[۲] ہزار سے زائد ہیں۔ مریدین کے نام کے آگے کیفیت کے خانہ میں اس کی تمام کیفیت بھی درج ہے کہ یہ مرید ایسا ہوگیا تھا اس کو سمجھا کر توبہ کرا کے دوبارہ مرید کیا۔ کہیں تحریر ہے کہ مرتد ہوگیا خارج کیا گیا۔ یعنی کہ صرف مرید ہی نہیں کیا بلکہ ان کی رہبری کرنا معلومات کرنا خبر گیری کرنا وغیرہ تمام باتیں کیفیت کے خانہ سے ظاہر ہیں۔

فالحمد للہ رب البرایا

حضرت کی شاعری

حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ علیہ شاعری بھی فرماتے تھے مگر بہت کم حضور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں بہت کچھ ہے۔ رنگون کے دوسرے سفر کے دوران ایک دن جناب شمس الحق صاحب قادری رضوی حشمتی آئے اور عرض کی حضرت کل ایک نعتیہ مشاعرہ ہے تو سب کی خواہش ہے کہ حضرت اس میں شرکت فرمائیں۔ حضرت نے عذر فرمایا تو انھوں نے عرض کی کہ حضرت اس نعتیہ طرحی مشاعرہ کے لئے نعت لکھ دیں۔ مصرع طرح ہے۔

دیکھے ترا جلوہ تو تڑپ جائے نظر بھی

حضرت نے وعدہ فرمایا اور دوسرے روز صبح یہ نعت شریف ان کو لکھ کر عنایت فرمائی

اللہ بھی طالب ہے ترا جن و بشر بھی
ہے عرش ترا خلد بھی اللہ کا گھر بھی

جس وقت گواہی کی ہوئی ان کو ضرورت
بت بول اٹھے پڑھنے لگے کلمہ شجر بھی

چہرہ ہے ترا آئینۂ حسن الٰہی!
دیکھے ترا جلوہ تو تڑپ جائے نظر بھی

جس وقت ہوئی بزم جہاں میں تری آمد
سجدے کو ترے جھک گیا اللہ کا گھر بھی

کیا وصف ترے چہرۂ انور کا ادا ہو
تلوے ہیں ترے غیرتِ خورشید، رشکِ قمر بھی

حق نے تمہیں قادر کیا اور غیب کا عالم
بندوں کی مدد کرتے ہو رکھتے ہو خبر بھی

ہے تیرا تصور تو مسلمانوں کا ایمان
اور قلب میں نجدی کے لگا ڈبی خر بھی

بجتے ہیں ترے ڈنکے فلک عرشِ بریں پہ
معمور ترے ذکر سے ہے بحر بھی بَر بھی

سرداروں کے سر خم ہیں دریاک پہ تیرے
ساجد تری سرکار میں ہیں دل بھی جگر بھی

ذرہ ترے کوچہ کا اگر جلوہ نما ہو
ٹل جائے گا سورج بھی مقابل سے قمر بھی

مملوک خدا کا ہے خدائی کا ہے مالک
قبضہ میں ترے ارض و سما خشک بھی تر بھی

بھر دے مری جھولی کو نواسوں کا تصدق
سگ ہوں ترا محتاج ترا دستِ نگر بھی

سگ ہوں میں عبیدِؔ رضوی غوث و رضا کا
آگے سے مرے بھاگتے ہیں شیر ببر بھی

اسی دوسرے سفر رنگون کے دوران ایک روز ہی شمس الحق صاحب شمس حاضر

---

[۱] حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عُبَیدؔ تخلص فرماتے تھے منصور رضوی

ہونے دو، عرض کی حضور ایک مشاعرہ اور مقرر ہوا ہے لوگوں کی تمنا ہے کہ حضرت بھی اپنے کلام سے نوازیں۔ فرمایا مصرع طرح کیا ہے۔ انھوں نے عرض کیا مصرع طرح ہے ؎ شوق جینے کا کیا کرے کوئی۔

دوسرے روز حضرت نے یہ نعت شریف لکھ کر انھیں دیدی

جب تجلی کیا کرے کوئی — کیوں نہ بے خود ہوا کرے کوئی
حق نے قاسم بنایا ہے تم کو — چاہے جو التجا کرے کوئی
تم کرم پر کرم ہی کرتے ہو — گو خطا پر خطا کرے کوئی
زخم دل کے سلیں گے اک روز — کیوں پھر ان کو سیا کرے کوئی
ہیں مریض ان کا وہ مسیحا ہیں — پھر مری کیوں دوا کرے کوئی
ان کی چوکھٹ ہو اور ہو سر میرا — ایسا دن بھی خدا کرے کوئی
یادِ قَالُوْا بَلٰی اَقْرَرْتُمْ — کچھ تو بہرِ خدا کرے کوئی
آپ رب ہیں نہ ذاتِ رب سے جدا — دعوئ مدح کیا کرے کوئی
پس مردن ہے وعدۂ دیدار — شوق جینے کا کیا کرے کوئی
دوزخی بغیرِ حُبِّ حضورؐ — عمر بھر اتقا کرے کوئی
بول بالا رہے گا آقا کا — نارِ غم میں جلا کرے کوئی
سُنّیو ان سے تم مدد مانگو — شرک و بدعت بکا کرے کوئی

نام جیتے رہو عبید ان کا
گرچہ جل کر بھُنا کرے کوئی ؎

؎ اس کے علاوہ بھی حضرت کا بڑا نفیس کلام ہے۔ کچھ شجرے بھی حضرت نے منظوم فرمائے ہیں جن کا ذکر آگے آگیا ہے۔ کچھ احباب کی خواہش پر سہرے بھی تحریر فرمائے ہیں کچھ شادیوں کے دعوت نامے بھی منظوم فرمائے ہیں اس کمال سے کہ دن، تاریخ وقت مقام سب اشعار میں ہیں ۔ منصور رضوی

نان پارہ میں حضرت شیر بیشۂ سنت کا مناظرہ

دیوبندیوں کی شکست کا عبرت خیز نظارہ

۲۹ - ۳۰ ربیع الآخر شریف و یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ مطابق ۹-۱۰-۱۱ جولائی ۱۹۳۷ء جمعہ، شنبہ، یکشنبہ کو نانپارہ ضلع بہرائچ شریف میں اہلسنت اور وہابیوں، دیوبندیوں میں مناظرہ طے پایا۔ ۲۹ ربیع الآخر ۱۳۵۶ھ بروز جمعہ کے اجلاس میں مناظر اہلسنت حضرت شیر بیشۂ سنت نے بار بار تقاضہ کیا کہ مسلمانان اہلسنت کے اس عقیدہ پر کہ اللہ عزوجل نے اپنے پیارے محبوب حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تمام ما کان و ما یکون کے جملہ کائنات، موجودات، واقعات کا تفصیلی محیط علم عطا فرمایا۔ آپ کے مذہب میں جو سنی مسلمان اس عقیدے پر قائم ہیں وہ کافر و مشرک ہیں یا گمراہ و بددین اس بارے میں اپنا مذہب صاف صاف بیان کیجئے۔

لیکن صدر مناظرہ مولوی نور الحق لکھنوی اور مناظر وہابیہ نور محمد ٹانڈوی دن بھر بھی باوجود پیہم تقاضوں، شدید مطالبوں کے اپنا مذہب نہیں بیان کر سکے۔ بے ضابطگی بے قاعدگی اور بے تہذیبی کا مظاہرہ تو دیوبندی اسٹیج سے بہت ہوتا رہا۔ کبھی عبد اللطیف مئوی بول رہے ہیں تو کبھی حبیب الرحمان مئوی اچھل رہے ہیں تو کبھی حمید الدین مدرس مدرسہ وہابیہ کود رہے ہیں۔ مگر اس سوال کا جواب نہ دینا تھا نہ دیا۔ بالآخر مناظر اعظم اہلسنت حضرت شیر بیشۂ سنت نے کھلم کھلا بھرے مجمع میں اعلان فرمایا کہ الحمد للہ اہلسنت وجماعت کا مومن مسلمان ہونا ایسا واضح اور روشن مسئلہ ہے کہ کسی وہابی کو اس پر اعتراض کرنے کی جرأت نہیں۔ وللہ الحمد

مسلمانان اہلسنت کے ایمان و اسلام پر اعتراض کرنے سے وہابیہ دیوبندیہ یکسر عاجز و مجبور ہوگئے تو مناظر اہلسنت نے اعلان فرمایا کہ اس مسئلہ علم غیب

کے متعلق آپ لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کل غیبوں کا علم تو ہے ہی نہیں البتہ بعض کا علم غیب ہے مگر اس میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں ایسا علم غیب تو ہر بچے ہر پاگل کو بلکہ تمام جانوروں چارپاؤں کو بھی حاصل ہے ۔ چنانچہ وہابیہ دیوبندیہ کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب حفظ الایمان کے صفحہ ۷ پر لکھتے ہیں کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب ہے اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے " آپ لوگ مسئلہ علم غیب کے متعلق اپنے اس ناپاک عقیدہ کی بنا پر قطعاً یقیناً کافر و مرتد ہیں اگر ہو سکے تو اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیجئے ۔ اس مضمون کا اعلان ہونا تھا کہ وہابیوں دیوبندیوں پر قیامت ٹوٹ پڑی ۔ سراسیمہ اور مضطرب ہو کر صدر وہابیہ نے اپنے مناظر کو بٹھا دیا اور خود تقریر کرنے لگا اس کو عاجز دیکھ کر حبیب الرحمٰن مئوی بولنے لگے ، ان کی بے بسی دیکھ کر عبد اللطیف مئوی بولنے لگے ۔ صدر اہلسنت حضرت مولٰنا مولوی ابو المنصور محمد سردار احمد صاحب قبلہ کھڑے ہوئے اور ان کی دنداں شکنی اور سرکوبی فرمائی ۔

دن بھر اہلسنت کا وہابیوں پر شدید تقاضہ ہوتا رہا کہ تم کافر و مرتد ہو اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دو ۔ لیکن کسی وہابی کے منہ میں زبان نہ تھی جو یہ کہتی کہ ہم مسلمان ہیں یا ہمارے کافر ہونے کا ثبوت کیا ہے ؟ جس کی وجہ سے ہر خاص و عام پر یہ مسئلہ بھی دن کے کھلے آفتاب سے زیادہ روشن ہو گیا کہ وہابیہ دیوبندیہ کا کافر و مرتد ہونا ایسا واضح مسئلہ ہے جس کی مخالفت میں وہابیوں کی ایک زبان بھی نہیں ہل سکتی اور کسی وہابی دیوبندی کو اپنے کافر و مرتد ہونے سے انکار کرنے کی جرأت و ہمت نہیں وللہ الحمد

نانپارہ میں وہابی دیوبندی اپنے وہابی ہونے کا شدت سے انکار کرتے تھے اور اگر کوئی سنی ان کو وہابی کہتا تو اس کے سر ہو جاتے کہ ہم وہابی دیوبندی نہیں مگر اس مناظرہ میں بار بار بتکرار بسیار ان کے وہابی ہونے کا اعلان کیا گیا مگر کوئی

وہابی دیوبندی عام و خاص ، جاہل ، مولوی اس پر انکار کا ایک حرف بھی نہ کہہ سکا اور انکار کرتا بھی کیسے ۔ جملہ حاضرین میدان مناظرہ پر یہ امر بھی واضح و آشکار ہو گیا کہ دیوبندی یقیناً وہابی ہیں اور کسی دیوبندی کو اپنے وہابی ہونے سے انکار کرنے کی ہرگز ہمت و جرأت نہیں ۔

اس مناظرہ میں وہابیوں دیوبندیوں نے بے تہذیبی و بدتمیزی کا خوب مظاہرہ کیا کہ کسی طرح سنی عوام مشتعل ہو جائیں اور فساد کا اندیشہ تھا کہ مناظرہ بند کرا دیا جائے لیکن سنیوں نے صبر و ضبط سے کام لیا جس کا اعتراف حلقہ کے پولیس افسران نے مجمع عام میں کیا ۔

دن بھر مناظرہ ہونے کے بعد جب وہابیہ دیوبندیہ نے دیکھ لیا اور یقین کر لیا کہ مناظرہ تو سنگ آمد و سخت آمد کا مصداق ہو گیا تو انھوں نے یا پولیس المدد کا وظیفہ پڑھا اور نہ معلوم کیا کیا خفیہ کارروائی کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فریقین کے پانچ پانچ افراد پر دفعہ ۱۰۷ کا نوٹس پولیس کی طرف سے تعمیل کیا گیا ۔ مگر اسی دن دفعہ ۱۰۷ کا نوٹس بحمدہ تعالیٰ واپس لیا گیا مگر مناظرہ حکماً بند کرا دیا گیا ۔

حضرت علمبردار سنیت جناب سید بادشاہ میاں صاحب قبلہ جعفری قادری رامپوری مدظلہم نے ۲ر جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ بروز دوشنبہ مبارکہ مطابق ۱۲ر جولائی ۱۹۳۷ء کو صبح رجسٹری رسید ۱۳۱ پوسٹ نانپارہ سے صدر وہابیہ مولوی نور الحق لکھنوی کو چیلنج مناظرہ بھیج دیا کہ اگرچہ نانپارہ میں سال بھر تک کے لئے اہلسنت سے مناظرہ نہ کرنے کا تحریری اقرار آپ لوگ کچہری میں داخل کر چکے ہیں ۔ لیکن حدود نانپارہ کے باہر آپ لوگ مناظرہ کے لئے بالکل آزاد ہیں ۔ لہٰذا آپ اپنے مناظرین کو لے کر بہرائچ شریف آ جائیں وہاں آپ لوگوں کے لئے ہم حفظ امن کے پورے ذمہ دار ہیں وہیں میدان مناظرہ میں اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دے دیجئے ۔ رجسٹری شدہ چیلنج صدر وہابیہ کو وصول ہو گیا ان کی دستخطی رسید آ گئی مگر صدر وہابیہ مناظرہ سے اس قدر ڈرے ہوئے تھے کہ بہرائچ شریف میں بھی مناظرہ کو تیار نہ ہوئے ۔ سنیت کے ڈنکے

بجے وہابیت دیوبندیت کے پرخچے اڑے۔ حق کا بول بالا اور باطل کا منہ کالا ہوا۔

فالحمد للہ رب العلمین

بسڈیلہ میں سنیوں اور وہابیوں کا مناظرہ

بسڈیلہ ضلع بستی میں وہابیوں دیوبندیوں نے فتنہ پھیلایا تو مناظرہ مقرر ہوا اور اہلسنت کی طرف سے سلطان المناظرین حضرت شیر بیشۂ سنت اور سید العلماء سند الحکماء حضرت مولٰنا مولوی حافظ قاری مفتی حکیم سید شاہ آل مصطفٰے صاحب قادری برکاتی قاسمی مارہروی دامت برکاتہم[1] صدر مقرر ہوئے۔ دیوبندیوں کی جانب سے نور محمد ٹانڈوی مناظر اور وکیل تفہیم تھانوی ابو الوفا شاہجہاں پوری صدر مقرر ہوئے

حضرت سید العلماء (علیہ الرحمہ) فرماتے ہیں کہ مناظرہ شروع ہونے سے پہلے دیوبندی اسٹیج پر تقریباً ڈیڑھ سو دیوبندی وغیر مقلدیوں کو دیکھ کر میں نے حضرت شیر بیشۂ سنت سے کہا کہ حضرت کس کس کو جواب دیں گے یہ تو بہت ہیں۔ حضرت نے بغیر کسی خوف وہراس کے جواب دیا۔ حضور! لومڑیاں سینکڑوں جمع ہوجائیں مگر شیر کے کھڑے ہوتے ہی فرار ہوجائیں گے حضور آپ ابھی خود ملاحظہ فرمائیں گے کہ سیدنا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے غلام کی کیسی مدد فرماتے ہیں۔

مناظرہ شروع ہوا اور وہابی مناظر کی عاجزی دیکھ کر وہابی مولویوں نے بھاگنا چاہا تو عوام اہلسنت نے ان کا ارادہ جان کر پہرہ مقرر کردیا اور مناظرہ گاہ میں اعلان ہوگیا کہ طرفین کے تمام مولویوں کو جب تک مناظرہ رہے اسی میدان میں رہنا ہوگا۔ نماز اسی میدان میں پڑھیں گے۔ کھانا یہاں منگا کر کھائیں گے۔ اسی جگہ سونا بیٹھنا ہوگا رفع حاجت کو جائیں تو ہمارے آدمی ساتھ جائیں گے۔ جب تک فیصلہ نہ ہوجائے میدان مناظرہ سے کوئی نہیں جائے گا۔

جب دیوبندی مناظر کا عجز وسکوت خوب ظاہر ہوگیا اور حبیب الرحمٰن مئوی

[1] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ - منصور رضوی

عبد اللطیف مئوی اور وکیل تھانوی بھی بات نہ بنا سکے نہ اپنا مسلمان ہونا ثابت کرسکے تو پولیس کو درمیان میں دخیل کیا۔ پولیس نے مناظرہ بند کرایا۔ وہابیوں دیوبندیوں نے جان بچائی اور پولیس انسپکٹر کے ہاتھی کے پیچھے چھپ چھپ کر بھاگے۔ اہلسنت کو شاندار کامیابی و فتح مبین حاصل ہوئی۔ ہزاروں نے وہابیت سے توبہ کی سیکڑوں حضرت سید العلماء صاحب (علیہ الرحمہ) کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ افسوس کہ بسڈیلہ کے مناظرہ کی روداد شائع نہ ہوسکی۔ ہاں بسڈیلہ اور گرد و نواح کے ہزاروں حاضرین کی زبانوں پر آج بھی جستہ جستہ واقعات ہیں جن کو سن کر حضرت شیر بیشۂ سنت کے اس رجزیہ شعر کا منظر سامنے آتا ہے۔

سگ ہوں میں عُبَید رضوی غوث ورضا کا
آگے سے مرے بھاگتے ہیں شیر ببر بھی!

مُورانواں میں اہلسنت کی فتح مبین

مورانواں ضلع اناؤ میں مولوی عبد الشکور کاکوروی کے ایک چیلے نے وہابیت کا زہر پھیلایا تو سنیوں نے بےچینی محسوس کی اور مناظرہ کی نوبت آئی۔ یہ مناظرہ ۱-۲-۳ ربیع الاول شریف ۱۳۵۵ھ کو مورانواں میں ہوا۔ مولوی عبد الشکور[1] کاکوروی ایڈیٹر النجم نے تو اپنی جان بچائی یہ بلا نور محمد ٹانڈوی کے سر آئی۔

حضرت شیر بیشۂ سنت اہلسنت وجماعت کے مناظر اور حضرت مجاہد ملت علامہ مولٰنا مولوی الحاج محمد حبیب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم[1] صدر مقرر ہوئے اس مناظرہ کا موضوع بحث اکابر دیوبندیہ تھانوی وگنگوہی وانبیٹھی ونانوتوی کے کفریات قطعیہ یقینیہ اور حاکم پرگنہ سخت قسم کا دیوبندی گنگوہی کے خلیفہ کا مرید تھا اس کا مجمع عام میں اس نے اقرار کیا۔ اس مناظرہ میں اشرفعلی تھانوی۔ رشید احمد گنگوہی۔ خلیل احمد انبیٹھی و قاسم نانوتوی وعبد الشکور کاکوروی کے کفریات خوب واضح کئے گئے۔ کاکوروی صاحب کی خارجیت خوب آشکار کی گئی۔ یہ وہی خارجیت ہے جس کو محمود احمد عباسی نے اب پھر

[1] رحمۃ اللہ علیہ

اچھالا ہے۔ اس مناظرہ کی مختصر روداد بنام تاریخی مبلغ وھابیہ کا گویۂ چھپی ہے۔

اس مناظرہ میں ایک موقع پر نور محمد ٹانڈوی نے کہا۔ مولنا! آپ نے ابتداء میں دیوبندیوں سے پڑھا ان میں رہے اب انھیں کو کافر و مرتد کہتے ہیں بڑے آپ سے بڑھ کر احسان فراموش اور نمک حرامی کرنے والا کون ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ مولوی صاحب! یہ حق پسندی حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کریمہ ہے کہ جب حق واضح ہوگیا تو فوراً جدا ہو گئے اور اسی کے خلاف محاذ قائم فرما کر اعلان حق فرمایا۔ کیا حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی احسان فراموش (معاذ اللہ) کہہ سکتے ہو۔ نور محمد ٹانڈوی اس کا جواب سوائے سکوت و خاموشی کے اور کچھ نہ دے سکے

یہ مناظرہ بھی تیسرے روز دیوبندیوں کی سازش سے بند ہوا جبکہ دیوبندی مناظر اور سارے دیوبندی مولوی عاجز و لاجواب ہو چکے تھے۔

سلاّنوالی میں منظور سے مناظرہ

پنجاب میں راولپنڈی کے ضلع جہلم میں ایک مقام سلاّنوالی ہے وہاں مناظرہ مقرر ہوا اور اہلسنت کی جانب سے حضرت شیر بیشۂ سنت مناظر مقرر ہوئے اور دیوبندی کی طرف سے وکیل تھانوی منظور سنبھلی مناظر مقرر ہوئے اس مناظرہ میں منظور سنبھلی ایسے لاجواب اور عاجز ہوئے کہ آئندہ کے لئے مناظرہ سے توبہ کر گئے اور پھر کبھی مناظرہ کو نہ آئے۔ سنیوں کو فتح و نصرت حاصل ہوئی۔ فالحمد للہ اس مناظرہ کی روداد بھی شائع نہ ہو سکی۔

بھدرسہ میں دیوبندیوں کی کھلی شکست

ضلع فیض آباد میں بھدرسہ وہ مقام تھا جہاں مولوی عبد الشکور کاکوروی خارجی کا ہر مہینہ میں کئی بار جانا ہوتا تھا۔ وہاں محب سنیت جناب علی بہادر خاں صاحب

نوٹ۔ حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ کی ابتدائی تعلیم میں دیوبندی اساتذہ تھے جس کا ذکر گذشتہ صفحات میں ہوا۔ نور محمد ٹانڈوی نے اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے یہ کہا۔ منصور رضوی

قادری رضوی حشمتی نے اپنے شیخ و مرشد حضرت شیر بیشۂ سنت کو تشریف فرما ہونے کی دعوت دی۔ حضرت تشریف لے گئے اور تین بیانات ہوئے۔ سنیت کی تبلیغ ہوئی سنیوں کے عقائد میں تازگی اور پختگی پیدا ہوئی بہت سے مذبذبین توبہ کر کے سنی ہو گئے یہ چیز کاکوری صاحب کو اپنی موت معلوم ہوئی تو کاکوری جی نے بھدرسہ کے وہابیوں دیوبندیوں کی طرف سے ایک اشتہار تمام سنیوں کو چیلنج مناظرہ کا چھپوا دیا۔ علی بہادر خاں صاحب نے وہ اشتہار حضرت کو بھیج دیا۔ حضرت نے اس کے جواب میں خان صاحب کو لکھا کہ میرے قیام کا انتظام کریں میں بھدرسہ آرہا ہوں۔

۲۱ مئی ۱۹۳۶ء کو حضرت بھدرسہ پہنچ گئے اور وہاں کے دیوبندیوں کو یہ اطلاع دی گئی کہ اپنے مولویوں کو بلاؤ اور مناظرہ کراؤ۔ روزانہ حضرت کے بیانات کا سلسلہ جاری ہوا اور دیوبندیوں کو للکارا جاتا مگر دیوبندیوں کو مناظر ہی نہ ملتا تھا۔

جب یہ حال دیکھا تو وہابیہ دیوبندیہ کاکوری جی کے پاس پہنچے بہت روئے دھوئے کہ آپ نے پوسٹر شائع کر دیا اب مولنا حشمت علی آ گئے تو ہمارا کوئی مولوی آنے کو تیار نہیں ہم منہ دکھانے کے لائق نہ رہے۔ اور اب ہم یہ بتانے آئے ہیں کہ ہم لوگ جا رہے ہیں اور اب ہم ان کے ہاتھ پہ توبہ کر کے دیوبندیوں پر لعنت کریں گے۔ تو کاکوری جی نے سمجھایا اور عبد السلام لکھنوی ابوالوفا ویونس وغیرہم کو بھیجا مگر یہ لوگ بھدرسہ آنے کے بعد گھر میں بیٹھ گئے نہ مناظرہ کو نکلے اور نہ تقریر کرنے باہر آئے حضرت کے بیانات برابر ہوتے رہے۔ بھدرسہ کے وہابیوں نے بہت دوڑ بھاگ کی مگر حضرت شیر بیشۂ سنت کے مقابل آنے کی کسی دیوبندی مولوی میں ہمت نہ ہوئی۔

لیگ اور کانگریس کا فتنہ

لیگ اور کانگریس کی سرگرمیوں کے دوران حضرت شیر بیشۂ سنت لیگ اور کانگریس دونوں سے الگ رہے بلکہ دونوں پر احکام شرعیہ تحریراً و تقریراً فرماتے رہے اس دور میں ایک زمانہ حضرت کا مخالف ہو گیا۔ مگر آپ نے اپنی حق پسندی اور حق گوئی

کو نہ چھوڑا۔ آپ کے گھر میں اینٹیں پھینکی گئیں۔ حکام وقت کی جانب سے خارج البلد ہونے کی دھمکیاں دی گئیں۔ قتل کی سازش کی گئی مگر آپ نے حق پسندی کو نہ چھوڑا ایسے ماحول میں بھدرسہ کے وہابیوں نے حضرت پر مقدمہ دائر کر دیا۔

بھدرسہ کا مقدّمہ

یہ مقدمہ فیض آباد میں چلا۔ ۱۲ جون ۱۹۴۶ء سے ۲۵ ستمبر ۱۹۴۷ء تک یہ مقدمہ جاری رہا۔ اور ۲۵ ستمبر ۱۹۴۷ء کو مجسٹریٹ درجہ اوّل فیض آباد کے یہاں سے فیصلہ ہوا۔ یہ مقدمہ زیر دفعات ۵۰۰، ۱۵۳ اور ۲۹۸ تعزیرات ہند اور زیر دفعہ ۲۵۸ ضابطۂ فوجداری چلایا گیا۔ جبکہ سنی آتے ہوئے کتراتے تھے۔ جس دور میں رلیاں ایک بوگی مسلم لیگ کے نام سے لگتی تھی۔ اس دور میں حضرت کو پیلی بھیت سے بار بار فیض آباد آنا پڑتا تھا۔ پورے دو برس یہ مقدمہ چلتا رہا۔ آخر حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں کا کرم ہوا تو وہ شاندار کامیابی حضرت کو حاصل ہوئی کہ وہابیوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور حاسدین بھی منہ تکتے رہ گئے۔ فللّٰہ الحمد

دیوبندیوں کے کافر و مرتد بے دین ہونیکی سند گورنمنٹ کے کورٹ سے

حضور مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرات علمائے کرام و مفتیان عظام مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ و مصر و شام و عراق سے اکابر وہابیہ دیوبندیہ کے اقوال کفریہ پیش کر کے ان پر کفر کے فتوے حاصل کئے جو حسام الحرمین کے نام سے شائع ہوئے اور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ سنت نے گورنمنٹ کی کورٹ سے ان دیوبندیوں کے کفر و ارتداد اور بے دینی پر

مہر حکومت ثبت کرائی کیوں کہ بیان دعویٰ میں تھا کہ

(الف) یہ کہ مولوی اشرفعلی تھانوی و مولوی محمد قاسم نانوتوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھی، مولوی عبدالشکور کاکوروی و مولوی رشید احمد گنگوہی کافر و مرتد بے دین ہیں۔

(ب) یہ کہ مسمیان عبدالحمید خان و حبیب اللہ خان و محمد شریف خان، مولوی سراج الحق، حکیم محمد عارف ساکنان قصبہ بھدرسہ وہابی کافر مرتد، بے دین، دیوبندے ہیں اور یہ کہ ملزم کی تقریر مذکور سے مدعیان و علمائے دین مدعیان کی سخت توہین و دل آزاری ہوئی ہے۔

اس بیان دعویٰ کو پڑھیئے اور پھر حضرت کا یہ بیان پڑھئے۔

چونکہ ۷ رجون ۱۹۴۶ء سے پیشتر بھدرسہ اور اس کے قرب و جوار میں میری متعدد تقریریں ہوتی رہیں اور ان تقریروں میں نے اپنے مذہب اہلسنت کی تبلیغ کے لئے اور سنی مسلمانوں نیز دوسرے حاضرین کی نصیحت و ہدایت کے لئے کتاب حسام الحرمین کتاب الصوارم الهندیه اور مبلغ وہابیہ کی زاری کا اقتباسات پڑھ کر سناتا رہا۔ حسام الحرمین میں مکہ شریف و مدینہ شریف کے علمائے کرام نے متفق علیہ فتوے دیئے ہیں کہ مولوی اشرفعلی تھانوی و مولوی خلیل احمد انبیٹھی و مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی قاسم نانوتوی نے اپنی عبارات مندرجہ حفظ الایمان ص۸ و براہین قاطعہ ص۵۱ و تحذیر الناس ص۳۔۱۴، ۲۸ و فوٹو فتوائے گنگوہی میں خدا تعالیٰ کو جھوٹا کہا ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو جانوروں، بچوں، پاگلوں چارپایوں کے علم غیب کے مثل لکھا ہے۔ حضور پیغمبر اسلام کے سب سے آخری نبی ہونے کا انکار کیا ہے۔ لہٰذا یہ لوگ خدا اور اس کے رسول کے توہین کے مرتکب ہونے کی وجہ سے بحکم شریعت مطہرہ، کافر مرتد بے دین، وہابی ہیں اور کتاب الصوارم الهندیہ میں ہند سندھ پنجاب، بنگال، مدراس، برما، دکن و کوکن، بلوچستان و سرحد و گجرات و کاٹھیاواڑ کے دو سو اڑسٹھ (۲۶۸) علمائے کرام نے اجماعی فتوے دیئے ہیں کہ یہ چاروں مولوی صاحبان اپنی انہیں عبارتوں کی بناء پر شریعت کے حکم سے کافر، مرتد، بے دین وہابی ہیں

اور کتاب حسام الحرمین درست وحق وصحیح ہے۔

اور کتاب مبلغ وہابیہ کی زاری میں ہندستان کے چورانوے (۹۴) علمائے کرام نے اجتماعی طور پر فتوے دیئے ہیں کہ مولوی عبدالشکور کاکوروی نے اپنی کتاب نصرت آسمانی کے صفحہ ۲۵ پر مولوی اشرفعلی تھانوی کی عبارت کی تائید کی ہے اور اسی نصرت آسمانی کے صفحہ ۴۰ پر براہین قاطعہ ص۵۱ کی تائید کی ہے لہذا مولوی عبدالشکور صاحب بھی اپنی نصرت آسمانی کی ان دونوں عبارتوں کی بناء پر شریعت کے حکم سے کافر، مرتد، بے دین وہابی ہیں۔

پڑھیئے کتاب فرحت افزا فتح مبین میں حضرت شیر بیشۂ سنت کا وہ مبارک بیان جو آپ نے کورٹ میں برسر اجلاس زبانی دیا ہے اور جو تحریری بیان ہے وہ تو دیوبندیوں پر قیامت کبریٰ ہے۔ بہر حال حضرت نے بیان دعویٰ کے الفاظ سے انکار نہیں کیا ہے بلکہ خود اقرار فرمایا ہے کہ ان پانچوں مولویوں کو میں نے اپنی تقریر میں کافر مرتد بے دین وہابی کہا ہے۔

اب مجسٹریٹ صاحب کا فیصلہ پڑھئے اس فیصلہ کی تفصیل پانچ صفحات میں پھیلی ہوئی ہے۔ آخری الفاظ فیصلہ کے یہ ہیں۔

میں ملزم حشمت علی کو تعزیرات ہند کی دفعات ۵۰۰ و ۱۵۲ و ۲۹۸ سے جن کا الزام اس پر لگایا گیا ہے اور اس پر مقدمہ چلایا گیا ہے بے قصور قرار دیتا ہوں اور اس کو آزاد کرتا ہوں زیر دفعہ ۲۵۸ ضابطہ فوجداری اس کو آزاد کرتا ہوں

دستخط مہابیر پرشاد اگروال مجسٹریٹ درجہ اول فیض آباد ۲۵ ستمبر ۱۹۳۸ء

تفصیل کے لئے کتاب فرحت افزا فتح مبین کا مطالعہ کیجئے۔

اس مقدمہ میں دیوبندیوں نے مذہبی امور میں ماہر اور ایکسپرٹ کی حیثیت سے وکیل تھانوی ابوالوفا کو پیش کیا تھا۔ حضرت شیر بیشۂ سنت نے خود کورٹ میں اس سے جرح وبحث فرمائی تھی اس کی مکمل ومفصل کیفیت رسالہ مبارکہ فتح الابرار علی الکفار میں ہے۔ خدا کرے کہ وہ چھپ کر شائع ہو جائے تو عوام وخواص

دونوں کو فائدہ ہوگا۔

سشن جج فیض آباد کا فیصلہ

مجسٹریٹ درجہ اول کے فیصلہ کے خلاف وہابیہ بعدالت سیشن کورٹ فیض آباد میں نگرانی کے لئے گئے وہاں بھی فیصلۂ سابق ہی بحال رہا۔ سیشن جج صاحب نے بھی بحث فرمائی اور پونے چار صفحات میں فیصلہ لکھا۔ آخری الفاظ یہ ہیں۔

تمام پہلوؤں پر بہت غور وخوض کے ساتھ نظر ڈالنے اور ثبوت کو پڑھنے کے بعد اس نتیجہ تک پہنچنے پر مجبور ہوا ہوں کہ میں حسب فیصلہ لائق مجسٹریٹ یہ فیصلہ کروں کہ ۸ رجون ۱۹۳۶ء کو ایسی تقریر نہیں ہوئی مستغیث عبدالحمید خان اور ان جیسے اندھے مقلدین مذہب کی طرف سے دائر کیا ہوا استغاثہ بالکل من گڑھت ہے۔ لائق مجسٹریٹ کا فیصلہ جس میں اس نے ملزم کو بری کر دیا۔ فریقین کے پیش کردہ ثبوتوں کی بناء پر بالکل صحیح اور درست ہے۔ مستغیثان میرے سامنے لائق مجسٹریٹ کے فیصلے میں کوئی قانونی غلطی نہ بتا سکے۔ درحقیقت یہ نگرانی جس کی مانند اپیل میرے سامنے بحث ہوئی تھی اس میں کوئی جان نہیں ہے اور جس کو میں خارج کرتا ہوں:

دستخط یعقوب علی رضوی سشن جج ۲۸ رجون ۱۹۳۶ء

ڈسٹرکٹ اینڈ سشن جج فیض آباد۔ نقل کرنیکی تاریخ ۵ رمئی ۱۹۳۶

اس مقدمہ کو وہابی ہائی کورٹ نہ لے گئے ورنہ یہ مقدمہ انشاء اللہ تعالیٰ نظیر بن جاتا اور اہلسنت کو بہت کارآمد ومفید ہوتا۔ اس فیصلہ سے بہر حال یہ ثابت ہوگیا کہ دیوبندی کافر، مرتد، بے دین وہابی دیو کے بندے ہیں۔

بھاؤ پور میں مناظرہ

پرانپور علیم شمیم کے دماغ میں کلبلاہٹ ہوئی اور حضرت شیر بیشۂ سنت سے مناظرہ کرنے آیا۔ مگر دو تین تحریروں میں ہی بھاگ کھڑا ہوا۔ اس مناظرہ کی روداد شائع

ہو چکی ہے۔

مہوہ پاکھر میں حضرت شیر بیشۂ سنت کا مناظرہ

اور وکیل تھانوی مع دس مولوی زنانہ مکان میں بند

موضع بچورہ تھانہ سعد اللہ نگر ضلع گونڈہ میں اہلسنت کا جلسہ مقرر ہوا حضرت شیر بیشۂ سنت کی آمد کا اشتہاروں میں اعلان ہوا۔ دیوبندیوں نے اسی کے قریب مہوپاکھر میں اپنا جلسہ مقرر کیا اور وکیل تھانوی ابو الوفا ابن کاکوروی عبد السلام و حکیم و حبیب اللہ و کلیم اللہ وغیرہم گیارہ دیوبندی وہابی مولویوں کے آنے کا اعلان ہوا۔ دیوبندیوں نے حسب معمول اچھلنا کودنا شروع کیا۔ ایک دیوبندی سے حافظ محمد حنیف صاحب قریشی امام مسجد بچورہ سے گفتگو ہوئی کہ مناظرہ ہو جائے۔ حافظ صاحب کے پاس حضرت سے کسی موقع پر شرائط مناظرہ لکھوا لی تھیں اور فرما دیا تھا کہ جب کبھی کوئی دیوبندی مناظرہ کا نام لے تو ان شرائط پر مناظرہ طے کر لیجئے اور مجھے اطلاع کر دیجئے میں ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور آؤں گا۔ حافظ صاحب اس دیوبندی سے گفتگو کے بعد مہوپاکھر گئے اور ذمہ داران و بانیان جلسہ سے بات چیت کر کے مناظرہ مقرر کر لیا۔ طرفین سے باقاعدہ تحریریں ہو گئیں اور بچورہ آکر حضرت شیر بیشۂ سنت کو خط سے تمام تفصیلات کی اطلاع دی۔ بچورہ کے جلسہ سے ایک دن پہلے مہوہ پاکھر میں جلسہ شروع تھا اور مہوہ پاکھر کے دوسرے دن کے اجلاس میں مناظرہ ہونا طے پایا تھا۔

دیوبندی مولوی مہوہ پاکھر آئے اور پہلے دن کے جلسہ میں دھواں دھار تقریریں کیں۔ اسی روز حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بچورہ تشریف فرما ہوئے۔ سنیوں نے شاندار استقبال کیا۔ حضرت نے حالات معلوم کئے۔ مناظرہ کی تحریر منگا کر دیکھی اور اس تحریر کو محفوظ فرما لیا۔ دوسرے دن صبح فجر کی نماز کے بعد مہوپاکھر مناظرہ کے لئے جانے کی تیاری ہوئی۔ مسلمانان اہلسنت میں یہ خبر بجلی کی سی تیزی کے ساتھ پھیل گئی اور سینکڑوں سنی مسلمان حضرت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ نو بجے دن سے مناظرہ

کا وقت تھا ساڑھے آٹھ بجے حضرت ان کی جلسگاہ میں تشریف فرما ہوئے اور ان کے اسٹیج پر قبضہ فرمایا۔ حاضرین اہلسنت نے نعرۂ تکبیر و رسالت بلند کئے۔

اسٹیج کے سامنے ہی کمرے میں دیوبندی مولوی ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس کمرے کے دروازے پر فوراً پردہ ڈال دیا گیا اور باہر پہرہ دار مقرر کر دیئے کہ وہابی دیوبندی تو اندر مکان میں جائیں مگر سنیوں کو اندر جانے سے روکا جاتا اور صاف کہا جاتا کہ زنانہ مکان ہے۔

حضرت نے جب یہ حال دیکھا تو منتظمین و ذمہ داران جلسہ کو بلا کر فرمایا کہ آپ کی دعوت کے مطابق اور حسب قرارداد طرفین میں آگیا ہوں اپنے مناظرین کو بلایئے اور مناظرہ کرایئے جس کا جواب یہ ملا کہ ابھی نو بجنے میں وقت ہے اور مناظرہ ۹ بجے سے ہوگا۔ حضرت نے فرمایا ٹھیک ہے۔ میں آگیا ہوں اور آپ کو خبردار کر دیا ہے۔ جب ساڑھے نو بج گئے تو حضرت نے پھر تقاضہ کیا۔ جس کا جواب بانیان جلسہ نے دیا کہ ابھی آتے ہیں۔ ادھر جلسگاہ میں ہزاروں سنی مسلمان جمع ہو چکے تھے حضرت نے کچھ دیر بعد انتظار کر کے بیان شروع فرما دیا۔ عزت و عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا بیان اور دیوبندیوں کے کفریات و انکار ضروریات دین کا بھانڈا ان کی کتابیں دکھا کر فرمانے لگے اور مہوپاکھر میں آئے ہوئے محبوس مولویوں کے نام لے کر ایک ایک کو للکارنے لگے۔ دیوبندی مولوی سامنے ہی کمرہ میں بیٹھے ہوئے اپنے اسٹیج سے اپنے پرکھوں پرانوں کے کفریات سن رہے تھے اور چپ سادھے دم چرائے، جان بچائے کمرہ میں بند تھے۔ حد یہ کہ خوف کے مارے استنجا وضو کرنے کو بھی باہر نہ نکل سکتے تھے۔ یا پولیس المدد کا وظیفہ پڑھا اور اسی کمرہ میں تھانیدار کو بلا کر راز و نیاز کی باتیں کیں۔ تھانیدار صاحب حضرت کے پاس آئے تو حضرت نے فرمایا کہ میں بلایا ہوا آیا ہوں۔ یہ طرفین کی دستخط شدہ تحریر میرے پاس موجود ہے۔

دیوبندی مولویوں کو باہر لایئے۔ آپ امن و امان قائم رکھئے اور مناظرہ کرایئے۔ تھانیدار نے واپس جا کر بانیان و دستخط کنندگان کو کہا کہ وہ تمہارے بلائے ہوئے آئے ہیں تم تحریر دے چکے ہو۔ اب صرف یہ صورت ہے کہ مناظرہ کراؤ۔

ادھر مناظرہ کے نام سے دیوبندی مولویوں کو موت آ رہی تھی۔ ایک بجے تک حضرت نے

بیان فرمایا۔ صلاۃ وسلام ودعا پر اجلاس برخواست فرما کر اعلان کیا کہ نماز ظہر ادا کیجئے اس کے بعد پھر بیان یا مناظرہ شروع ہوگا۔ سب لوگ نماز کی تیاری میں لگ گئے اور دیوبندی مولویوں پر اعلان مزید مصیبت ہوگیا۔ اسی جلسہ گاہ میں اذان ہوئی۔ حضرت نے نماز ظہر کی امامت فرمائی۔ یہ منظر بھی قابل دید تھا کہ دیوبندی اسٹیج پر حضرت شیر بیشۂ سنت کا بیان، سلام با قیام اور دیوبندیوں کی جلسہ گاہ میں سنی عوام اپنے مناظر شیر بیشۂ سنت کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے تھے اور دیوبندی دم سادھے پڑے تھے۔

نماز کے بعد حضرت نے بانیانِ جلسہ اور تھانیدار صاحب کو بلایا اور فرمایا کہ میں بلانے پر آیا ہوں وقت مناظرہ سے اتنا وقت زائد گزر چکا۔ فساد کا کوئی اندیشہ نہیں آپ لوگ گاؤں کے بڑے اور ذمہ دار ہیں۔ سنیوں کا میں ذمہ دار ہوں اور فسادی کے لئے تھانیدار صاحب موجود ہیں اپنے مولویوں کو باہر نکالو اور مناظرہ کراؤ ورنہ توبہ کر کے سنی ہو اور دیوبندی مولویوں کو نکال باہر کرو۔ حاجی سکھی نے کہا کہ ہم جا کے جواب لاتے ہیں۔ حضرت نے کچھ دیر انتظار کے بعد پھر بیان شروع فرمایا۔ دیوبندی مولویوں کا تو حال خراب تھا زنانہ مکان میں بند تھے۔ یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا حضرت نے اسی جلسہ گاہ میں اذان کہلوائی لوگوں نے وضو کیا اور عصر کی نماز بھی حضرت نے پڑھائی۔

عصر کے بعد ذمہ داران جلسہ اور تھانیدار صاحب حضرت کے پاس آئے اور بولے کہ ہمارے مولوی مناظرہ کو کسی طرح تیار نہیں ہیں۔ حضرت نے فرمایا آپ لوگ حق و باطل کو خوب پہچان گئے ہیں۔ حق کا ساتھ دیجئے۔ باطل سے دور رہئے۔ آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ چھ سات گھنٹے تھانوی اور گنگوہی، انبیٹھی و نانوتوی و عبد الشکور کاکوری کے کفریات علی الاعلان بتائے جا رہے ہیں تمہارے مولوی برابر سن رہے ہیں مگر جواب دینے سے جان چرا رہے ہیں اس سے بڑھ کر اور فرار کیا ہوگا۔ اب ان مولویوں کو اپنے یہاں سے رخصت کریں۔ پھر ہم جائیں وہ جائیں۔ سکھی نے کہا وہ ہمارے بلائے ہوئے آئے ہیں۔ آپ تو یہ فرمائیں کہ ہمارے جلسہ گاہ سے آپ کب جائیں گے۔ حضرت نے فرمایا جب مناظرہ ہو جائے گا۔ اس نے کہا ہمارے مولویوں میں سے کوئی بھی

مناظرہ کو ہرگز ہرگز تیار نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ لکھ کر دیدیں کہ ہم مناظرہ کرنا نہیں چاہتے اور ایک تحریر آپ لکھ دیں کہ ہمارے مولوی دیوبندی وہابی کوئی مناظرہ کو ہرگز تیار نہیں لہٰذا ہم معافی چاہتے ہیں۔ اور قرارداد طرفین کے مطابق ہمیں اپنی شکست قبول ہے۔ یہ دونوں تحریریں جب ہم کو دیدو گے تو ہم چلے جائیں گے ورنہ آج دن کی طرح ہم اسی پنڈال میں پکورہ والا جلسہ آج شب میں منائیں گے۔ گاؤں کے دیوبندیوں نے جب یہ حالات مولویوں کو بتائے تو وہ حالات سن کر سن ہو گئے۔ مگر شیر بیشۂ سنت سے جان بچانے اور جلسہ بے جا کو ختم کرانے کے لئے تحریر لکھ دی۔ وکیل تھانوی کے دستخط ہوئے۔ دوسروں نے دستخط کئے وہ تحریر لاکر حضرت کو دی۔ حضرت نے پھر ان ذمہ داروں سے کہا کہ آپ لوگ بھی لکھ کر دیں۔ انھوں نے بھی تحریر لکھی۔ سنیوں نے نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت بلند کئے۔ اب مغرب کا وقت ہوگیا تھا۔ حضرت نے اذان کہلوائی مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ ادا ہوئی۔ پھر پکورہ گاؤں کے احباب کو بلایا کہ سائیکل پر کسی شخص کو پکورہ بھیج کر اطلاع دیں کہ جلسہ کا انتظام پکورہ میں کیا جائے میں آرہا ہوں۔ پھر حضرت نے اہلسنت کی بیّن فتح مبین اور دیوبندیوں کی شکست مبین کا اعلان کیا۔ اظہار فرحت و سرور کے لئے صلاۃ وسلام با قیام ہوا۔ دعا مانگی اور فلک شگاف نعروں کی گونج میں فتح و ظفر کے ساتھ واپس ہوئے۔ حضرت جب مہوہ پاکھر کی حدود سے باہر آگئے تو دیوبندیوں کی جان میں جان آئی۔ پکورہ پہنچ کر حضرت نے وہاں کے پہلے اجلاس میں ہی عظیم الشان خطاب فرمایا اور بڑے کامیاب اجلاس پکورہ میں ہوئے۔

فالحمد للہ رب العلمین

پہلی مرتبہ حاضری حرمین شریفین

سنہ ۱۳۷۰ھ میں حرمین شریفین کی حاضری کا ارادہ فرمایا تو ہندوستان بھر میں یہ خبر پھیل گئی۔ سنیوں میں خوشی و مسرت، اور وہابیوں میں غم و حسرت کے ساتھ سنی گئی اور بہت سے قسمت والے سنیوں نے حضرت کی ہمراہی میں حاضری کا ارادہ کیا۔ بمبئی

سے جانے والے آخری جہاز محمدی میں حضرت بمبئی سے روانہ ہوئے۔ اتفاق کی بات کہ اسی جہاز میں ہندستان کے نامی گرامی چوٹی والے دیوبندی مولوی صاحبان بھی روانہ ہوئے۔ بمبئی کے ہزاروں سنی مسلمانوں نے بڑی ہی شان و شوکت کے ساتھ حضرت کو رخصت کیا۔ ۱۸ نمبر گودی سے یہ جہاز جدہ روانہ ہوا۔ اللہ اکبر یا رسول اللہ کے فلک شگاف نعروں کے ساتھ جہاز چلا۔ حسرت مسرت کے ملے جلے جذبات میں الوداع اور فی امان اللہ و فی امان الرسول کی صداؤں میں حضرت حرمین شریفین کی طرف روانہ ہو گئے۔

آگے سفر میں کیا ہوا اس کی تفصیل حضرت کے والا نامہ میں پڑھیے جو حضرت نے مکہ معظمہ سے میرے نام ارسال فرمایا۔

مکہ معظمہ سے حضرت کا والا نامہ

از مکہ مکرمہ محلہ حارۃ الباب معرفت سید محمد شیخ جمال اللیل

جان برادر ابوالظفر محب الرضا حفظکم رب العزۃ والعلا وایانا دائما من جمیع الفتن والشرور ومن مکائد جمیع الاشرار والحساد والعدیٰ آمین بحرمۃ حبیبہ المصطفیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ الصلاۃ والسلام دائما ابدا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل چہار شنبہ ۲۴ ذی الحجہ الحرام ۱۳۷۰ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۵۱ء کو تمہارا محبت نامہ پڑھ کر خوشی و مسرت ہوئی۔ فللہ ربنا الکریم الحمد وعلی حبیبہ وآلہ الصلاۃ والسلام
مکہ معظمہ سے ایک دعا نامہ کئی روز ہوئے تمہارے نام لکھ چکا ہوں امید کہ بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم ملا ہوگا۔ حج سہ شنبہ کو ہوا۔ حالانکہ جتنے جہاز ۲۹ ذی قعدہ کو راہ میں تھے تقریباً ہر ایک سفر کرنے والے حجاج سے ملاقات کی کسی نے ۲۹ کی رویت ہلال کی شہادت نہ دی اخیر علمائے اہلسنت سلمہم کے فرمان پر اعتماد کر لیا کہ مکہ معظمہ میں ایک روز پہلے رویت ہو جایا کرتی ہے غلطی یہ ہوئی کہ چہار شنبہ کو اول وقت رمی و قربانی کرکے طواف افاضہ کرنے حلق کرا کے احرام کھول ڈالا ورنہ اسی دن غروب آفتاب سے پہلے عرفات شریف ہو آتا۔ فانا للہ تعالیٰ وانا الیہ راجعون وحسبنا ربنا ونعم الوکیل

خدا و رسول جل جلالہ و صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم سب برادران و خواہران اہلسنت کا اور ان سب کے صدقہ میں مجھ گنہگار سگ بارگاہ رضوی کا حج مبرور فرمائیں اور تم سب کو اور ہم سب کو سرکار اعظم مدینہ طیبہ سرکار دو عالم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی حاضری کا شرف اور اسلام و سنیت پر ثبات و استقامت بخیریت و عافیت و فتح و نصرت و فرحت و صحت ہمیشہ کے لئے بخشیں۔ پھر اسی پر خاتمہ بالخیر عنایت فرمائیں۔ آمین بحرمۃ سیدنا الغوث الاعظم وبرکۃ سیدنا الامام الاعظم وبتصدق مرشدنا المجدد الاعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہم واضعافہم عنا ورضی عنا بہم۔ آمین ثم آمین

منیٰ شریف میں گرمی کمزوروں بوڑھوں کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ حکومت نجدیہ کی اطلاعات کے مطابق منیٰ شریف میں شدت گرما کے سبب گیارہ ہزار حجاج مر گئے۔ خیر ان میں جو لوگ ایمان اور سنیت پر گئے وہ تو بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ وعلی آلہ وسلم شہید اور قیامت تک کے لئے ہر سال کے حجاج ہو گئے مگر یہ ضرور ہے کہ کم از کم پندرہ سال جب تک حج موسم گرما میں رہے ہر حاجی کے لئے علاوہ دیگر مصارف کے صرف منیٰ شریف میں مکان کے کرایہ اور پانی اور برف کے مصارف کے لئے کم از کم ڈیڑھ سو ریال ضروری ہیں۔

ہندستان کے سو روپے کے نوٹ کے یہاں ایام حج میں باسٹھ ترسٹھ پھر چونسٹھ ریال ملتے ہیں۔ آج کل پینسٹھ ریال مل رہے ہیں۔ خیمے کا سایہ منیٰ شریف کی گرمی کو ہرگز نہیں روکتا۔ جہاز میں پانچوں نمازیں ہم غربائے اہلسنت کی بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ وعلی آلہ وسلم بلند آواز سے اذان و صلاۃ و جماعت کے ساتھ علیحدہ ہوتی رہیں۔ دو دن کے بعد طیب[1] دیوبندی کی جماعت میں نمایاں کمی ہو گئی۔ جہاز میں حضرت شاہ صاحب[2] قبلہ دام ظلہ اور فقیر سگ بارگاہ رضوی باعانتہ تعالیٰ

---

[1] قاری طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند مراد ہے جو اسی جہاز سے اپنی پوری جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے
[2] حضرت عالی درجت الحاج صوفی شاہ یار علی صاحب قادری چشتی براؤنی علیہ الرحمۃ والرضوان بانی دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر (منصور رضوی)

وبعنایتہ حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم لوگوں کو عقائد کفریہ نجدیہ دیوبندیہ پر مطلع کرکے ان خبثا کی اقتدا سے توبہ کراتے رہے یہ عمل خیر بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اب بھی جاری ہے ۔

شیر بیشہ سنت اور منظور سنبھلی کا جہاز میں مکالمہ

جہاز میں ایک روز منظور سنبھلی دیوبندی اس فقیر کے بستر کے قریب آکر بولا[1]

منظور :- کیا میں تھوڑی دیر بیٹھ سکتا ہوں

فقیر :- میں آپ کو کیسے منع کرسکتا ہوں ۔ جہاز میری ملک نہیں ورنہ میں آپ کو جہاز میں سوار بھی نہیں ہونے دیتا ۔ کیونکہ میرے نزدیک آپ اپنے عقائد کفریہ کے سبب شرعاً کافر و مرتد و دشمن خدا و عدو رسول ہیں ۔ خیر آئیے بیٹھئے ۔

منظور :- مجھے ایک مسئلہ فقہیہ کی تحقیق کرنی ہے کچھ تکلیف دینا چاہتا ہوں ۔

فقیر :- (پلنگ سے اُتر کر بستر پر بیٹھ گیا) آیئے پوچھئے مگر پہلے یہ ضروری ہے کہ دیوبندیت کے عقائد کفریہ کے متعلق تحقیق فرما لیجئے کہ جو شخص مسلمان ہی نہیں اس کو فقہ سے کیا تعلق ؟

منظور :- آپ پلنگ پر تشریف رکھیں ۔

فقیر :- نہیں نہیں اگرچہ آپ میرے دین و ایمان میں بحکم شریعت مطہرہ اپنے عقائد دیوبندیہ کے سبب قطعاً کافر و مرتد ہیں لیکن دیوبندیہ وہابیہ تو آپ کو اپنا بڑا لقب یعنی اپنا مناظر مانتے ہیں ۔ آپ میرے پاس ایک مسئلہ پوچھنے آئے ہیں ۔ خدا کرے کہ یہی آپ کے لئے ذریعۂ ہدایت ہو جائے تو اتنی مدارات کر پلنگ سے اُتر کر میں بھی آپ کے پاس بیٹھ جاؤں شرعاً ممنوع نہیں ۔

منظور :- عقائد کے متعلق تو مجھے بحمدہٖ تعالیٰ بالکل اطمینان ہے کہ میں

---

[1] دیوبندیوں کے مشہور مناظر مولوی منظور سنبھلی بھی اسی جہاز سے روانہ ہوئے تھے جو شیر بیشۂ سنت سے نہ جانے کتنے مناظروں میں شکست کھا چکے تھے جن کی تفصیل گذشتہ صفحات میں بیان ہوئی وہ ایک مسئلہ میں حضرت کے پاس اس جہاز میں آئے اس کی تفصیل خود حضرت کے قلم سے ملاحظہ فرمایئے منصور رضوی

بالکل حق پر ہوں البتہ مناسک حج کے متعلق ایک مسئلے کی تحقیق آپ سے چاہتا ہوں ۔

فقیر :- یہ بھی ابلیس کا زبردست دھوکہ ہے اس سے قادیانیوں ، بابیوں بہائیوں رافضیوں وغیرہم مرتدین ، بلکہ نصاریٰ و یہود و مجوس و مشرکین کو عقائد باطلہ کفریہ پر اس قدر ہٹ دھرمی کے ساتھ جما دیا ہے کہ آپ کی طرح ہر ایک قادیانی ، ہر ایک رافضی غرض ہر ایک مرتد ، ہر ایک کافر کہہ سکتا ہے کہ الحمد للہ مجھے اطمینان ہے کہ میں بالکل حق پر ہوں ۔ خیر اب وہ مسئلہ پوچھئے ۔

منظور :- بات یہ ہے کہ میں نے مناظرہ چھوڑ دیا ہے ۔ مناظرے میں ہر فریق کے مناظر کی دلی تمنا یہی ہوتی ہے کہ میرا مقابل ایسا کھلا ہوا باطل سے باطل کلمہ چاہے کفر ہی کیوں نہ ہو بک دے تاکہ اس کو مغلوب کر دینے میں مجھے کامیابی ہو جائے ۔ اس لئے عقائد میں آپ سے یا کسی اور سے میں مباحثہ ہرگز نہیں چاہتا ۔ میں تو ایک فقہی مسئلے میں آپ سے تحقیق چاہتا ہوں ۔

فقیر : مناظرے میں ہر فریق کے مناظر کی جو تمنا آپ نے بتائی ہے یہ بے شک مذموم ہے ۔ بلکہ کبھی رضا بالکفر بھی ہو جائے گی ۔ اگر آپ کی یہی تمنا تمام مناظروں میں رہی ہے تو بے شک یہ بھی آپ کا ایک بطلان تھا ۔ میری تو تمنا ہر مناظرے میں بعونہٖ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم صرف یہ رہی ہے کہ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیٰ آلہ وسلم کی عزت و عظمت کے ڈنکے بجیں اور عقائد کفریہ وباطلہ سے بھولے بھالے مسلمان بچیں ۔ اور مناظرہ میں تو خود یہی ہے کہ جس کے لئے آپ تشریف لائے ہیں ۔ مناظرے کا مقصد تحقیق حق ہی تو ہوتا ہے ۔ خواہ اصول عقائد میں ہو یا فروع فقہ میں ۔ مناظرہ تو صحابہ و ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بلکہ حضرات انبیاء و مرسلین علیٰ نبینا وعلیہم الصلاۃ والسلام کی سنت ہے ۔

منظور :- آپ کچھ بھی فرمایئں میں مناظرہ بالکل بند کر چکا ہوں ۔ مناسک کے متعلق ایک مسئلہ اگر آپ اجازت دیں تو پوچھوں ورنہ چلا جاؤں

فقیر :- خیر آپ ناراض نہ ہوں ۔ پوچھئے کیا مسئلہ پوچھنا چاہتے ہیں ۔ مجھے

معلوم ہوگا تو ضرور گزارش کروں گا۔

منظور:- کیا اعلیٰ حضرت نے مناسکِ حج میں کوئی رسالہ تحریر فرمایا۔

فقیر:- جی ہاں! حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مناسک حج میں بھی نہایت بہترین رسالہ مبارکہ تحریر فرمایا ہے کئی بار شائع ہو چکا ہے۔ یہ دیکھئے میرے پاس بھی موجود ہے۔ اس کا تاریخی نام انوار البشارۃ فی مسائل الحج والزیارۃ ہے۔

منظور:- تو اس میں اعلیٰ حضرت نے ہندوستان سے آنیوالوں کے لئے احرام باندھنا کہاں سے تحریر فرمایا ہے۔

فقیر:- محاذات یلملم سے تحریر فرمایا۔ جیسا کہ تمام فقہائے کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ آنے والا اگر میقات سے ہو کر نہ گزرے تو جب سب سے پہلے وہ کسی ایسے مقام سے گزرے گا جو کسی میقات کے محاذی ہے وہیں سے اس کو احرام باندھنا ضروری ہے۔

منظور:- مگر ملا علی قاری نے تو لکھا ہے جو حاجی میقات پر سے نہ گزرے وہ جدہ سے احرام باندھے۔

فقیر: مگر ہم ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقلد نہیں۔ تمام ائمہ حنفیہ علیہم الرحمۃ کی تصریحات جلیلہ کے خلاف ایک اکیلے ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری کا تفرد ہم کیونکر تسلیم کر سکتے ہیں۔ ملا علی قاری تو ملا علی قاری ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ ہم تو ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نصوص کے مقابل امام ابن الہمام بلکہ امام طحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے تفردات کو بھی قبول نہیں کر سکتے۔

منظور:- مگر یلملم تو جہاز سے ہم کو نظر نہیں آتا پھر اس کی محاذات ہم کو کیوں کر معلوم ہو۔

فقیر: جہاز والے اطلاع دیتے ہیں کہ اب جہاز یلملم کے محاذات میں آگیا ہے

منظور:- جہاز والوں کو بھی یلملم دکھائی نہیں دیتا۔ پھر ان کا کہنا کیوں کر معتبر ہوگا

فقیر:- ان کے سامنے نقشہ، قطب نما، گھڑی تینوں چیزیں بالکل صحیح ہوتی ہیں۔

منظور:- نقشہ کا کیا اعتبار!

فقیر:- نقشے کا قطب نما کا اور گھڑی کا اعتبار نہ کیا جائے تو جہاز کا سفر ہی دشوار ہو جائے جہاز کہیں کا کہیں چلا جائے پہاڑ سے ٹکرا جائے پاش پاش ہو جائے

منظور:- مگر جہاز والے تو کافر ہوتے ہیں پھر ان کی خبر کیوں کر معتبر ہوگی۔

فقیر: دیانات میں تو کافر کی خبر معتبر نہیں مگر دنیا میں تو معتبر ہے۔

منظور: مگر احرام باندھنا تو امور دینیہ سے ہے

فقیر:- احرام باندھنا ضرور امور دینیہ سے ہے لیکن جہاز کا یلملم کے محاذی آجانا تو ایک دنیاوی خبر ہے۔ جہاز والے کفار یہ تو کہتے نہیں کہ حاجیو احرام باندھ لو وہ تو سیٹی بجا کر صرف اس امر کی اطلاع دیتے ہیں کہ اب جہاز یلملم کے محاذات میں آگیا ہے

منظور:- الحمد للہ میری تسلی ہوگئی جو میرا خیال تھا آپ کے جوابات سے اسی کی تائید ہوگئی ہے اب میں اجازت چاہتا ہوں۔

فقیر:- تشریف لے جا سکتے ہیں۔ صرف ایک چھوٹی سی بات سنتے جایئے اس پر دن کی تنہائیوں میں رات کی بیداریوں میں ٹھنڈے دل سے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے غور کیجئے گا وہ یہ کہ آپ دیوبندی حضرات کے نزدیک علم غیب صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ خاص ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو کسی طرح علم غیب ہو ہی نہیں سکتا اور ہم اہلسنت کے نزدیک ذاتی علم غیب صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کے ساتھ خاص ہے اور بارگاہ الٰہی سے اصالۃً و بلا واسطہ علم غیب عطا ہونا حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔ پھر حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معاذ اللہ زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی علم غیب ثابت کرنا اور آپ کا اس کی تائید و حمایت کرنا حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والتسلیم کی توہین ہے یا نہیں۔؟

منظور: میں مناظرہ مدت ہوئی قطعاً بند کر چکا ہوں۔ سلانوالی ضلع جہلم

میں جب میرا آپ کا مناظرہ ہوا تھا تو مناظرہ بند کر دینے کے بعد ہوا تھا۔ مگر حضرت مولانا تحسین علی صاحب واں بھچراں والے رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار پر مجھے مجبوراً جانا پڑا تھا۔ میں آپکے سوال کا اسوقت بھی کوئی جواب نہیں دینا چاہتا۔

فقیر: آپ مناظرے تو نہ کیجئے۔ یہ مناظرانہ سوال نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا امر ہے جس پر منصفانہ غور و فکر کرنا آپ کیلئے ہدایت و نجات کا ذریعہ ہے ان شاء اللہ تعالیٰ تم منظور۔ رسول مصطفےٰ المولی تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ منظور اٹھکر جانے لگا تو فقیر نے کہا منظور ایک آخری بات سنتے جاؤ جو ضروری ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی قاسم نانوتوی مولوی اشرف علی تھانوی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اپنے کفریات قطعیہ یقینیہ کی بناء پر ایسے کافر و مرتد ہیں کہ جو ان کے کفریات پر باخبر ہو کر ان کو کافر نہ سمجھے یا کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

منظور: (اٹھتے ہوئے) آپ مناظرہ بھی کرتے جاتے ہیں اور یہ بھی فرماتے جاتے ہیں کہ یہ مناظرہ نہیں ہے۔ فقیر: یہ حکم میں نے اس لئے بیان کیا کہ کل میدان قیامت میں اس احکم الحاکمین جل جلالہ اور اس کے حبیب رؤف رحیم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ و بارک وسلم کے سامنے حاضری کیوقت تم یہ نہ کہدو کہ ہم نے دوران سفر حرمین طیبین حشمت علی کو دینی مسائل میں حکم بنایا تھا اس نے اسوقت احرام کا مسئلہ تو بیان کیا مگر تکفیر علمائے دیوبند کا حکم نہ ظاہر کیا ورنہ چونکہ ہم حکم بنا چکے تھے اگر اس نے تکفیر کا مسئلہ بھی بیان کیا ہوتا تو وہ بھی ہم تسلیم کر لیتے۔ اتنا سُن کر مولوی منظور سنبھلی دیوبندی خاموش اٹھکر چلے گئے۔

برادرم منشی عبدالجبار صاحب سلمہ ربہ کے چلے آنے سے بحمدہٖ تعالیٰ فقیر کو بہت آرام ملا اور برابر مل رہا ہے۔ خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان کو ان کے اہل و عیال علیہم کو بھی دارین میں آرام عطا فرمائیں (آمین) مسفلہ میں میل اخضر اوّل کے فوراً بعد ہی ایک بڑی سڑک مسعیٰ کا قطع کرتی ہوئی جنت المعلیٰ کیطرف جاتی ہے۔ جس پر موٹر لاریاں انہیں سب چیزیں برابر چلتی رہتی ہیں جس سے حجاج کو میلین اخضرین کے درمیان ہرولہ کرنے میں بڑی دقت و پریشانی ہوتی ہے پہلے یہ موٹر بسوں، لاریوں کا راستہ ہرگز نہ تھا حکومت نجدیہ نے اپنے مقصد سے موٹر لاریوں کیلئے دوسری سڑک بنا سکتی ہے۔ مقام مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زیارت سے بھی مشرف ہوا وزیر حکومت نجدیہ نے اس مقام متبرک کو احاطہ میں لیکر اس پر بدستور تعمیر کرانا شروع کر دیا ہے۔ خیر اسطرح اللہ تبارک تعالیٰ نے اس مقام مقدس کو ان لوگوں کے بیجا استعمال سے بچا لیا جو اب تک انکے ساتھ ہو رہی تھیں

حضرت مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ مکان مبارک جس میں حضرت سیدۃ النساء اہل الجنۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیاہ کر تشریف لائی تھیں۔ جس جگہ پر تھا

اس کی بھی زیارت کا شرف حاصل کیا ایک افتادہ زمین ہے جس پر کوڑا کرکٹ جمع ہے پرانے موٹروں کے ٹوٹے ہوئے پرزے پڑے ہیں

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ط

کوہ صفا کے دامن میں اس متبرک دار بنی ارقم یعنی سیدنا زید ابن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے بھی مشرف ہوا جس میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر دربار رسالت علیٰ صاحبہا وآلہ الصلوٰۃ والتحیۃ ہو کر متمم الاربعین کے لقب سے ملقب اور اسلام سے مشرف ہوئے تھے اب تک وہ مقفل تھا اب وہابیہ غیر مقلدین خذلہم الواحد القہار واھلکھم نے حکومت سے مانگ کر اس میں اپنا نام نہاد خبیث دار الحدیث کھول دیا ہے جس وقت ہم لوگوں کی حاضری ہوئی ہے۔ خبثا کہیں باہر گئے تھے ہم لوگوں نے اطمینان سے اس کی در و دیوار کی تقبیل کا شرف حاصل کیا۔

حضرت سید شریف حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا محل نجدیوں کی گولہ باری سے اب تک ٹوٹا پھوٹا کھڑا ہے اسی کے دروازے پر حضرت سیدنا عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار شریف تھا اب سڑک کی زمین کے برابر ہے جس پر موٹر کھڑے ہوتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ط

مقام مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بالکل محاذی وہ مکان اقدس ہے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا وقت ہجرت تک کا شانۂ مبارکہ اور مہبط جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام رہا ہے۔ کچھ لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں۔ باہر سے اس کی بھی زیارۃ کی اور بارگاہ نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام میں دست بستہ صلوٰۃ و سلام عرض کیا۔

جنۃ المعلیٰ جدید و قدیم دونوں کی زیارت کی بالکل یہ معلوم ہوتا ہے کہ سنگلاخ زمین میں ٹریکٹروں کے ذریعہ ہل چلا دیئے گئے ہیں۔ واحد قہار جل جلالہٗ ان خبثا پر اپنے قہر و غضب کے ہل چلائے۔ (آمین)

حضرت سیدنا عبداللہ ابن سیدنا زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مزار پاک بس کیا کہوں ایک زمین ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار پاک ٹوٹا پھوٹا ہے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے شاہزادے حضرت سیدنا قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ہماری اور سب مومنوں کی پہلی ماں کہف امن اماں حضرت سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیاری اماں جان حضرت سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پر دادا حضرت ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارات طیبہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ تمام قبّے قطعاً نیست ونابود کر دیئے گئے ہیں۔ بعض مخصوص قبور مبارکہ کے چاروں طرف پتھر رکھ دیئے ہیں۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن ابن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مزار پاک بھی بس ایک بالکل ہموار سطح چبوترا ہے۔ ہم لوگ ان سرکاروں کے قدموں سے لپٹ لپٹ کر خوب روئے۔ بعون اللہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم آنسوؤں سے اپنے معاصی دھوئے۔ فواتح عرض کئے۔ دعائیں وعرضداشتیں اپنے لئے آپ سب حضرات اہلسنت و دیگر جملہ برادران وخواہران اہلسنت سلمکم وبکم وایاھم جمیعا کے لئے پیش کیں جب ہم لوگ ان تمام سے فارغ ہوکر چلنے لگے تو فوراً نجدی عسکری (سپاہی) پہنچ گیا اور دوسرے حاضرین کو دست بستہ کھڑے ہوئے مزارات طیبہ کو بوسہ دینے اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے سے نہایت تشدد کے ساتھ منع کرنے لگا۔

جہاز میں تین مرتبہ محفل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم شان وشوکت کے ساتھ منعقد ہوئیں جس میں بعونہٖ تعالیٰ وبعون حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وہابیت خبیثہ ونجدیت بیشہ ودیوبندیت لعینہ کی کھلم کھلا دھجیاں اڑائی گئیں۔ یہاں مکہ معظمہ میں بھی تین مرتبہ اپنی قیام گاہ پر حارۃ

الباب میں اور ایک مرتبہ حاجی یاسین صاحب سوداگر فیض آبادی سلمہ ربہ کے داماد حاجی محمد کلیم صاحب سلمہ ربہ کی قیام گاہ پر محلہ شبیکہ میں اور ایک مرتبہ حیدرآبادی رباط میں مولانا الحاج سید قادر محی الدین صاحب زید مجدہم کی قیام گاہ پر حارۃ شامیہ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محافل قدسیہ منعقد ہوئیں جن میں بعونہٖ تعالیٰ وبعون حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کھلم کھلا احقاق حق اسلام وسنیت وابطال وہابیت نجدیت ودیوبندیت کیا گیا ولاحول ولا قوۃ الا باللہ سبحنہ وتعالیٰ وھو العلی العظیم ان بیانات کو سن کر بہت سے لوگوں نجدیوں وہابیوں، دیوبندیوں کو مسلمان سمجھنے اور ان کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے توبہ کی۔ فلوجہ ربنا الکریم الحمد وعلیٰ حبیبہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام

آج شنبہ ۲۷ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۷۰ھ ۲۹ ستمبر ۱۹۵۱ء کو مسجد حرام شریف میں جماعت اہلسنت کے ساتھ اپنی نماز فجر حنبلی مصلے کے پیچھے جہاں سے کعبہ اور کعبے کا بھی کعبہ دونوں سامنے ہوتے ہیں پڑھ کر طواف کر کے مقام ابراہیم علیٰ نبینا الکریم وعلیہ وعلیٰ آلہما الصلاۃ والتسلیم پر نماز واجب الطوف ادا کر کے مقام ابراہیم پر دعا کر رہا تھا کچھ سنی مسلمان ان جالیوں کو چومنے لگے جن کے اندر مقام ابراہیم رکھا ہوا ہے۔ ایک نجدی عسکری (سپاہی) آتش غیظ میں جل کر بکنے لگا مَا فِيْهِ وَاللّٰهِ إِلَّا الْحَجَرُ وَالْخَشَبُ وَالْحَدِيْدُ فَلَا تُقَبِّلُوْهَا فَإِنَّهٗ وَاللّٰهِ لَشِرْكٌ عَظِيْمٌ۔ یعنی نجدی سپاہی نے کہا قسم اللہ کی اس مقام ابراہیم میں کچھ نہیں مگر ہاں کچھ پتھر اور لکڑی اور لوہا ہے تو اس کو چومو نہیں۔ خدا کی قسم اس کو چومنا بڑا شرک ہے۔ اس گنہ گار سگ بارگاہ رضوی کو بھی غصہ آگیا۔ اور نجدی سپاہی کا ہاتھ پکڑ کر کعبہ معظمہ کے سامنے کر کے کہا مافی ھذہ الکعبۃ المعظمۃ الا الاحجار و الخشب والحدید او معبودک فیھا قائم او جالس

ام مضطجع تعالی اللہ عن ذلك علوا کبیرا والناس یقبلونها ویلتزمون بجدرانها اولیس هذا عندك لشرك عظیم فعلیك ان تمنع الناس اولا عن هذا الشرك العظیم (یعنی حضرت نے نجدی کو جواب میں فرمایا) اس کعبہ معظمہ میں کچھ اور نہیں مگر ہاں کچھ پتھر اور لوہا ہے۔ یا تیرا معبود اس میں کھڑا ہے یا بیٹھا ہے یا لیٹا ہے۔ تعالی اللہ عن ذلك علوا کبیرا اور اس کو چومتے ہیں اور اس کی دیواروں سے لپٹتے ہیں کیا یہ تیرے نزدیک شرک عظیم نہیں۔ تجھ کو لازم ہے کہ پہلے اس شرک عظیم سے لوگوں کو روکے۔ نجدی بولا۔ قال اللہ تعالیٰ فی حق هذا البیت جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیٰما للناس۔ فقیر نے فوراً کہا فقد قال اللہ تبارك وتعالیٰ فی شان هذا المقام فیه اٰیٰتٌ بینٰتٌ مقام ابراهیم وقال عزوجل واتخذوا من مقام ابراهیم مصلّیٰ۔ اس وقت وہاں پر فقیر کے ہمراہ فقیر کے رفقاء سلمهم ربهم نہیں تھے وہ طواف میں مشغول تھے۔ وہاں ایک مجمع نجدی سپاہیوں کا ہوگیا کچھ یمنی و مصری مجھے صبر و سکون کی تلقین کرتے ہوئے اور میرے جواب کی تائید و تحسین کرتے ہوئے اس مجمع سے نکال کر مصلی حنفی پر لے آئے۔ یوں مصطفےٰ پیارے مدد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

واقعات اور بھی بہت ہیں کہاں تک لکھوں اب تو حاضری سرکار اعظم مدینہ طیبہ کے لئے بے تاب ہے رزقنا اللہ تعالی وایاکم جمیعا بالخیر (آمین) رسول خان المفتی میں پہنچ کر حضرت سید محمد علی رضوان دام ظلہم العالی کی خدمت مبارکہ میں حاضری دی۔ عالم اصحاب المیمنۃ الحاج ابوبکر و صدر مبلغین صداقت سلمہا ربہا و سلمہم کا سلام نیاز مع طلب دعا عرض کیا۔

دعا کرتا ہوں اور کی ہے کہ خدا و رسول جل وجلالہ و صلی اللہ تعالی

علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مجھ کو تم سب کو میرے تم سب کے جملہ متعلقین و اہل عیال سلمہم ربہم کو حضور اعلیٰ حضرت قبلہ امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسی دین و مذہب کی کامل پیروی مکمل پابندی کی ہمیشہ کے لئے بالخیر والعافیہ توفیق بخشیں جو حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک کتب سے ظاہر ہے۔

خدا و رسول جل جلالہ و صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تم کو علمبردار سنیت و صدر صاحب اور سنی ہوٹل والوں اور نیچر بھائی اور چلتے پھرتے صدر صاحب و حیات محمد حاجی محمد صدیق و عبداللہ میمل و عثمان بھائی گونڈل والے و حاجی الٰہی بخش و عمر ڈوسا و ابراہیم حاجی قاسم و دیگر جملہ برادران اہلسنت سلمہم ربہم جمیعا کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھ کر برکات دارین سے نوازیں۔ آمین

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان قادری برکاتی
رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ ربہ
مقیم حال حارۃ الباب مکہ معظمہ معلم سید احمد شیخ جمال اللیل

مکہ معظمہ سے دوسرا والا نامہ

۷۸۶
۹۲

جان برادر اسد السنت محب الرضا ابوالظفر حفظکم ربکم البر وایانا دائمًا من کل فتنه ومکیدة وشر اٰمین بحرمة حبیبه الابر علیه وعلیٰ اٰله وصحبه وابنه الغوث الاعظم وحزبه الصلوات الغر والتسلیمات الزهر۔ السلام علیکم ورحمۃ و برکاتہ

کل شنبہ ۲۷ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۷۰ھ ۲۹ ستمبر ۱۹۵۱ء کو ایک خیریت نامہ تم کو لکھ چکا ہوں امید کہ بعونہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ملا ہوگا اس میں ایک ضروری بات یکلخت بھول گیا وہ یہ کہ برادر عزیز احمد کاندرضوی

سلمہا ربہما القوی اور ان کی والدہ سلمہار بہا دونوں سیٹھ عمر ڈوسا صاحب زید مجدہم کی خیریت نہ معلوم ہونے سے بہت ہی زائد پریشان ہیں۔ مکرمی عمر ڈوسا سلمہ ربہ سے بعد سلام مع مسنون مع دعائے خلوص مشحون کہدو کہ وہ اپنا اور اپنے گھر بھر کا مفصل خیریت نامہ بذریعہ ٹیلیگراف جلد بہت ہی جلد بھیج دیں احمد عمر کی والدہ صاحبہ خیریت نہ ملنے کے سبب اکثر اوقات روتے روتے گذار رہی ہیں جن برادران اہلسنت سلمہم ربہم کو اس پہلے دعانامے میں سلام و دعا لکھ چکا ہوں ان سب کو نیز حاجی الٰہی بخش و عبداللہ پٹیل سلمہار بہا کو مسنون مع دعائے خلوص مشحون

نورنظر محمد اشبال الرضا[ؔ]خان و قرۂ باصرہ۔ بارك الله تعالیٰ فی عمرهما وعلمهما و دينهما و دنياهما کو دعا اور پیار۔ اور ان کی والدہ سلمہار بہا کو سلام و دعا۔

پرسوں حنفی مصلی کے پاس بیٹھا ہوا کعبہ معظمہ کا دیدار کر رہا تھا۔ مولنٰا سید قادر محی الدین صاحب زید مجدہم بھی پاس ہی بیٹھے تھے۔ اشراق کا وقت تھا کہ وہی جیراتی بھوپالی وہابڑا جس کو برادرم محمد صدیق صاحب قادری سلمہ البار ی خوب اچھی طرح جانتے ہیں ایک مصری سنی مسلمان سے جھگڑنے لگا۔ سنی مسلمان مصری کہہ رہا تھا کہ ہم تو دراصل صرف حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دربار اقدس کی حاضری کے لئے آئے ہیں کعبہ معظمہ اور اس کا حج تو حضور کے طفیل میں ہے جیراتی بھوپالی وہابی اس بے چارے مصری سے جھگڑا کرنے لگا کہ حدیث میں ہے

ؔ۔ یہ میرا تاریخی نام ہے جو حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رکھا۔ والد محترم حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی قلمی بیاض میں یوں تحریر فرمایا ہے "تفصیل تحریر فرمانے کے بعد لکھتے ہیں" فقیر نے فرزند نومولود سلمہ کا نام محمد رکھا ہے" حضرت شیر بیشۂ سنت دام ظلہم العالی نے فرزند موصوف سلمہ ربہ کا تاریخی نام اشبال الرضا رکھا ہے۔ پھر پکارنے کے لئے نام محمد منصور علی رکھا گیا یہ بھی میری خوش قسمتی ہے کہ جب والد محترم علیہ الرحمۃ نے میری رسم بسم اللہ خوانی کی تو حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ نے ہی سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی کے حجرہ میں مجھے بسم اللہ پڑھائی" فالحمد لله رب العالمين

لا تشدوا الرحال الا الی ثلثة مساجد کجاوے نہ کسے جائیں مگر صرف تین مسجدوں کی طرف مسجد حرام اور میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ۔ لہذا صرف مسجد نبوی کی حاضری اور اس میں نماز پڑھنے کی نیت سے مدینہ شریف جانا چاہیئے کہ اس میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے ثواب کے برابر ہے۔ مسجد نبوی کی حاضری کے ضمن میں روضہ مبارک کی زیارت ہو جائے گی ورنہ قبر شریف کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا حدیث شریف کی رو سے جائز نہیں۔ وہ مصری سنی ناخواندہ کیا جواب دیتا۔ اس سگ بارگاہ رضوی سے رہا نہ گیا فوراً بول پڑا کہ اس حدیث شریف میں مستثنیٰ مفرغ کا مستثنیٰ منہ اگر مکان یا شئے رکھا جائے گا کہ لا تشدوا الرحال الی مکان او الی شئ الا الی ثلثة مساجد تو تجارت کے لئے بلکہ جہاد لاعلاء کلمة الله کے لئے بلکہ طلب علم دین کے لئے بلکہ بغرض حفاظت دین دارالحرب سے دارالاسلام کو ہجرت کے لئے سفر کرنا بھی حرام بلکہ نجدیوں دیوبندیوں کے دھرم میں شرک ہو جائے گا۔ تو ثابت ہو گیا کہ اس حدیث شریف میں مستثنیٰ منہ ہرگز عام نہیں بلکہ مستثنیٰ کی جنس ہی سے مسجد ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے لا تشدوا الرحال الی مسجد الا الی ثلثة مساجد یعنی کسی مسجد کی خاص زیارت یا اس میں نماز پڑھنے کی نیت سے دور دور سے سفر نہ کرو سوا ان مسجدوں کے کہ مسجد ہونے کی حیثیت سے ہر مسجد برابر ہے کسی مسجد میں کوئی خاص خصوصیت ثواب کے کم یا زیادہ ہونے کی حیثیت سے نہیں سوا ان تین مسجدوں کے کہ مسجد حرام میں ایک نماز کا لاکھ گنا۔ مسجد نبوی شریف میں پچاس ہزار گنا اور مسجد اقصیٰ میں پچیس ہزار گنا ثواب ہے باقی تمام دنیا کی سب مسجدیں ثواب کے لحاظ سے برابر ہیں۔ جب حدیث شریف کے صرف یہی معنی ہیں اور یقیناً صرف یہی معنی ہیں تو محبوبان خدا علیٰ سیدهم وعليهم الصلاة والسلام والثناء کی قبور مقدسہ کی زیارت کے لئے سفر کرنا اس حدیث شریف سے کیونکر ناجائز ہو سکتا ہے۔ تم خود کہتے ہو کہ مسجد نبوی کی حاضری کی نیت سے

سفر کرنا جائز ہے تو اس کو مسجد النبی نہیں کہا بلکہ مسجد نبوی کہا یعنی نبی والی مسجد تو جس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف نسبت کی وجہ سے مسجد نبوی شریف کے لئے سفر کرنا جائز و ثواب ہوگیا تو خود اس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا کتنی بڑی عبادت الٰہیہ ہوگی۔

پھر میں نے باآواز بلند کہا سنتے ہو جی! یہ کعبہ معظمہ جس پر نظر کرنا سنی مسلمان کے لئے عبادت الٰہیہ ہے۔ ہاں! ہاں! یہی کعبہ مقدسہ جس کا حج عمر میں ایک بار عاقل بالغ سنی مسلمان مستطیع پر فرض اعظم ہے۔ اس کی حقیقت ایمان والوں کے نزدیک کیا ہے میرے آقا نے حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎ (نعت)

کعبہ بھی ہے انھیں کی تجلی کا ایک ظل ⁂ روشن انھیں کے نور سے پتلی حجر کی ہے

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ ⁂ لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ ابویہ ابراھیم الخلیل واسمٰعیل الجلیل وعلیٰ آلہ وآلھما وسلم

میری بلند آواز پر مجمع اکٹھا ہوگیا وہ وہابی جعرانی بھوپالی مبہوت لاجواب ہوکر بھاگ گیا فللہ ربنا الکریم الحمد وعلیٰ حبیبہ وآلہ الصلاۃ والسلام

حضرت مخدومی مولانا جیلانی میاں صاحب دامت فیوضہم تو اپنی قیام گاہ پر جمعہ ادا فرماتے رہے۔ میں حضرت مخدومی شاہ صاحب قبلہ دام ظلہم العالی کے قافلے کے ساتھ اپنی قیام گاہ پر جمعہ کو بھی جماعت کے ساتھ ظہر پڑھتا رہا کیوں کہ میں اب تک بھی مسافر ہوں محمد شاہد رضا خاں سلمہ ربہ[1] مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم اشرفی روڈ مبارکپور احمد مشہود رضا خاں سلمہ ربہ[2] مکان نمبر ۳۶ محلہ بھورے خاں پیلی بھیت ان دونوں ہی بچوں پر فقیر کی مفصل خیریت نیز فرزند مرم ملک نیاز احمد قادری رضوی سلمہ ربہ[3] خطیب مسجد فریدیہ کرنیل گنج کانپور کو پورے تسلی بخش کلمات کے ساتھ ضرور ضرور جلد لکھ دینا ان میں سے کسی کا خیریت نامہ فقیر کو اب تک نہیں ملا۔

---

[1] حضرت کے بڑے فرزند [2] حضرت کے مجھلے فرزند [3] حضرت کے بڑے داماد

بمبئی میں مبارک انجمن تبلیغ صداقت نے جو حضرت سیدی المفتی الاعظم دام ظلہم الاکرم کے زیر صدارت جلسۂ تہنیت منعقد کرنے کا ارادہ کیا خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس میں نیز دوسری تمام خدمات اسلام و سنیت میں اس کو دینی و دنیاوی کامیابی و کامرانی عطا فرماتے رہیں آمین اس کے تمام اراکین و معاونین کو دینی و دنیاوی برکتوں، نعمتوں و فرحتوں و مسرتوں و نصرتوں سے مالا مال فرمائیں۔ آمین بحرمۃ سیدنا الغوث الاعظم وببرکۃ سیدنا الامام الاعظم وبتصدق مرشدنا المجدد الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاھم عنا بھم فی الدارین آمین ثم آمین۔

ایک نجدی وہابی سے گفتگو میں یہ بھی کہا کہ محبوبان خدا علیٰ سیدھم وعلیھم الصلاۃ والسلام والثناء کی یادگاریں شرک سمجھ کر اسلام میں سے اگر یکسر نکال دی جائیں تو اسلام اسلام نہ رہے۔ صفا و مروہ، مقام ابراہیم، میلین اخضرین، حجر اسود کعبہ معظمہ سب محبوبان الٰہی کی یادگاریں ہی تو ہیں حتیٰ کہ خود قرآن عظیم بھی اپنے منزل علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یادگار قائم کئے ہوئے ہے۔

مصلیٰ مالکی کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہم چند بندگان رضوی جنۃ المعلیٰ شریف کا تذکرہ کر رہے تھے کہ ہر قوم اپنے بزرگوں کی یادگاروں کی حفاظت کرتی ہے لیکن یہ نجدی ایسی جاہل اور وحشی قوم ہے کہ جس آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا امتی ہونے کا ادعا کرتی ہے اسی کی تاریخی مذہبی مقدس یادگاریں ایک ایک کرکے مٹا دیں۔ واحد قہار جل جلالہٗ ان کو بھی جلد مٹا کر اپنے کسی پیارے سنی مسلمان بندے کو خادم حرمین شریفین بنادے پھر اس کو دین اسلام و مذہب اہلسنت و احکام شریعت کے مطابق حجاز مقدس کی خدمات کی توفیق بخشے آمین۔

کچھ وہابیہ، مرتدہ، بندیہ، نجدیہ سن رہے تھے بول پڑے کہ کسی انسان کی یادگار قائم کرنا بت پرستی ہے۔ دوسری قومیں جو کافر و مشرک ہیں وہ اگر اپنے پیشواؤں کی یادگاریں قائم کرکے اپنے کفر و شرک کا ثبوت دیں تو موحد مسلمانوں کو ان کی نقالی کرنا کیوں کر جائز ہو سکتا ہے۔ بس اس سیاہ کار سگ بارگاہ رضوی نے فوراً جواب دیا کہ

آیئے تشریف رکھئے۔ غور سے انصاف سے سنئے۔ اسلام سے یادگاروں کو مٹاتے جایئے۔ صفا و مروہ۔ میلین اخضرین۔ ان کے درمیان سعی۔ حضرت سیدنا اسمٰعیل و حضرت سیدتنا ہاجرہ علیہ و علیہا الصلاۃ والسلام کی یادگار ہے۔ زمزم شریف حضرت سیدنا ذبیح اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کی یادگار ہے۔ خود کعبہ معظمہ و حجر اسود شریف حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اور ان سے بھی پیشتر حضرت سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی یادگاریں ہیں۔ مقام ابراہیم حضرت سیدنا خلیل جلیل علیہ الصلاۃ والسلام کی یادگار ہے وقوف عرفہ حضرت سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام و حضرت خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کی یادگار ہے۔ رمی جمرات و قربانی حضرت خلیل اللہ و حضرت ذبیح اللہ علیہما الصلاۃ والسلام کی بلائے مبین و ذبح عظیم کی یادگار ہے۔ طواف میں رمل و اضطباع حضور سید الفاتحین صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیٰ آلہ وسلم کی فتح مکہ معظمہ کی یادگار ہے بلکہ خود نماز معراج شریف میں فرض ہوئی تو یہ بھی حضور اقدس صاحب التاج والمعراج صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیٰ آلہ وسلم کے معجزہ معراج شریف کی یادگار قائم کئے ہوئے ہے۔ بلکہ خود قرآن عظیم حضور اقدس منزل علیہ القرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیٰ آلہ وسلم پر نزول قرآن پاک کی یادگار قائم فرمائے ہوئے ہے تو آپ کے نزدیک اسلام بت پرستیوں سے بھرا ہوا ہے۔ اپنے صاحب تسلط سلطان ابن سعود کو اس طرف توجہ دلایئے ان یادگاروں کو اسلام سے مٹایئے اسلام کو معاذ اللہ بت پرستیوں سے پاک فرمایئے۔

فبهت الذی کفر واللّٰہ لا یهدی القوم الظّٰلمین

دیکھئے کب تک مدینے سے بلاوا آتا ہے۔ اب یہ لو لگی ہے کہ حضور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیٰ آلہ وسلم اپنی سرکار کرم میں بلالیں اور پھر اپنے سگان دربار میں قبول بھی فرمالیں مجھ گنہگار گدائے کوئے رضوی کو بھی اور تم سب حضرات کو بھی۔ آمین وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ حبیبه وآله وصحبه وابنه الغوث الاعظم

وحزبه اجمعین

عبید الرضا رضوی لکھنوی غفرلہٗ از مکہ معظمہ

محلہ حارۃ الباب معلم سید محمد شیخ جمال اللیل

مکہ شریف سے تیسرا والا نامہ

۴۸۶/۹۲

جانِ برادر اسد السنہ وقاف الحبیب مولنٰا ابو الظفر محب الرضا حفظکم مولی الحمد والرضا وایاکم دائماً من جمیع الفتن والمکائد ومن شرور جمیع الاشرار والحساد والعدٰی آمین بحرمة حبیبه المرتضیٰ صلی المولیٰ تعالیٰ علیه وآله وصحبه وابنه الغوث الاعظم وحزبه دائماً ابداً

السلام علیکم ورحمة وبرکاتهٗ

مکہ معظمہ سے تین خطوط لکھ چکا ہوں آج پنجشنبہ ۳ محرم الحرام ۱۳۷۱ھ ۴ اکتوبر ۱۹۵۱ء تک پیلی بھیت و کانپور سے کوئی خیریت نامہ نہیں ملا۔ پرسوں سہ شنبہ یکم محرم الحرام ۱۳۷۱ھ کو طواف بعد الصبح کرکے مقام ابراہیم نماز واجب الطواف پڑھ کر برنجی جالیوں کو جس کے اندر مقام ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم رکھا ہوا ہے بوسہ دینے لگا۔ ایک بگڑ گیا کہنے لگا تقبل الحدید والحجران هذا الشرك عظیم (لوہے اور پتھر کو تم چومتے ہو یہ بڑا شرک ہے)

میں نے کہا نحن لا نقبل الحدید والحجر انما نقبل ماله النسبة الیٰ حضرة سیدنا ابراهیم الخلیل علیه الصلاۃ والسلام یعنی ہم لوہے اور پتھر کو نہیں چومتے ہم تو اس نسبت کو بوسہ دیتے ہیں جو اس کو حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلاۃ والسلام سے حاصل ہے۔

نجدی بولا او ھذا المقام ھو معبودک کیا یہ مقام ابراہیم ہی تمہارا معبود ہے
میں نے کہا او ھذا الکعبہ ھی معبودک کیا یہ کعبہ معظمہ ہی تیرا معبود ہے
نجدی بولا۔ معبودی ھو اللہ رب الکعبہ میرا معبود وہ اللہ ہے جو کعبہ کا رب ہے
میں نے کہا۔ معبودنا ھو اللہ رب المقام ورب الکعبہ ورب ابراھیم
ہمارا معبود وہ ہے جو مقام ابراہیم کا رب ہے جو کعبہ کا رب ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رب ہے
نجدی بولا: سلم انت علی ھذا المقام تم سلام کرو اس مقام ابراہیم کو
میں نے کہا: فسلم انت علی ھذہ الکعبۃ تو اس کعبہ کو سلام کر
نجدی بولا۔ تقبیل غیر الکعبہ شرک کعبہ کے سوا کسی کو بوسہ دینا شرک ہے
میں نے کہا:۔ فالتقبیل عندکم عبادہ خاصۃ للمعبود لا تجوز ان تکون لغیر المعبود فثبت ان الکعبۃ المعظمہ ھی معبودکم تو چومنا تم وہابیوں کے نزدیک معبود کی عبادت خاص ہوئی کہ غیر معبود کے لئے جائز نہیں تو ثابت ہوا کہ کعبہ معظمہ ہی تم نجدیوں وہابیوں کا معبود ہے
نجدی بولا: لاحول ولا قوۃ الا باللہ ـــ میں نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ
پھر میں نے کہا اسمع کلامی ھل یجوز تقبیل غلاف الکعبۃ الشریفۃ ۔ میری بات سن کیا کعبہ معظمہ کے غلاف کو چومنا جائز ہے
نجدی بولا:۔ نعم۔ ہاں جائز ہے۔
میں نے کہا فانظر الی الغلاف ای شیء ھو انما ھو القطن والابریسم نُدِفا ثم فُتلا ثم نُسِجا ثم خیط فصار غلافا ثم اُلقی علی الکعبہ المکرمۃ فلمجاورۃ الکعبہ المعظمہ حصلت لہ العظمہ والکرامۃ وبعد ھذا جاز تقبیل ھذا الغلاف ایضا فالتعظیم للنسبۃ التی حصلت لہ الی الکعبۃ المقدسۃ والکعبۃ انما ھی بیتٌ بناھا سیدنا الخلیل علیہ الصلاۃ والسلام للطائفین والعاکفین والقائمین والراکعین والساجدین وھذا

مقامٌ قام علیہ سیدنا الخلیل علیہ الصلاۃ والسلام لبناء الکعبۃ المشرفۃ فحصلت لکلیھما النسبۃ الی سیدنا ابراھیم علیہ الصلاۃ والسلام ونحن نعلم بالضرورۃ ان الحجر الاسود الشریف انما ھو یاقوتۃ من یواقیت الجنۃ لا ینفع ولا یضر الا باذن اللہ تعالی ونحن انما نقبلہ لانا علمنا یقینا ان سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم قبّلہ و قد قال اللہ تعالی واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی۔
فثبت بھذہ الایہ الکریمہ ان لھذا المقام ایضا مزیۃ وشرفا وکرامۃ عند اللہ تعالی فتعظیمہ وتقبیلہ ایضا عبادۃ للہ تعالی کما ان تقبیل الحجر الاسود واستلامہ عبادۃ للہ تبارک تعالی۔ یعنی دیکھ کہ غلاف کعبہ کیا چیز ہے وہ روئی اور ریشم ہے کہ دونوں دھنکے گئے پھر بٹے گئے پھر بُنے گئے پھر سیئے گئے تو غلاف ہوگیا پھر وہ کعبہ مکرمہ پر ڈالا گیا تو کعبہ معظمہ کی مجاورت سے اس غلاف کو عظمت و بزرگی حاصل ہوئی اور اس کے بعد اس غلاف کو چومنا بھی جائز ہوا تو تعظیم اس نسبت کے لئے ہے جو اس غلاف کو کعبہ مقدسہ سے حاصل ہوئی اور کعبہ خود ایک گھر ہے جس کو حضرت سیدنا خلیل علیہ الصلاۃ والسلام نے طائفین وعاکفین وقائمین وراکعین وساجدین کے لئے بنایا اور یہ مقام وہ ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ مشرفہ بنانے کے لئے تشریف فرما ہوئے تو ان دونوں کعبہ اور مقام ابراہیم کو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام سے نسبت حاصل ہوئی۔ اور ہم خوب یقین سے جانتے ہیں کہ حجر اسود شریف جنت کے یاقوت میں سے ایک یاقوت ہے نہ کوئی نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان مگر اللہ تعالی کے حکم سے۔ اور ہم حجر اسود کو بوسہ دیتے اور چومتے ہیں کیونکہ ہم کو علم ہے کہ یقیناً حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم نے اس کو بوسہ دیا ہے اور اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ مقام ابراہیم کو مصلی بناؤ تو اس آیت کریمہ سے یہ ثابت ہوا کہ اس

مکہ مکرمہ شریف سے چوتھا والا نامہ

۴۸۶/۹۲

جانِ برادر مولٰنا ابو الظفر محب الرضا اسد السنۃ حفظکم ربکم تبارک وتعالٰی وایانا دائما من کل شر وفتنہ آمین بحرمۃ حبیبہ مالک الجنۃ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی الہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ صلاۃ وسلاما یکونان لنا من بلاء الدنیا وعذاب الاٰخرۃ جُنّۃ

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

آج دوشنبہ مبارکہ ۷ محرم الحرام ۱۳۷۱ھ ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۱ء تک بھی پیلی بھیت۔ دکانپور و مبارک پور سے کوئی خط وصول نہ ہوا۔ خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم ان سب کو، تم سب کو، ہم سب کو اسلام و سنیت پر ہی بخیر و عافیت و صحت و سلامت و فتح و نصرت و فرحت و مسرت و نعمت و برکت و عزت و حرمت ہمیشہ دارین میں ثابت و مستقیم رکھیں آمین بحرمۃ سیدنا الغوث الاعظم وبرکۃ سیدنا الامام الاعظم وبتصدق مرشدنا المجدد الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہم وارضاہم عنا ورضی عنا بہم فی الدارین آمین

حج سے فارغ ہونے کے بعد سے تم کو چار دعا نامے لکھ چکا ہوں اس لئے کہ مجھے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ خط لکھنے کی فرصت نہیں لہذا امید ہے کہ تم کانپور، مبارک پور وپیلی بھیت کو مفصل وتسلی بخش خیریت نامے ضرور بعون اللہ تعالٰی وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم لکھتے ہوگے۔

حکومت نجدیہ کی طرف سے جو نشرہ عاشرہ شائع ہوا ہے۔ اس کے مطابق سہ شنبہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۷۱ھ کو ہم بندگان بارگاہ نبوی کی مکہ معظمہ سے سرکار اعظم مدینہ طیبہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کے لئے بفضل اللہ تعالٰی

وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی الہ وسلم روانگی ہوگی۔
اس خط کا مفصل جواب بھی اسی پتہ پر ہوائی ڈاک سے بھیجو۔

محمد حشمت علی خان رضوی لکھنوی۔ بر مکان حضرت مولٰنا شاہ محمد ضیاء الدین صاحب مہاجر۔ عند باب السلام مدینہ طیبہ (عرب)

پتہ اردو وانگریزی میں صاف اور خوش خط ضرور ہو۔ مقام جعرانہ شریف کی بھی حاضری سے عمرہ لانے کے لئے مشرف ہوا۔ یہ وہ مقام مبارک ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم غزوہ حنین سے واپس تشریف لاتے ہوئے یہیں سے احرام باندھ کر عمرہ کے لئے مکہ معظمہ کو تشریف لائے تھے۔ پھر عمرے سے فارغ ہوکر یہیں تشریف فرما ہوکر غنائم حنین تقسیم فرماتے تھے۔ یہاں پانی قطعاً نہ تھا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے بارگاہ رسالت علی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ میں استسقا کیا حضور ساقی کوثر صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی وآلہ وسلم نے اپنا نیزۂ مبارک ایک مقام پر نصب فرمایا وہیں سے پانی کا چشمہ ابل پڑا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین نے پیا تو سخت کڑوا تھا۔ پھر عرض کیا تو سرکار دوعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم نے اپنا لعاب دہن اقدس ڈال دیا فوراً شیریں ہوگیا وہ مبارک پانی پینے کا شرف بھی ہم غلامان سرکار رضوی کو بعون اللہ تعالٰی وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم حاصل ہوا۔ میں نے اپنی اتنی عمر میں کہیں بھی ایسا ٹھنڈا اتنا میٹھا پانی نہیں پیا۔ اس وقت حضور سیدنا اعلٰی حضرت قبلہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا یہ شعر مبارک زبان پر بے ساختہ جاری ہوا کہ فرماتے ہیں۔

جس سے کھاری کنوئیں شیرۂ جاں بنے
اس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام

مسجد سیدنا بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا لیکن افسوس کہ اس کا دروازۂ اقدس پتھر چونے سے تیغا کیا ہوا پایا۔ اندر حاضری سے محروم رہا وہاں سے مقام شق القمر کی زیارت کے لئے جانے لگا۔ نجدی عسکریوں نے روکا

کہنے لگے شِرک شرک شرك الحجارة التی تقبلونها ماھی الا الاصنام ۔ یہ شرک ہے ۔ شرک ہے ۔ یہ پتھر جنہیں تم لوگ چوم رہے ہو ۔ یہی بت ہیں ۔

میں نے کہا نحن بفضل اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ موحدون لا نشرک باللہ تعالیٰ شیئًا ولا نعبد الا ایاہ مخلصین لہ الدین حنفاء انما نرید ان تذھب و نزور المقام الذی قام فیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم وشق القمر باذن ربہ سُبحٰنہ وتعالیٰ ونرجع یعنی ہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے موحد ہیں نہ ہم کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کا شریک مانتے ہیں اور نہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو پوجتے ہیں ۔ صرف اسی پر عقیدہ رکھتے ہیں ایک طرف ہو کر ۔ ہمارا ارادہ یہ ہے کہ وہاں جائیں اور اس مقدس مقام کی زیارت کریں جہاں تشریف فرما ہو کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اللہ کے حکم سے چاند کے ٹکڑے کئے ۔ وہاں کی زیارت کر کے واپس آجائیں جب بہت کچھ ان سے کہا تو کہنے لگے بخشش بخشش میں نے کہا نعطیکم البخشش ہم تم کو بخشش دیں گے ۔ کہنے لگے من کل واحد ریال ہر شخص کی طرف سے ایک ایک ریال ۔ اب میں نے کہا ھل یجوز عندکم الشرک بریال واحد ۔ الریال واحد قیمة الشرک وثمنہ لدیکم یکون الشرک مباحًا علی مذھبکم فی ریال واحد ھکذا مذھبکم وھذا ھو دینکم فلعنة اللہ تعالیٰ شرکم وعلی شرککم کیا تمہارے نزدیک ایک ریال میں شرک جائز ہے یہ ایک یہ ایک ریال شرک کی قیمت ہے اور اس کا ثمن تمہارے دھرم میں ایک ریال ہے کہ وہ مل جائے تو شرک مباح ہو جائے ایسا گھنونا تمہارا مذہب ہے اور یہ تمہارا دھرم ہے اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو تمہارے شر و فتنہ پر اور تمہارے

شرک پر ۔ وہ نجدی مارپیٹ پر آمادہ ہو گئے مجبوراً برادران اہلسنت سلمہم ربہم جو ہمراہ تھے ۔ مجھ کو زبردستی وہاں سے ہٹا لائے ۔

مسجد جن شریف کی زیارت کے لئے بھی ہم سب لوگ حاضر ہوئے ۔ یہ وہ مقام متبرک ہے جہاں حضور سید الانس والملک والجن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ رکاب اقدس لیکر تشریف لے گئے تھے اور جنوں کو قرآن عظیم سنا کر تبلیغ الاسلام فرما کر ان کو مشرف باسلام فرمایا تھا ۔ جہاں سورۂ جن شریف نازل ہوئی تھی ۔ عالی شان مسجد وہاں بنی ہوئی ہے ۔ دروازہ بند تھا ۔ دقّ الباب کیا ۔ دستک دی ۔ اندر سے نجدی عسکری بولا ۔ من انت ایش تبغی کون ہو کیا چاہتے ہو ۔ میں نے کہا نحن بحمد اللہ تعالیٰ مسلمون مؤمنون موحدون للہ تعالیٰ نرید ان نصلی فی ھذا المسجد ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہم مسلمان ایماندار موحد ہیں ہمارا ارادہ ہے کہ اس مسجد میں نماز پڑھیں ۔ بولا ممنوع منع ہے میں نے کہا ھل الصّلاة للہ تعالیٰ فی المسجد ممنوع فی مذھبک ای مذھب لک کیا تیرے مذہب میں اللہ تعالیٰ کی عبادت نماز مسجد میں پڑھنا منع ہے ۔ کون سا دھرم ہے تیرا ۔ کہنے لگا ھذا لیس بوقت الصّلاة یہ نماز کا وقت نہیں ہے ۔ میں نے کہا ھذا وقت الصّلاة الاشراق یہ وقت نماز اشراق کا ہے منا من یرید ان یصلی تحیة المسجد ومنا من یرید ان یصلی صلاة الاشراق للہ تعالیٰ افتح الباب ہم میں کچھ لوگ تحیۃ المسجد پڑھنا چاہتے ہیں ۔ بعض ہم میں نماز اشراق پڑھنا چاہتے ہیں دروازہ کھولو ۔ اس نے اندر سے دروازہ کھولا ۔ ہم سب داخل ہو گئے ۔ جس کا وضو تھا وہ نماز پڑھنے لگا ۔ اور باقی حضرات نے بھی اعتکاف نفل کیا اور صلاۃ وسلام بدرگاہ حضور سید الانام علیہ وعلی آلہ الصّلاۃ والسلام عرض کرنے لگے در و دیوار اور زمین کو چوم کر واپس ہوئے ۔ وللہ الحمد وعلیٰ حبیبہ والہ الصلاۃ والسلام

غار ثور شریف وغار حرا شریف دونوں کی زیارت سے محرومی پر بہت افسوس ہے معلوم ہوا کہ دونوں مقدس مقاموں کے راستہ میں نجدی عسکریوں کا پہرا ہے جو زائرین کو زیارت کے لئے جانے سے روکتا ہے۔

آج شب کو بعد عشاء رباط حیدر آباد میں اور پھر پنجشنبہ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۴۶ھ کو صبح ۹ بجے بھی اپنی قیام گاہ پر حارۃ الباب میں فقیر سگ بارگاہ رضوی کا واقعات شہادت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بعون اللہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بیان ہوگا۔

برادر دینی ویقینی حاجی منشی عبد الجبار صاحب قادری رضوی سلمہ ربہ طواف میں یا رسول اللہ کہہ رہے تھے۔ ایک وہابی ان کو سمجھانے لگا کہ ھٰذا شرک "قل یا اللہ" یہ شرک ہے یا اللہ کہو انھوں نے کہا رسول کو چھوڑ کر اللہ کو کیسے کر پا سکتے ہیں۔ پہلے ہم کو رسول ملا۔ پھر رسول کے واسطے سے ہم کو اللہ ملا عزوجل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، اتنا کہہ کر پھر پکارنے لگے یا رسول اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وہ خبیث ان کو دھکا دیکر کہنے لگا لعنۃ اللہ علی المشرکین لعنۃ اللہ علی المشرکین۔

شاہ محمد شفیع صاحب وارثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک خلیفہ جو ہرامن کا پُروہ کانپور کے رہنے والے ہیں طواف میں ساتھ تھے وہ بھی اور ان کے ساتھ فقیر کے رفقا سلمہم بھی بلند آواز سے پکارنے لگے یا رسول اللہ یا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ وہ وہابی جل بھن کر چیخنے لگا لعنۃ اللہ علی المشرکین لعنۃ اللہ علی المشرکین وہ شاہ صاحب وارثی بھی جوش میں آکر پکارنے لگے لعنۃ اللہ علی الشیاطین لعنۃ اللہ علی الوہابین۔

پھر وہ وہابی مجمع طائفین کے اندر کہیں غائب ہوگیا۔ اور بات رفع دفع ہوگئی طواف سے فارغ ہوکر ایک دکان پر باب العمرہ میں ٹھہرے۔ وہاں سے روغن زیتون لینا تھا۔ میرے منہ سے حسب عادت یا رسول اللہ نکلا۔ تین

وہابی دکان کے آگے کرسیوں پر بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ چلانے لگے ھٰذا شرک " قل یا اللہ ولا تقل یا رسول اللہ یہ شرک ہے یا اللہ کہو یا رسول اللہ مت کہو۔ میں نے کہا۔ نحن نقول یا اللہ ونحن نقول یا رسول اللہ ھٰذان النداءان کلاھما من دیننا وایماننا۔ ہم یا اللہ بھی کہتے ہیں اور ہم یا رسول اللہ بھی کہتے ہیں یہ دونوں ندائیں ۔ ہمارا دین اور ہمارا ایمان ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ھو المعطی المغنی وسیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ھو وسیلتنا فی الدارین الی اللہ تعالیٰ وقد قال اللہ تبارک وتعالیٰ یٰایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ فنحن نقول یا رسول اللہ ﷺ ونبتغی الی ربنا الوسیلۃ اللہ تعالیٰ ہی دینے والا اور دولت مند بنانے والا ہے اور ہمارے حضور سرور انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حضور دونوں جہان میں ہمارے وسیلہ ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کے حضور وسیلہ تلاش کرو تو ہم یا رسول اللہ کہتے ہیں اور اپنے رب کے حضور وسیلہ چاہتے ہیں۔

ان تین میں کا ایک بولا أانت تفھم معنی الوسیلۃ والوسیلۃ لیس بمخلوق یبتغی وانما الوسیلۃ ھی الاعمال الصالحۃ من الصلاۃ والصبر والصیام والزکاۃ والحج وغیرھا من العبادات والطاعات تم نے وسیلہ کے معنی نہیں سمجھے اور وسیلہ کوئی مخلوق نہیں جس سے چاہا جائے۔ وسیلہ تو یہی نیک اعمال ہیں۔ نماز صبر اور روزہ اور زکاۃ اور حج وغیرہا عبادات وطاعات سے میں نے کہا انما الاعمال الصالحۃ ھی من الاعراض والافعال التی لا تقوم الا بذوات عباد اللہ الصالحین ولا تصدر الا عن ذواتھم بخلق اللہ تعالیٰ وکسبھم اذا کانت افعال الصالحین وسیلۃ الی اللہ تعالیٰ فکیف لا تکون ذوات الصالحین وسیلۃ الی اللہ تعالیٰ وقد قال اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ۔ اولٰئک الذین

يدعون يبتغون الى ربهم الوسيلة ايهم اقرب ويرجون رحمته ويخافون عذابه والاعمال الصالحة لا تطلق عليها قط انها ايهم اقرب ومرجع ضمير الغائب فی هذه الاية الكريمة ليس الا الانبياء والملئكة عليهم الصلاة والسلام فمن هو اقربهم الى الله تعالىٰ سوىٰ سيدنا محمد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وعلى اله وسلم فهو وسيلة الانبياء والملائكة عليهم الصلاة والسلام الى ربهم تبارك وتعالىٰ فنحن نؤمن بفضل الله تعالىٰ بجميع آياته ونقول يا الله ونقول يارسول الله نیک اعمال سب اعراض ہی ہیں اور یہ تمام افعال صالحہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی ذوات مقدسہ کے ساتھ قائم ہیں اور ان ہی کی ذوات مبارکہ سے اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور ان کے کسب سے صادر ہوتے ہیں تو جب صالحین نیکوکاروں کے افعال اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ قدس میں وسیلہ ہیں تو ذوات صالحین کیونکر اللہ کے دربار میں وسیلہ نہ ہوں گے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ مقبول بندے جنھیں کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں ان میں کون زیادہ مقرب ہے اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور نیک عملوں پر ہرگز یہ اطلاق نہیں کیا جاتا کہ ان میں سے کون سا زیادہ قریب ہے اور مرجع ضمیر جمع غائب کا اس آیت کریمہ میں صرف حضرات انبیائے کرام وملائکہ عظام علیہم الصلاۃ والسلام ہیں تو ان حضرات کرام میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے سوا کون اقرب ہے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اور حضور والا ہی حضرات انبیائے کرام اور ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام کے وسیلہ ہیں اللہ تعالیٰ کے حضور میں پس ہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تمام آیات قرآنیہ پر ایمان رکھتے ہیں اور ہم کہتے ہیں یا اللہ اور ہم کہتے ہیں یا رسول اللہ کہنے لگے قل الصلاۃ والسلام علیك یارسول الله۔

الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہو۔

میں نے کہا نحن نقول الصلاۃ والسلام علیك یارسول الله وعلى آلك يارسول الله ونحن نقول المدد يارسول الله ونقول الغياث يارسول الله ونقول المستغاث يارسول الله ونقول اسألك الشفاعة يارسول الله کہ ہم الصلاۃ والسلام علیک وعلی آلک یارسول اللہ بھی کہتے ہیں اور المدد یارسول اللہ بھی کہتے ہیں اور الغیاث یارسول اللہ بھی کہتے ہیں اور المستغاث یارسول اللہ بھی کہتے ہیں اور یوں بھی کہتے ہیں کہ یارسول اللہ ہم آپ سے شفاعت کے طلبگار ہیں۔ لاجواب ہو کر خبثا شور مچانے لگے۔ دکاندار بیچارہ سنی ہے مجھ سے کہنے لگا الکلام فی السوق لا یفید یہ باتیں بازار میں فائدہ مند نہیں۔ اور روغن زیتون کی بوتل دکھا کر اس کی تعریف کرنے لگا میں بھی اس کا منشا سمجھ کر اس سے روغن زیتون ہی کے متعلق گفتگو کرنے لگا۔ یہاں غرباء وعوام اکثر وبیشتر مسلمانان اہلسنت ہیں لیکن نئی نسل کو ہر مدرسے میں کتب وہابیہ کی جبراً تعلیم دی جارہی ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا بالمولیٰ سبحنه وتعالیٰ وهو العلی العظیم۔

آج سلطان نجدیہ ملک وہابیہ کی مکہ معظمہ سے واپسی ہوگئی طوافِ وداع کے وقت مطاف شریف کو طائفین وعاکفین وقائمین وراکعین وساجدین سے زبردستی قطعاً خالی کرالیا گیا۔ مکہ معظمہ کی ساری تاریخ میں یہ واقعہ خود ہی اپنی نظیر ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

حضرت شاہ محمد یار علی صاحب کل سے نزلہ وزکام وبخار میں کچھ علیل ہوگئے ہیں شفاهم الله سبحنه وتعالیٰ شفاء تاما کاملا بحرمة حبيبه المصطفىٰ صلى الله تعالىٰ عليه وعلى اله وسلم امين ثم آمين ان کی طرف سے اور فقیر کی طرف سے آپ سب حضرات کو سلام ودعا۔ عبید الرضا رضوی

جدّہ سے والا نامہ

۴۸۶/۹۲

جان برادر اسد السنۃ وشاف الحبیب ابو المظفر محب الرضا حفظہ ربہ سبحٰنہ وتعالیٰ وایانا دائماً من شرور جمیع الحساد والعدیٰ و من کل فتنۃ وبلاء آمین بحرمۃ حبیبہ المصطفٰی علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ الصلوٰۃ والسلام دائماً ابداً من ربنا ولی الحمد والرضا تبارک وتعالیٰ وجل علا

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

دوشنبہ مبارکہ ۲۸ محرم ۱۳۷۱ھ کا دن گذار کر شب کو بعد نماز مغرب سرکار اعظم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے روتے ہوئے آنسوؤں سے منہ دھوتے ہوئے بادل تپاں وسینہ سوزاں رخصت ہوئے۔ پرسوں بعد مغرب بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بخیریت وعافیت جدّے پہنچے۔ اب یہاں سے امید ہے کہ یکشنبہ چہارم صفر المظفر ۱۳۷۱ھ مطابق ۴ نومبر ۱۹۵۱ء کو بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم محمدی جہاز پر روانہ ہوں گے جہاز میں سے ان شاء المولیٰ تعالیٰ وحبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم علمبردار سنیت کے نام تار دے دیا جائے گا۔ مگر وہ مختصر ہوگا۔ مفصل یہ خط ہے وہ صدر صاحب اور سیٹھ نور محمد رحمت صاحب سلمہم ربہم پاس خرید کر بندرگاہ میں اندر ضرور تشریف لائیں تاکہ فقیر کو اور فقیر کے ساتھیوں سلمہم ربہم کو جہاز سے اترنے میں کچھ آسانی ہو۔ امید ہے کہ تم گونڈل، پوربندر ومیرٹھ و پیلی بھیت، کانپور، مبارکپور کو ایک ایک اطلاعی مختصر کارڈ ضرور ضرور لکھدو گے۔ نیز برادرم مولوی نور الحق قادری سکندر پور ضلع بستی وعزیزم محمد یوسف تاجر چرم نانپارہ ضلع بہرائچ شریف وعزیزی صدیق احمد صاحب قادری سلمہم ربہم

کو مختصر اطلاعیں لکھدو گے کیونکہ ڈاک نکلنے کا وقت تھوڑا رہ گیا ہے۔ فقیر کو ہر ایک جگہ علیحدہ علیحدہ خط لکھنے کی فرصت نہیں۔

سرکار اعظم میں فقیر کو صرف ایک وقت کی نماز منفرداً پڑھنے کا اتفاق ہوا اور تیرہ (۱۳) روز میں برابر ہر وقت کی نماز اپنے سنی بھائیوں کی جماعت کے ساتھ مسجد نبوی شریف ہی میں دھوم سے علی الاعلان ادا کی جاتی رہی وللہ الحمد۔

اور حضرت شاہ صاحب قبلہ دام ظلہم العالی نے کوئی نماز بھی بغیر جماعت اہلسنت کے نہیں پڑھی۔ واقعات کثیر ہیں بوقت ملاقات بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بیان ہوں گے

فقیر ودیگر جملہ رفقا سلمہم ربہم بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بخیریت آرہے ہیں

فقط عبید الرضا رضوی

یوم الخمیس غرہ صفر المظفر ۱۳۷۱ھ ۱ر نومبر ۱۹۵۱ء

۴۸۶/۹۲

از جدہ غرہ صفر یوم الخمیس ۱۳۷۱ھ

خراب حال کیا دل کو پر ملال کیا ∴ تمہارے کوچے سے رخصت کیا نہال کیا
الٰہی رسول طفیل رضا کہ مولیٰ نے ∴ سگانِ کوچہ میں چہرہ مرا بحال کیا

ضروری اعلان

سگِ بارگاہ نبوی بندۂ سرکارِ قادری گدائے کوئے رضوی کو معلوم ہوا ہے کہ فقیر کا جو فوٹو بمبئی میں حاضری حرمین طیبین کے وقت پاسپورٹ میں شامل کرنے کے لئے قانونی مجبوری کی بناء پر لیا گیا تھا۔ جس سے فقیر بمبئی کے برادرانِ اہلسنت کے سامنے نیز بذریعہ عریضۂ نیاز حضرت بابرکت شہزادۂ اعلیٰ حضرت سجادہ نشین امام اہلسنت سیدنا المفتی الاعظم مولٰنا الحاج الشاہ محمد مصطفٰے رضا خان صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کو شاہد بنا کر نیز مکہ معظمہ و عرفات شریف و مزدلفہ شریف و منٰی شریف و مواجہ اقدس شہنشاہ کونین بادشاہ دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حضور **توبہ کر چکا ہے**۔ اس کی کاپیاں عیاذاً باللہ تعالیٰ کسی خفیہ طریقے سے حاصل کرکے لوگوں تک پہنچا دی گئی ہیں لہٰذا فقیر اعلان کرتا ہے کہ جن صاحبوں نے وہ کاپیاں حاصل کی ہیں یا ان کے حاصل کرنے کی قولاً یا فعلاً کوششیں کی ہیں ان پر اس سے توبہ فرض ہے۔ نیز جس مسلمان بھائی کے پاس اس فوٹو کی کوئی کاپی پہنچی ہے اس پر اس کاپی کا فنا کردینا فرض ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔ خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جملہ حجاج و زائرین کا ان کے طفیل مجھ گنہگار سگِ بارگاہِ رضوی کا حج مبرور اور عرض صلاۃ و سلام بمواجہ حضور سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام مقبول فرمائیں۔ اور فقیر کے تمام برادران و خواہرانِ اہلسنت کو بھی مطابق احکامِ شریعت اس شرف سے نوازیں آمین والسلام علیٰ اہل الاسلام

فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان غفرلہٗ

مکان شیخ سلیمان بسیونی وکیل

جدہ عرب شریف

۷۸۶

جانِ برادر مولٰنا محب الرضا واخی فی اللہ علمبردار سنیت سلمکی ربکا

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہٗ

مضمون بھیجتا ہوں چند اخبارات میں تمام وکمال بلا کم وکاست (اگرچہ باجرت ہو) نمایاں طور پر بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جلد بہت ہی جلد نہایت ہی جلد شائع کراکے ہر ایک اخبار کی متعدد کاپیاں خرید کر ایک ایک کاپی، کانپور و بریلی شریف و گونڈل و پور بندر و بیلی بھیت و جام جودھپور و مبارک پور و سرکار مارہرہ مطہرہ بھیج کر باقی محفوظ رکھئے۔

خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہم کو آپ سب کو لایخافون فی امر اللہ لومۃ لائم کا سچا مصداق بنائیں آمین جملہ برادرانِ اہلسنت کو سلام دعا۔ فقیر عبید الرضا غفرلہٗ

یہ ہے شان حق پسندی وحق گوئی کہ اسی سال سے حجاج پر نجدی حکومت نے فوٹو کی پابندی عائد کی بلکہ اس سال بھی شروع کے دو تین جہاز کے حجاج بغیر اس پابندی کے گئے اور بعد میں یہ قانون نافذ ہوا تو قانونی مجبوری سے فوٹو کھنچایا اور اس پر اس شان سے توبہ کی اور گواہوں کے باوجود اخبارات میں اعلان کرائے۔ فالحمد للہ رب العلمین

نصائح ضروریہ

حضرت شیخ ملت شیر بیشۂ سنت مظہر حضور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشادات و نصائح میں یہ تین نصیحتیں بہت تاکیدی تھیں جن کے سننے والے ہزاروں موجود ہیں۔

اول یہ کہ اسلام و سنیت پر تصلب و پختگی اور مضبوطی سے قائم رہنا۔

دوم :- دشمنانِ خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

سے قطعاً دور رہنا۔ جیسے وہابی، دیوبندی، الیاسی۔ تبلیغی ندوی، کفوری مرزائی، رافضی، مودودی وغیرہم

سوم۔ اپنی کسی غلط بات کو صحیح ثابت کرنے اور اس کی غلط تاویل کرنے کی ہرگز ہرگز کبھی کوشش نہ کرنا۔ غلطی کو غلطی ماننا اس سے رجوع کرنا حق پسندی ہے اور غلطی کو صحیح بنانے کی کوشش کرنا ہٹ دھرمی اور گمراہی کی جڑ ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

حج و زیارت حرمین شریفین سے ہند میں تشریف آوری

اور بمبئی میں شاندار استقبال و جلوس

۱۱ر صفر المظفر ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۱ر نومبر ۱۹۵۱ء روز یکشنبہ کو صبح ۹ بجے بیلارڈ پیر گودی پر ہزاروں سنی مسلمان بھائی حضرت کے استقبال و زیارت کو جمع تھے۔ دس بجے کے بعد حضرت بابرکت کسٹم سے فارغ ہوکر باہر تشریف لائے۔ سنیوں نے مسرت میں اللہ اکبر و یارسول اللہ کے نعرے بلند کئے۔ فلک شگاف نعرے بلند ہو رہے تھے۔ وہابیوں کے دل دہل رہے تھے۔ ہار گلدستے پیش کئے گئے۔ اس وقت سنیوں کی فرحت و مسرت کی شان دیکھنے کے لائق تھی۔ بعدہٗ حسب اعلان کرافورڈ مارکیٹ سے جلوس مرتب ہوا اور انجمن تبلیغ صداقت کی قیادت میں وہاں سے یہ جلوس بڑی شان و شوکت سے مسلم محلوں سے گذرتا ہوا ہزاروں سنی مسلمانوں کے مجمع کے ساتھ نعرہائے تکبیر و رسالت بلند کرتا اور حضرت شیر بیشۂ سنت زندہ باد و انجمن تبلیغ صداقت زندہ باد کے نعروں کے ساتھ راستہ بھر پھول ہار پیش کرتا ہوا سنی بڑی مسجد مدنپورہ پر آکر ختم ہوا۔ شب میں بعد عشاء مدنپورہ گھیلا بائی اسٹریٹ میں جلسۂ تہنیت

منعقد ہوا جس میں تقریباً پندرہ ہزار کا عظیم الشان مجمع ہوا۔ گھیلا بائی اسٹریٹ کی تینوں گلیاں حاضرین سے بھری ہوئی تھیں۔ وہابی کونوں میں دبکے ہوئے تھے جنھوں نے ہندستان بھر میں شور کر رکھا تھا کہ مولانا حشمت علی خان صاحب کو مکہ میں گرفتار کرکے گولی ماردی گئی اور خود آنکھوں سے دیکھ کر آنے والے ہیں۔ سنیوں کی مسرت و خوشی کا عجیب عالم تھا جو وہابیہ کے پروپگنڈے کی بناء پر حضرت کا تیجہ اور دسواں اور بیسواں کرچکے تھے آج حضرت کا دیدار بھی کر رہے تھے اور بیان بھی سن رہے تھے۔ بمبئی میں اس موقع پر تہنیت کے چار جلسے ہوئے اور چاروں میں حضرت نے اپنے نورانی عرفانی ایمانی بیانات سے مسلمانان اہلسنت کے ایمانوں کو تازہ اور قلوب کو منور فرمایا

حضرت کے متعلق وہابیہ کی بے سروپا افواہیں

وہابیوں کی غلط اور بے سروپا افواہیں حضرت کے متعلق آج کوئی انوکھی بات نہیں۔ سنی بھائیوں کو خوب معلوم ہے کہ وہابیوں نے حضرت شیر بیشۂ سنت کے خلاف ایک بار نہیں بار ہا غلط افواہیں اڑائیں اور سنیوں کو دھوکے دیکر پریشان کیا۔ تین مشہور موقعے تو اپنے سنی بھائیوں کو میں یاد دلاتا ہوں۔ اول ۱۳۷۱ھ اس حج کے موقع پر۔ دوم ۱۳۷۸ھ میں دوسری بار حاضری حرمین شریفین کے موقع پر۔ سوم۔ ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ میں جبکہ حضرت علیل تھے۔ مگر طبیعت رو بصحت تھی۔ اور وہابی اخباروں نے خاص کر جمعیۃ وہابیہ دہلی کے آرگن و ذمہ دار الجمعیۃ نے حضرت کا انتقال چھاپ دیا اور واقعہ تو یہ ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کو جھوٹا مانیں (دیکھو فوٹو فتوائے گنگوہی اور جہد المقل حصہ اول ص) اور رسولوں نبیوں کو جھوٹا مانیں (دیکھو تصفیۃ العقائد نانوتوی) وہ خود کب سچ بول سکتے ہیں

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

(خدا ہر سنی کو ان کے شر و مکر و فریب سے محفوظ رکھے) آمین

آستانۂ عالیہ قدسیہ رضویہ حضرت کی حاضری

اور بریلی شریف میں شاندار استقبال و جلوس

حضرت نے حضور پر نور سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانۂ عالیہ پر حاضری کا ارادہ فرمایا اور بمبئی سے بریلی شریف آمد ہوئی۔ بریلی شریف کے برادران اہلسنت نے بڑی شان سے حضرت کا استقبال کیا اور بریلی سٹی اسٹیشن سے شاندار جلوس کے ساتھ نعت شریف پڑھتے ہوئے حضرت کو آستانۂ رضویہ تک لے گئے اور پھر تہنیت کے اجلاس منعقد ہوئے جس میں حضرت کے مبارک و ایمان افروز وہابیت سوز بیانات ہوئے۔

کانپور اور پیلی بھیت میں جلوس

بریلی شریف کے بعد کانپور کے احباب کی درخواست پر حضرت کانپور تشریف لے گئے۔ وہاں بزم قادری رضوی کے اہتمام میں حضرت کا بہت شاندار استقبال کیا گیا اور شہر میں بڑا جلوس نکالا گیا۔ بزریہ کرنیل گنج کے چوک میں جلسۂ تہنیت ہوا اور حضرت نے سنیت افروز نجدیت و وہابیت سوز بیان فرمایا۔ بددینوں کے منہ کالے ہوئے اور سنیوں کے گھر اجالے ہوئے۔ بزریہ کے جلسہ میں لوگوں نے اتنا عظیم الشان مجمع پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

پیلی بھیت کے سنی مسلمانوں نے تو بڑی تیاری کی تھی۔ اسٹیشن پر شاندار استقبال کیا اور جلوس کے ساتھ حضرت کو دولت سرا تک لے گئے۔ حضرت کے دولت کدہ پر اس وقت محفل میلاد منعقد ہوئی اور خود حضرت نے بیان فرمایا۔ صلاۃ و سلام و دعا کے بعد حاضرین کو زمزم شریف اور مدینہ طیبہ کی کھجوریں تقسیم کی گئیں

والحمد للہ رب العلمین

اسی ۱۳۳۸ھ میں موضع محمدعن ضلع فرخ آباد میں حضرت کو دیوبندیوں سے مناظرہ میں فتح حاصل ہوئی اور اسی ۱۳۳۸ھ میں آپ نے رسالۂ مبارکہ الصولۃ الاحدیہ تھانوی کے رد میں تحریر فرمایا۔

شیخ ملت کے خلفا کے اسمائے گرامی

۸۰ - جو - ۱۲

حضرت نے جب اپنے ذریعہ سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے اجرا کا خیال فرمایا تو سنیوں کے قلوب میں بھی رجوع پیدا ہوا اور بے شمار سنی حضرت کے ہاتھوں بادۂ قادریت و برکاتیت و رضویت سے سیراب ہوئے۔ حضرت کے مریدین کے کئی رجسٹر چوری ہو گئے اور کتنوں کے نام بھی درج نہیں ہوئے۔ جو کاپیوں میں درج ہیں ان کے لحاظ سے دس سے پندرہ ہزار کے قریب حضرت کے مریدین ہیں اور ان کاپیوں سے ہی حضرت کے جن خلفاء کے نام نامی مجھے معلوم ہوئے وہ یہاں درج کر رہا ہوں ان خلفا کے ناموں میں ترتیب وہی ہے جو کاپیوں میں درج ہے

(۱) مولوی محمد سراج الدین بن مولانا غلام محی الدین صاحب ویر گام
(۲) مولانا مولوی محمد قدرت اللہ صاحب فیض آباد
(۳) جناب شیخ شبرات علی صاحب ابن صاحب دین ضلع سلطان پور
(۴) مولانا محمد دانش ابن شیخ مشرف علی برما
(۵) مولانا مولوی محمد فصیح الزماں صاحب ابن حکیم محمد مسیح الزماں صاحب رنگون
(۶) مولانا عبد السبحان صاحب مانڈلہ برما
(۷) ملا عبد الرحمٰن صاحب ابن رجب اسلام پورہ ملے گاؤں ناسک
(۸) مولانا مولوی ملک نیاز احمد صاحب ابن محمد اسمٰعیل صاحب بارہ بنکی مقیم کانپور
(۹) صوفی محمد یوسف صاحب وارثی بارہ بنکی مقیم مانڈلہ برما
(۱۰) مولوی عبد السلام صاحب رنگون
(۱۱) مولوی سید نیاز احمد صاحب حسینی عرف اچھے فتحپور ہسوہ مقیم کانپور

(۱۲) حافظ سلطان احمد صاحب محلہ شیخ فتح پور ہسوہ

(۱۳) حافظ فضل الرحمٰن صاحب محلہ مہاجری فتح پور ہسوہ

(۱۴) مولوی حافظ عبد السلام صاحب فتحپور ہسوہ

(۱۵) مولانا شاہ محمد وجیہ الدین صاحب غازی پور

(۱۶) مولانا محمد طیب صاحب رانی گنج بردوان

(۱۷) مولوی صدیق احمد ولد مولانا شاہ یار علی صاحب براؤں شریف

(۱۸) مولانا شمس الحق صاحب خطیب مسجد جنگا ٹیل ہوڑہ

حضرت نے لکھا ہے کہ ان چاروں حضرات کو سلسلۂ قادریہ رضویہ ضیائیہ میں طالب کرکے خلافت و اجازت دی گئی۔ بارک اللہ تعالیٰ فیہم وبہم آمین
دوشنبہ مبارکہ ۱۳ رجمادی الآخری ۱۳۹۶ھ مقام فیض آباد

(۱۹) مولوی حکیم صوفی محمد حیات علی صاحب بھاؤ پور بستی

(۲۰) مولوی صوفی حبیب اللہ پیپری بستی

(۲۱) مولانا افتخار احمد خان صاحب خالص پور اعظم گڑھ

(۲۲) مولانا جلال الدین احمد صاحب تاجی ولد بابا عبد الصمد شاہ صاحب بھیکی پور۔ ضلع رائے بریلی

(۲۳) مولانا سید احمد حسین صاحب عرف مولوی آرہ فیض آباد

(۲۴) مولوی محمد صدیق صاحب مومنا واڑ سورت

(۲۵) مولانا نظام الدین صاحب مومنا واڑ سورت

(۲۶) مولانا محمد سلیم صاحب صاحب ابن محمد عبد اللہ سلطان پور

(۲۷) مولوی شہاب الدین ابن مولانا شاہ عماد الدین صاحب سنبھل

(۲۸) مولانا مولوی محمد حنیف صاحب کان پور

(۲۹) مولانا عرفان احمد ابن مولانا جان محمد صاحب رضوی بلیا

(۳۰) مولانا غیاث الدین ابن مولانا شاہ عماد الدین صاحب سنبھل

(۳۱) مولوی محمد اسحٰق خان ولد محمد مصطفےٰ خان رائے بریلی

(۳۲) مولانا مولوی محمد ذکر اللہ صاحب بستی

(۳۳) حاجی سہراب علی خان ضلع گونڈہ

(۳۴) محمد ادریس خان صاحب

(۳۵) مولوی محمد سجاد حسین صاحب چمن گنج کانپور

(۳۶) حافظ خلیل الرحمن صاحب فتحپور ہسوہ

(۳۷) مولانا محمد شفقت رسول صاحب قادری برکاتی رضوی بمبئی

(۳۸) علمبردار سنیت الحاج ابو بکر صاحب ابن حاجی احمد رشیم والا بمبئی

(۳۹) مولانا محمد عزیز الرحمٰن صاحب بھاؤ پور بستی

(۴۰) مولانا بدر الدین احمد صاحب براؤں شریف ضلع بستی

(۴۱) مولوی محمد ادریس رضا خان صاحب ڈونڈہ بزرگ فرخ آباد

(۴۲) مولانا محمد شمس اللہ صاحب صدیقی پیپری بستی

(۴۳) مولانا عبد الجلیل صاحب فتحپور ہسوہ

(۴۴) الحاج صوفی خاموش شاہ بابا ضلع گونڈہ

(۴۵) قاری صوفی سید حسین علی صاحب ضلع بستی

(۴۶) حافظ محمد عمر صاحب اینچولی بارہ بنکی

(۴۷) حافظ محمد محبوب علی صاحب ضلع گونڈہ

(۴۸) مولوی قاری فخر الدین صاحب ضلع گونڈہ

(۴۹) حضرت سید عبد السبحان صاحب بلہر گھاٹ فیض آباد

(۵۰) مولانا مولوی افتخار احمد صاحب مگہر بستی

(۵۱) حاجی احمد حاجی عمر ڈوسا صاحب بمبئی

(۵۲) مولوی حافظ تجمل حسین صاحب اسلام پورہ مالیگاؤں

لہ شہزادہ شیر بیشۂ سنت حضرت مولانا ہدایت رسول صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ

(۵۳) مولانا سید صغیر حسین صاحب پرتاپ گڑھ

(۵۴) مولانا حافظ قاری افتخار احمد خان صاحب محبت پور الہ آباد

(۵۵) مولانا محمد شاہد رضا خان صاحب سلمہ ربہ خلف اکبر و سجادہ نشین حضرت شیخ ملت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ علیہ

ضروری نوٹ کاپیوں میں جو نام درج ہیں وہ یہ ہیں اس کے علاوہ جو حضرات ہیں اور کاپیوں میں ان کا اندراج نہ ہو سکا ہے وہ خود ظاہر فرما دیں۔

سایۂ دامانِ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

ڈاکٹر حکیم محمد صدیق صاحب قادری برکاتی قاسمی رتلامی زید مجدہم کا بیان ہے کہ میں نے خواب دیکھا ایک بہت بڑا سجا ہوا عالی شان دربار ہے اور بڑے بڑے بزرگ حضرات تشریف فرما ہیں کہ حضرت شیر بیشۂ سنت مولانا الحاج حافظ قاری مفتی محمد حشمت علی خان صاحب بھی اس دربار میں تشریف لائے تو سب حضرات نے آپ سے بیان کرنے کی درخواست کی آپ نے بیان شروع کیا۔ بڑا ہی ایمان افروز بیان ہو رہا ہے۔ سب حضرات مسرور ہو رہے ہیں کہ ندا ہوئی آقائے دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس اجلاس میں تشریف لاتے ہیں۔ سب ادب واحترام سے کھڑے ہو کر صلاۃ وسلام عرض کرنے لگے اور حضرت شیر بیشۂ سنت نے پھر بیان شروع کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بکمال رحمت حضرت کو اپنی عبائے اقدس کے دونوں دامان مبارک میں چھپا لیا اور اسی شان سے حضرت بیان فرماتے رہے تمام حضرات بیان سنتے رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تبسم کناں جلوہ فرما رہے۔ بہت دیر تک یہ جلوہ دیکھتا رہا پھر

؎ محترم ڈاکٹر صاحب بہترین مبلغ تھے اور اپنے دواخانے میں بیٹھے بیٹھے سنیت کی اشاعت کا کام کرتے رہتے تھے چند سال ہوئے موصوف کا انتقال ہو گیا۔ مولیٰ عزوجل مغفرت فرمائے آمین
(منصور رضوی)

آنکھ کھل گئی۔ صبح کا وقت تھا اٹھا اور وضو کیا۔ نماز فجر پڑھی اور یہ خواب یاد کر کے لطف اندوز ہوتا رہا۔

یہ خواب ڈاکٹر صاحب نے اس دور میں دیکھا تھا جبکہ بہت سے مدعیانِ سنیت حضرت کی حق گوئی وحق پسندی کی بنا پر خلاف ہو رہے تھے۔ یہ مبارک خواب بشارتِ عظمیٰ تھی کہ وہ تو میرے دامانِ کرم کے سائے میں ہیں۔ میرے پیاروں کی حمایت میں ہیں اور یہ کہ حق پر ہیں۔ فالحمد للہ رب العٰلمین

حضرت مولانا حسن میاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عرض کرتے ہیں

وہ کس کو ملے جو ترے دامن میں چھپا ہو

اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ مخالف اس کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا جو میرے دامن میں ہو۔ اور یہ بھی کہ ایسے شخص کی عظمت و بزرگی کو کون پہچانے جو آقائے دو عالم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دامانِ کرم میں ہو۔

ایک اور بشارت

مولوی حافظ محمد عمران صاحب قادری برکاتی رضوی مصطفوی نے اس دور میں جبکہ مدرسہ کے مقدمہ کا فیصلہ ہونے والا تھا اور حضرت فیض آباد گئے ہوئے تھے خواب دیکھا کہ صبح صادق ہو چکی ہے۔ نماز پڑھنے کو گھر سے چلے باہر نکلے تو سنا کہ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا رہے ہیں۔ یہ بھی نیاز حاصل کرنے چلے دیکھا کہ بڑی شان سے جلوس آ رہا ہے اور حضور اعلیٰ حضرت بہت فرحناک ومسرور ہیں۔ میں نے بڑھ کر سلام عرض کیا اور دست بوسی اور قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہوا اور عرض کیا حضور والا! مولانا حشمت علی خان صاحب کے فتح مند و ظفر یاب ہونے کی دعا فرمائیں۔ تو حضور اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا میں اس مقدمہ میں ان کی فتح مبین اور وہابیہ کی شکست مہین کی مبارکباد دینے ہی تو آیا ہوں۔ مولانا کو فتح ملے گی اور وہابی ذلیل ہوں گے۔ پھر میں نے کچھ مسائل

لیگ و کانگریس ہنگامہ کے متعلق دریافت کئے۔ سرکارِ رضویت نے ان کے وہی جواب ارشاد فرمائے جو مولانا حشمت علی صاحب قبلہ نے دئیے تھے اور مولانا کی تائید فرمائی

پھر فجر کے اذان سے میری آنکھ کھل گئی اور یہ مبارک منظر غائب ہوگیا۔ نماز فجر پڑھی۔ آج چونکہ فیض آباد میں فیصلہ کی تاریخ تھی بعد نماز حضرت مولانا طیب صاحب کے پاس حاضر ہو کر خواب سنایا حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ جو حضور اعلیٰ حضرت قبلہ نے بشارت دی ہے ایسا ہی ہوگا۔ حضرت شیر بیشۂ سنت فتح مند و کامیاب و بامراد و دلشاد اور وہابی دیوبندی و حاسدین در شکست و نامراد و ناشاد ہوں گے۔ پھر شب میں فیض آباد سے مبارکبادی کا ٹیلیگرام موصول ہوا

سنی بھائی یہ بھی دیکھیں کہ علوم اولیاء کی کیا شان ہے اور یہ بھی دیکھیں کہ حضرت شیر بیشۂ سنت کی کیا شان تھی۔ وہ نائب حضورِ مصطفےٰ و جگر گوشۂ شیر خدا، آئینہ جمال و جلال غوث الوریٰ مظہر مرشدنا حضور احمد رضا تریسٹھ سال (۶۳) ہم میں رہ کر اور دین مصطفےٰ کی خدمات انجام دیتے ہوئے ہم سے رخصت ہوگیا ۔۔۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بھیساوہ اور سنہٹیا میں مناظرے

بھیساوہ اور سنہٹیا ضلع گونڈہ میں جو حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مناظرے ہوئے وہ بھی تاریخی مناظرے ہوئے اور ان مناظروں میں بھی حضرت کو روشن ترین کامیابی حاصل ہوئی وہابیہ دیوبندیہ ذلیل ہوئے

بازار باغ دھانے پور میں مناظرہ

حبیب اللہ بھرائچی کی وہابیت طشت ازبام

مقام بازار باغ دھانے پور ضلع گونڈہ میں یہ شاندار مناظرہ ہوا اور اس کی ابتداء یوں ہوئی کہ مولوی حافظ محمد محبوب علی خان قادری برکاتی رضوی حشمتی

نے حبیب اللہ بہرائچی کو ایک رجسٹرڈ خط بھیجا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ۹ رجب المرجب ۱۳۷۰ھ کو جلسہ بازار باغ میں آکر اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دو کیونکہ آپ کے پیشوا اور مقتدا مولوی عبدالشکور کاکوروی نے اپنی کتاب بنام مختصر سیرت نبویہ کے صفحہ ۲۲ پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چالیس برس کی عمر شریف تک ایمان و تہذیب و اخلاق کی تمام خوبیوں سے قطعاً اصلاً بے خبر لکھ کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سخت ترین توہین اور قرآن پاک کی صریح تکذیب کی ہے لہٰذا خود کاکوروی صاحب کافر و مرتد ہیں اور اس گندی عبارت کو حق ماننے والے سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ کافر و مرتد ہوگئے۔

حبیب اللہ بہرائچی نے یہ رجسٹرڈ خط پڑھ کر مناظرہ کی مصیبت سے بچت کی یہ صورت سوچی کہ بازار باغ پہنچ کر اپنا خرچ ایک سو پچاس روپے پونے بارہ آنے کا مطالبہ کریں گے اتنی رقم غریب سنی دیں گے نہیں لہٰذا ہم مناظرہ کئے بغیر کامیابی کے ساتھ میدان مناظرہ سے فرار ہوجائیں گے کہ سنیوں نے ہمارا خرچ ایک سو پچاس روپے پونے بارہ آنے نہیں دیا تو ہم مناظرہ کیا کرتے شیران سنت کو کیا منہ دکھاتے جبکہ منہ دکھائی کی رقم نہیں دی۔

جیسے تیسے دیوبندی مولویوں نے عبدالسلام بن عبدالشکور کاکوروی و محمد صدیق و افضال الحق و کلیم اللہ بہرائچی و علیم اللہ بہرائچی وغیرہم پندرہ دیوبندی مولویوں کو اپنی پشت پناہی کے لئے لیکر وہ بازار باغ پہنچے اور جلسہ گاہ میں منہ لپیٹ کر چپ چاپ بیٹھ گئے تو سنیوں کی طرف سے مطالبہ ہوا کہ حبیب اللہ تم مقرر ہو لوگوں میں تقریریں کرتے ہو اور خود کو سنی بتاتے ہو۔ تم پر وہابیت دیوبندیت کا الزام ہے اب تمہاری وہابیت ظاہر ہوگئی۔ تمہاری وہابیت پر ہی بحث ہے تم مرد میدان بنو اور خود شیر بیشۂ سنت کے سامنے آؤ۔ وہابیت دیوبندیت کفوریت سے اپنی صفائی دو۔ بار بار ان سے سنیوں کا یہ مطالبہ رہا مگر گم سم کے لڈو کھائے چپ سادھے بیٹھے رہے اور ساڑھے پانچ گھنٹے کے مکالمہ میں حضرت شیر بیشۂ سنت کے سامنے

ایک حرف بھی بول نہ سکے ہاں ان کے مشکل کشا یعنی کلیم اللہ بہرائچی کھڑے ہوئے اور بولے کہ حبیب اللہ بہرائچی صاحب کا سفر خرچ ایک سو پچاس روپے پونے بارہ آنے دیدو تب مناظرہ شروع ہوگا۔ اور ایک گھنٹہ اسی بحث میں ضائع کردیا۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے ارشاد فرمایا۔ عام طور پر منہ دکھائی ایک روپیہ دو روپیہ، پانچ روپے ہوتی ہے۔ حبیب اللہ صاحب کی منہ دکھائی اتنی مہنگی نہ دیکھی نہ سنی۔ یہ مناظرے سے بھاگنے کے لئے کھلی ہوئی چال نہیں تو کیا ہے۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ اس مناظرے میں احقاق حق وازہاق باطل کی پوری جلوہ گری ہو اور خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم چاہیں تو حبیب اللہ اور ان کے دام افتادہ کو کفریات وہابیہ دیوبندیہ سے توبہ واسلام وسنیت نصیب ہو اسلام وسنیت ہی وہ عظیم دولت ہے جس پر ایک سو پچاس روپے پونے بارہ آنے کیا چیز ہے ہفت اقلیم کی دولت ہو تو وہ بھی اس پر قربان ہے۔ یہ بات آپ لوگوں کی کتنی گندی اور گھنونی ہے کہ جب تک ایک سو پچاس روپے پونے بارہ آنے ہماری جھولی میں نہ ڈال دوگے ہم تمہاری حق بات بھی ہرگز نہ سنیں گے۔ اس پر کلیم اللہ بہرائچی شرما کر قانون کی دھمکی دیتے ہوئے بیٹھ گئے۔ آخر میں کلیم اللہ کے دیوبندی ٹولی کے صدر اور عبدالسلام ابن عبدالشکور کاکوروی کے مناظر ہونے کا اعلان کردیا۔ اہلسنت وجماعت کی طرف سے حاجی اکرام الدین صاحب کے صدر اور حضرت شیر بیشۂ سنت کے مناظر ہونے کا اعلان ہوا اور دس دس منٹ جانبین سے تقریر کے لئے مقرر ہوئے۔

دیوبندیوں نے اس کے بعد سنیوں کو دھوکہ دینے کے لئے پھر ایک چال چلی کہ نعرۂ رسالت یا رسول اللہ بلند آواز سے پکارا اور سارے دیوی وہابی کھڑے ہوکر دست بستہ باادب صلاۃ وسلام یانبی سلام علیک یارسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک پڑھنے لگے تاکہ دھانے پور کے ان پڑھ مریدین فریب میں مبتلا رہیں اور دیوبندیوں وہابیوں کو پکا سنی سمجھ لیں۔ مگر شیر حق کے آگے لومڑی وگیدڑ کی چال نہیں چلتی۔ حضرت شیر بیشۂ سنت نے فوراً کھڑے ہوکر اعلان فرمایا کہ

مسلمانو! دیکھو یہ دیوبندی وہابی دست بستہ قیام تعظیمی کرکے صلاۃ وسلام میں یانبی ویارسول ویاحبیب کے الفاظ کے ساتھ پڑھ کر اور یارسول اللہ پکار کر براہین قاطعہ گنگوہی صفحہ ۱۴۳ کی بناء پر کافر ومشرک ہوئے بلکہ تقویۃ الایمان صفحہ ۸ کی بنا پر ابوجہل کے برابر کافر ومشرک ہوگئے اور دوسروں سے پڑھوا کر وہابی دھرم میں مشرک گر ہوگئے مسلمانوں اس زمانہ کے ابوجہلوں کو پہنچانو اور ان سے دور رہو۔ اس وقت سارے دیوبندیوں کی شرمناک صورتیں قابل دید تھیں ان کی چال ناکام ہوگئی اور شکست ظاہر ہوچکی تھی۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے مناظر وہابیہ دیوبندیہ سے فرمایا۔ عبدالشکور کاکوروی تمہارے باپ نے اپنی ناپاک کتاب مختصر سیرت نبویہ کے صفحہ ۲۲ پر لکھا کہ "اخلاقی محاسن کے تین جز ہیں۔ تہذیب اخلاق۔ تدبیر منزل۔ سیاست مدن۔ ان تینوں سے آپ قطعاً واصلاً بے خبر تھے۔ جب آپ یہ بھی نہ جانتے تھے کہ کتاب الٰہی کیا چیز ہے اور ایمان کیا چیز ہے تو ان محاسن سے آپ کو کیوں کر آگاہی ہوسکتی تھی۔" اس ناپاک ملعون عبارت میں تمہارے باپ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو چالیس سال کی عمر شریف تک معاذ اللہ بے تہذیب بے ایمان تمام شرعی خوبیوں سے بالکل ہی بے خبر بتایا یہ کتنی گندی، گھنونی خبیث توہین رسول ہے اور کتنا بڑا ملعون کفر ہے اور اس کفر وارتداد کی وجہ سے تمہارا باپ کاکوروی کافر ومرتد ہے اور بے توبہ مرا تو مستحق لعنت ابد ہے۔ دیوبندی مناظر عبدالسلام ابن عبدالشکور کاکوروی اپنے باپ کا یہ کفر وارتداد نہ اٹھا سکا۔ موافق مخالف نے دیکھا کہ کاکوروی کتنا بڑا کافر ومرتد ہے اور اس کا یہ سپوت کیسی شان والا ہے کہ اس کے منہ پر اس کے باپ کو کافر ومرتد کہا جارہا ہے اور وہ اس کا کفر وارتداد نہ اٹھا سکا نہ اٹھا سکتا ہے پھر کاکوروی کے کفر وارتداد کا ثبوت زبانی سنا سنایا نہیں بلکہ اس کی کتاب دکھا کر تحریری ثبوت پیش کیا جارہا ہے مگر بیٹا اور کاکوروی کا شاگرد حبیب اللہ بہرائچی اپنے باپ اور پیشوا کا اسلام ثابت نہ کرسکا۔

عبدالسلام اپنے باپ کو حبیب اللہ بہار گجی اپنے پیشوا کو الزام کفر سے بری ذکر سکے حضرت شیر بیشۂ سنت نے حفظ الایمان تھانوی کی ص۸ اور ص۸ و ص۹ کی کفری عبارت اور براہین قاطعہ گنگوہی و انبیٹھی ص۵۱ کی شیطان والی کفری عبارت اور تحذیر الناس نانوتوی کی ص۳ و ص۱۴ و ص۲۸ والی عبارات کفریہ اور جہد المقل حصہ اول ص۴۱ کی کفری عبارت پیش کر کے فرمایا کہ ان عبارات کفریہ یقینیہ کی وجہ سے بحکم شرع یہ مذکورین ایسے کافر و مرتد ہیں کہ ان کے کفریات پر یقینی اطلاع کے بعد جو ان کو کافر و مرتد نہ کہے وہ بھی کافر ہے ایسے لوگوں کی نماز جنازہ پڑھنا حرام ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا ان کو امام بنانا حرام ان کے ہاتھ کا ذبیحہ حرام و مردار ہے عبدالسلام مبہوت ششدر رہا اور جواب نہ دے سکا۔

الملفوظ حصہ سوم ص۸ کی عبارت کا حضرت نے جب مطالبہ فرمایا کہ اصل عبارت دکھاؤ تو سارے دیوبندی ملاؤں کی آنکھیں پھٹی پھٹی رہ گئیں اور ملفوظ شریف کی تمام جلدوں میں اس عبارت کا نام و نشان نہ دکھا سکے۔

دیوبندی مناظر عبدالسلام نے اب حدائق بخشش حصہ سوم کے چند اشعار پڑھ کر حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کا الزام لگایا۔ معاذاللہ

حضرت شیر بیشۂ سنت نے اس کا دندان شکن جواب دیا کہ یہ اشعار جو آپ نے پڑھے ہیں یہ اشعار حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان مبارک میں ہرگز ہرگز نہیں بلکہ ملک حجاز کی گیارہ کافرہ دلہنوں کے متعلق ہیں جن کا واقعہ صحیح مسلم شریف میں ہے جس کی طرف حدائق بخشش حصہ سوم کے اس شعر میں اشارہ ہے

یاد وہ مجمع رنگین عروسان حجاز ٭ اور بیان کر چھپائیں گی نہ حال شوہر

(۱) کاتب کی غلطی سے یہ اشعار بے ترتیب نقل ہوگئے
(۲) پھر بھی کلام کے درمیان دو جگہ رہے جلی قلم سے لفظ علیحدہ لکھا ہوا ہے
(۳) پھر اس کا مقطع بھی نہیں ہے

یہ تینوں باتیں اس امر کا ثبوت ہیں کہ کلام غیر مرتب اور ناتمام ہے باوجود اس کے ان اشعار کو جو دیوبندی سیدہ ام المؤمنین کی شان میں بتاتے ہیں وہ خود حضرت ام المؤمنین کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں اور اس کا الزام حضور اعلیٰ حضرت قبلہ پر لگاتے ہیں۔ وہابیہ دیوبندیہ کی انتہائی بے حیائی ہے۔ یہ سن کر دیوبندیوں کے چہروں پر جو ہوائیاں اڑ رہی تھیں وہ دیکھنے کے لائق تھیں۔

عبدالسلام الملفوظ و حدائق بخشش حصہ سوم سے کچھ پڑھ کر حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ پر کفر و ارتداد کا الزام لگانے لگا اور اکابر دیوبندیہ کے کفریات سے جان بچانے لگا فرار کی راہ تلاش کرنے لگا۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا پہلے اپنے طواغیت کے کفریات اٹھالو اور توبہ کر کے مسلمان بن جاؤ پھر کچھ اور کہنا۔ تم مرتد ہو اپنے کفریات اٹھا نہیں سکتے دوسرے پر الزام لگانے لگے اور اگر سننا ہے تو سن لو۔ ملفوظات کو صاحب ملفوظ خود مرتب نہیں کرتا بلکہ اس کے خدام و مریدین و معتقدین اس کے ارشادات سن دربار شیخ سے جب اپنی جگہ واپس آتے ہیں تو جو کچھ سنا ہوا یاد ہوتا ہے اس کو اپنے الفاظ میں قلمبند کرتے ہیں۔ وہاں وہابیوں میں دو ایسے شخص گزرے ہیں جنھوں نے برٹش کا ایجنٹ بن کر اپنے ملفوظ مرتب کرائے اور اس کا باقاعدہ انتظام و اہتمام کیا۔ اول برطانیہ کے پہلے ایجنٹ سید احمد نے اس کا اہتمام کیا دیکھو سیرت سید احمد طبع دوم اور دوسرے مولوی اشرف علی تھانوی نے برٹش گورنمنٹ سے چھ سو روپے ماہواری لے کر اپنے ملفوظ لکھنے کے لئے ملازم رکھے اور باقاعدہ اس کی دیکھ بھال کی۔ دیکھو مولوی تھانوی کے ملفوظات۔ افاضات یومیہ۔ اب جبکہ بعد میں لکھا گیا تو الفاظ بدل جاتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اصل مفہوم یاد نہ رہے تو کچھ کا کچھ ہو جائے۔ اسی طرح حدائق بخشش حصہ سوم بھی خود اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ حیات ظاہری میں چھپا نہیں بلکہ خود حضور اعلیٰ حضرت قبلہ نے مرتب نہیں فرمایا۔ تقریباً وصال شریف کے بیس برس بعد چھپا یا گیا۔ اگر بالفرض محال ایک سیکنڈ کے لئے ہم مان لیں کہ معاذاللہ

الملفوظ شریف یا حدائق بخشش حصہ سوم میں کچھ ہے تو زیادہ سے زیادہ اس کا الزام ترتیب دینے والے پر ہی ہوگا۔ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی پر شرعاً کوئی الزام ہرگز ہرگز نہیں آسکتا۔ بخلاف اس کے ہم اہلسنت آپ کے طواغیت تھانوی وگنگوہی وانبیٹھی ونانوتوی وکاکوروی صاحبان کے ملفوظات پر حکم نہیں لگاتے بلکہ ہم حفظ الایمان، براہین قاطعہ، تحذیر الناس، فوٹو نے گنگوہی و جہد المقل حصہ اول، مختصر سیرت نبویہ کی عبارات کفریہ پر کفر وارتداد کا حکم شرعی لگاتے ہیں۔ یہ کفری کتابیں ان کی معرکۃ الآرا تصانیف ہیں جو خود ان کی زندگی میں بار بار شائع ہوئیں اور ان کی زندگی میں ان کتابوں کی تردید ہوئی۔ رد ہوئے جو ان مولویوں کو بھیجے گئے مناظرہ کو بلائے گئے تو نہ آئے اور بے توبہ مرگئے اور مختصر سیرت نبویہ تو آپ کے باپ کی ہے۔ انھوں نے خود اپنے ہی پریس میں چھاپی اور خود ہی شائع کی اب بھی شائع ہورہی ہے۔ پھر بھی ہم اہلسنت کو آپ کافر بنانے کے لئے الملفوظ شریف وحدائق بخشش حصہ سوم کی عبارتوں کو پیش کرکے آپ لوگ اپنی بے حیائی کا کتنا کھلا ہوا ثبوت دیتے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ ہم سنیوں کو آج آپ لوگ کافر کہتے ہیں مگر گھر کی خبر نہیں دیکھئے آپ کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی مجالس حکمت صفحہ ۱۵ میں کہتے ہیں۔

ایک شخص نے پوچھا کہ ہم بریلی والوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہوجائے گی؟ فرمایا ہاں ــــ ہم ان کو کافر نہیں کہتے۔ اگرچہ وہ ہمیں کافر کہتے ہیں

اس کا صاف اور صریح مطلب یہ ہوا کہ وہابیوں دیوبندیوں کی نماز ہم اہلسنت کی اقتدا میں ہوجائے گی کیونکہ حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

متبعین الحمد للہ مسلمانان اہلسنت ہیں خود تھانوی کے نزدیک بھی مسلمان ہیں۔ اگرچہ سنی مسلمانوں کی نماز وہابیوں دیوبندیوں کے پیچھے خود تھانوی جی کے فتوے سے نہیں ہوگی کیونکہ مسلمانان اہلسنت کے نزدیک وہابیہ دیوبندیہ کفار ومرتدین ہیں اب اگر تم ہم کو کافر کہتے ہو تو تھانوی جی ہم مسلمانان اہلسنت کو مسلمان کہہ کر تمہارے فتوے سے کافر ہوگئے اور پھر ان کو مسلمان کہہ کر تم سارے کے سارے کافر ہوگئے اور جبکہ بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہم یقیناً مسلمان ہیں تو ہم کو کافر کہہ کر تم خود کافر ہوگئے تو تمہارا اور حبیب اللہ بہرائچی کا کافر ومرتد ہونا یوں بھی ثابت ہوگیا۔ اب تمہارے اگلے پچھلے دونوں راستے بند ہوگئے۔ اب نجات کیسے مل سکتی ہے سنو! سنو!! وہابیت دیوبندیت سے سچی توبہ کرکے از سر نو سنی مسلمان بن جاؤ ہر ایک وہابی دیوبندی کان کھول کر سن لے کہ ہمارا صرف اس قدر تم سے مطالبہ ہے۔

پیارے حبیب کو پکار پیارے نبی کا نام لے
دامن مصطفیٰ میں آ۔ پائے رسول تھام لے

عبد السلام نے اس کا جواب تو نہ دیا۔ پھر سنیوں پر الزام لگاتے ہوئے کہا کہ جو شخص یہ کہے کہ مجھ پر سنتیں معاف ہیں اس کو علامہ شامی نے کافر لکھا ہے۔ اور ایک گھنٹہ تک اپنی تقریر میں بار بار یہ کہا تو حضرت شیر بیشۂ سنت نے کہا کہ اچھا مولوی صاحب یہ لکھ کر مجھے دیدو کہ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ مجھ پر سنتیں معاف ہیں وہ کافر ہے۔ عبد السلام اس مطالبہ پر گھبرا گیا۔ چہرہ فق ہوگیا اور فوراً کہا کہ میں نے یہ نہیں کہا ہے۔ میں نے تو یہ کہا تھا کہ جو شخص کہے کہ مجھ پر نماز معاف ہے وہ کافر ہے اور اس کے ساتھ ہی وہابیوں نے شور مچانا شروع کردیا اور ہنگامہ برپا کردیا۔ جب اشتعال انگیزی شروع ہوئی تو حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا کہ اب یہ مناظرہ تحریری ہوگا تاکہ نہ ہمیں کہہ کر انکار کرنے کا موقع رہے اور نہ تم کو مکرنے کا موقع رہے اس جائز اور معقول مطالبہ کی وجہ سے تمام دیوبندیوں کا دم نکل گیا اور اس پر تیار نہ ہوئے پھر گڑبڑ کرنے لگے تو پولیس کو امن قائم کرنے کے لئے مداخلت کرنی پڑی اور اس

نے مناظرہ روک کر دیوبندیوں کی مشکل کشائی کی۔ وہابیوں دیوبندیوں کی جان چھوٹی لاکھوں پائے خیر سے بدھو گھر کو آئے کا وظیفہ پڑھتے ہوئے سارے بھاگ کھڑے ہوئے اور اہلسنت کو فتح مبین حاصل ہوئی۔

حبیب اللہ علیہ السلام اور سارے دیوبندی وہابی ملکر بھی طواغیت اربعۂ دیوبندیہ وعبدالشکور کاکوروی کے کفریات نہ اٹھا سکے ان کا اسلام ثابت نہ کر سکے۔ یہ ہے یادگار تاریخ دھامنے پور کے مناظرہ کی مختصر کیفیت۔ مناظرہ کی کچھ تفصیل اس وقت پوسٹر کے ذریعہ شائع ہوئی تھی۔ کاش! اس کی تفصیلی روداد چھپ جاتی تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت فائدہ مند ہوتی۔

حدائق بخشش حصہ سوم کے متعلق حضرت نے دیوبندی مکائد وشرور کے رد میں ایک سوال کے جواب میں فتویٰ بنام تاریخی ردّ کید الخبثاء ۱۳۷۴ھ تحریر فرمایا جو لاجواب ہے۔ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ میں سارے وہابیہ دیوبندیہ کی منظم سازش کے تحت دیوبندی انقلابی فتنہ اُٹھایا گیا۔ بہت سے سنی نما مطلب پرستوں، ضمیر فروشوں نے اس آگ کو بھڑکایا۔ الوارث کے ایڈیٹر نے اس آگ پر پٹرول چھڑکا!

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

حضرت شیر بیشۂ سنت پر دیوبندیوں کا آخری مقدمہ

محرم الحرام ۱۳۷۵ھ میں حضرت شیر بیشۂ سنت کے مبارک بیانات بمبئی میں نل بازار اباپلڈنگ کے سامنے انجمن خدام چشتیہ کے زیر اہتمام ہو رہے تھے۔ ۴ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ (مطابق ۲۳ اگست ۱۹۵۵ء) سہ شنبہ کو شب میں دیوبندیوں کی طرف سے ایک وہابی نے

دین سے غداری کرنے کی سزا بھی اس ایڈیٹر کو ملی اور ایسی عبرتناک موت ہوئی کہ اس دور کے جو حضرات آج زندہ ہیں وہ اس خوفناک موت کا ذکر کرتے ہوئے لرز جاتے ہیں۔ اللّٰھم عافنا من کل بلاء الدنیا وعذاب الآخرۃ آمین منصور رضوی

سوال کیا کہ آپ کے بھائی محبوب علی خان نے حضرت ام المومنین کی شان میں گستاخی وبے ادبی کی ہے اس پر کیا حکم ہے۔؟ دیوبندیوں پر بعد میں فتویٰ لگائیں پہلے اپنے گھر کی خبر لیں اور صفائی پیش کریں (یہ وہ دور تھا کہ بمبئی کے بڑے بڑے ذی اثر انقلابی فتنہ سے مرعوب ہو چکے تھے۔ اور حاسدین خوش ہو رہے تھے) حضرت نے بہت ہی متانت اور سنجیدگی سے ونرمی سے جواب ارشاد فرمایا کہ الحمد للہ میرے بھائی نے اپنی خطا کا اعتراف کرتے ہوئے نہایت صفائی سے اپنی توبہ کا اعلان کیا اور اس کو شائع بھی کر دیا۔ انھوں نے تعذر کی نہ توبہ کرنے میں شرم کی حالانکہ غلطی کاتب کی ہے کہ اس نے ان اشعار کو بے ترتیب لکھ دیا پھر بھی مولانا محمد محبوب علی خان قادری سلمہٗ ربہٗ نے اپنی توبہ شائع کر دی۔

تم اپنے گھر کو دیکھو کہ تمہارا طاغوت تھانوی کیا کہتا ہے یہ دیکھو رسالہ الامداد تھانہ بھون ماہ صفر ۱۳۳۶ھ میں تھانوی جی اپنا ایک خط بنام الخطوب المذیبہ للقلوب المنیبہ چھپایا ہے۔

اس میں لکھا ہے کہ

ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں انھوں نے مجھ سے کہا۔ میرا ذہن معاً اسی طرف منتقل ہوا کہ کمسن عورت ہاتھ آئے گی اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں۔ وہی قصہ یہاں ہے۔

مسلمانو! ہزار افسوس، بے شمار افسوس اس چودھویں صدی کے حکیم الامت کو حضرت سیدتنا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ادب اور عظمت واحترام بھی نہ رہا۔ بے غیرت سے بے غیرت آدمی اپنی ماں کو خواب میں

دیکھ کر یہ تعبیر کرنے کی جرات نہیں کرسکتا کہ اس کی اسی سن وسال کی مرغوبہ سے شادی ہو جائے گی۔ ہاں بلکہ آپ نے کہ جورو ملنے سے کوئی جاہل بھی تعبیر نہ کرے گا۔ اشرفعلی تھانوی کی غیرت وحمیت اس درجہ پر پہنچ گئی۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غبار پائے ناقۂ پاک پر ہماری ماؤں کی جانیں قربان مگر تھانوی خوب سمجھتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی ماں ہیں اور یہ مسلمان ہی کب ہے۔ اللہ شرم دے ایمان دے (آمین) اب آپ غور کریں کہ تھانوی بارگاہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں کتنا بڑا گستاخ بے ادب ہے۔ مَعَاذَ اللّٰہ

چالیس سال سے یہ توہین شائع ہو رہی ہے۔ لیکن ناموس رسالت کے تحفظ کا ادعا کرنے والی اور حضرت سیدہ اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عزت وعظمت کا نام لے کر سنی مسلمانوں کو دھوکہ دینے والے اس ناکارہ کمیٹی کو اس پر کچھ بھی غصہ نہیں آتا بلکہ ایسی گندی گالی کو جائز وصحیح جان رہی ہے اور ایسی ملعون گستاخی لکھنے والے کو اپنا حکیم الامۃ مان رہی ہے۔

سنی مسلمان بھائیو! بچو ایسی ناپاک بکواسوں سے دور دور رہو۔ ایسی ملعون بکواس کرنے والوں سے۔

اور یہ دیکھو مولوی اشرفعلی تھانوی کے خلیفہ عبدالماجد دریاآبادی اپنی کتاب بنام حکیم الامت مطبوعہ مطبع معارف اعظم گڈھ کے صفحہ ۵۹ پر اپنے پیر تھانوی کے نام اپنے خط میں لکھتے ہیں۔

> پرسوں شب میں گھر میں ایک عجیب خواب دیکھا کہ مدینہ منورہ کی مسجد قبا میں حاضر ہیں وہیں جناب کی چھوٹی بیوی صاحبہ بھی ہیں یہ انھیں دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ انھوں نے دریافت فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر دیکھو گی انھوں نے بڑے اشتیاق کے ساتھ کہا کہ ضرور۔ اتنے میں کسی نے کہا کہ یہ تو عائشہ صدیقہ ہیں۔ اب یہ بڑے غور و

> حیرت سے ان کی طرف دیکھ رہی ہیں کہ شکل وصورت ووضع و لباس چھوٹی بیوی صاحبہ کا ہے۔ یہ حضرت صدیقہ کیسے ہو گئیں

اس کے بعد پھر اسی خواب میں تھانوی صاحب کی نئی بیوی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بہو اور خود تھانوی جی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خاص الخاص اولاد بتایا گیا ہے۔ پھر اسی کے صفحہ ۵۶ پر تھانوی صاحب نے اس کی یہ تعبیر دی کہ

> خواب کوئی حجت شرعیہ نہیں مگر رؤیائے صالحہ کا مبشرات میں سے ہونا حجت شرعیہ سے ثابت ہے اس لئے اس کو بشارت سمجھنا اور اس پر مسرور ہونا شرعاً ماذون فیہ ہے کسی کا حضرت عائشہ کہنا اشارہ ہے وراثۃ فی الاوصاف کیطرف

العیاذ باللہ تعالیٰ تھانوی صاحب کی نئی بیوی کے سیدہ عائشہ صدیقہ ہونے کا خواب بنایا جائے اور تھانوی جی یہ کہہ کر بعض اوصاف میں میری نئی بیوی حضرت عائشہ صدیقہ کی وارث ہے۔ اپنی نئی بیوی کو عائشہ صدیقہ کہا جانا جائز بتا رہے ہیں إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آہ لعدہ آہ! کہ اپنی کمسن بیوی کو معاذاللہ عائشہ صدیقہ بتایا جارہا ہے اور آسمان ایسی گستاخی پر پھٹ نہیں پڑتا۔ ایسے گستاخوں پر انگارے نہیں برستے۔ مگر وہابی دیوبندی انقلابی نہیں شرماتے اور ناموس رسالت کے تحفظ کے نام نہاد مدعی اے ٹی این آر غیرت نہیں کرتے کہ تھانوی جی نے حضرت اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کیسی سخت شدید گستاخی وبے ادبی کی ہے والعیاذ

لہ اس دور میں بمبئی میں وہابیوں دیوبندیوں نے ایک انجمن بنام انجمن تحفظ ناموس رسالت بنائی تھی حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس کا مخفف نام اے ٹی۔ این آر مقرر فرمایا اسی انجمن کی طرف اشارہ ہے۔ منصور رضوی

باللہ تعالیٰ۔ اور تھانوی کی ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی دیکھو کہ وہ کہتا ہے کہ اس پر مسرور ہونا شرعاً ماذون فیہ ہے"۔ یعنی اس گستاخی پر خوش ہونے کی شرع مطہر سے اجازت ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ یہ گستاخی و بے ادبی کرنے کا سبق دیا جا رہا ہے۔ سبحانک ھذا بھتان العظیم تو تھانوی نے خود گستاخی و بے ادبی کی اور دوسروں کو توہین کرنے کی تعلیم بھی دی اور اس سے بڑھ کر یہ کہ شرع سے اس کو جائز بتایا۔ کیا دیوبندیوں نے اس کے خلاف کوئی ایجی ٹیشن کیا یا اب کریں گے اگر نہیں تو کیوں نہیں۔

اور یہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی اپنی تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائیل پرنٹنگ پریس دہلی صفحہ ۶ میں لکھتے ہیں۔

> "انسان آپس میں سب بھائی بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔۔۔۔" پھر ایک سطر کے بعد لکھتے ہیں
>
> اولیا و انبیاء و امام زادے، پیر شہید جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہیں ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں۔

اس گندی عبارت میں صاف طور پر کھلے لفظوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بڑا بھائی اور اپنے کو چھوٹا بھائی کہہ دیا۔ اور صاف صاف کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایسی ہی تعظیم کرنا چاہیئے جیسی چھوٹا بھائی اپنے بڑے بھائی کی تعظیم کرتا ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ بڑے بھائی کی بیوی چھوٹے بھائی کی بھابھی ہوتی ہے تو اس عبارت کو لکھ کر تمام مسلمانوں کی محترم و معظم و مقدس ماؤں یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن

کو دیوبندیوں وہابیوں کے پیشوا نے اپنی بھابی بنا دیا معاذ اللہ! معاذ اللہ!! معاذ اللہ!!! قرن گزر گئے۔ جُگ بیت چکے ہیں۔ ناپاک کتاب میں یہ ملعون گستاخی شائع ہو رہی ہے۔ اس پارٹی کے کرتاؤں دھرتاؤں، دیوبندی وہابی ملاؤں کو یقینی طور پر اس کی اطلاع بھی ہے لیکن آج تک ان میں سے کسی کی زبان کسی کے قلم سے اس کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں نکلا۔ اس پر اس پارٹی کے ممبروں کی نام نہاد غیرت اسلامی کو کچھ بھی جوش نہیں آتا۔ سب کے ہاتھوں میں قلم ٹوٹ گئے ہیں۔ سب کی زبانیں سوکھ گئی ہیں۔ آہ! آہ!! آہ!!! حضرات امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو دیوبندی عقیدہ، وہابی اعتقاد معاذ اللہ اپنی بھابی جان بتائے اور اس پارٹی کو اس کے مقابلے میں کچھ بھی غیرت نہ آئے اور ایسی شدید گستاخی کو یہ بے غیرت پارٹی اپنے لئے شیر مادر بنائے اور ایسی ملعون گستاخی لکھنے والے کو اپنا مذہبی مقتدا ٹھہرائے الا لعنۃ اللہ علی الظلمین۔ سنتا ہے ایسے ظالموں پر واحد قہار جل وجلالہٗ کی لعنت اور پھٹکار۔

اور سنو برادرم مولٰنا محمد محبوب علی خان سلمہٗ ربہٗ نے ناقل و کاتب کی غلطی سے قصیدے کے اشعار بے ترتیب چھپ جانے کی جب اطلاع پائی تو بار بار بالاعلان اپنی توبہ شائع کر دی اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دربار رحمت میں بھی توبہ کر لی۔ حضرت سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سرکار کرم میں بھی معافی مانگ لی۔ مسلمانان اہلسنت کی خدمات میں بھی معافی طلب کر لی۔ حضرات علمائے اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ نے بھی اس معافی کے شرعاً قابل قبول ہونے پر متفق علیہ شرعی قرآنی فیصلہ صادر فرما دیا اس کے علاوہ ماہنامہ سنی لکھنو اور اخبار ہندوستان بمبئی میں بار بار اعلانات شائع فرمائے کہ

> ان تینوں شعروں کا حضرت سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیزان سرکار بلکہ آپ کی خاک نعلین پاک سے بھی ہرگز دور کا بھی تعلق نہیں۔

اور کتاب کا دوسرا ورق صحیح ترتیب کے ساتھ چھپوا کر شائع کرایا اور یہ اعلان بھی کئی بار روزناموں میں چھپوا دیا کہ

> کتاب مذکورہ کا وہ ورق صحیح ترتیب کے ساتھ چھپوا کر میں نے شائع کر دیا ہے کہ جن صاحبوں کے پاس وہ کتاب ہو وہ چاہیں تو کتاب میرے پاس بھیج کر قیمت واپس طلب کریں ورنہ ان کو چاہیے کہ وہ بے ترتیب چھپا ہوا ورق کتاب سے نکال کر میرے پاس بھیج دیں اور صحیح ترتیب کے ساتھ چھپا ہوا ورق مجھ سے منگا کر کتاب میں لگا لیں

تو اب شرعاً مولانا پر کوئی بھی الزام نہ رہا۔ یہی قرآن پاک کا ارشاد ہے اور یہی حدیث شریف کا فرمان ہے۔ یہی علمائے اہلسنت کا متفق علیہ فتوائے شرعیہ ہے۔ رائے عامہ جو قرآن عظیم وحدیث کریمہ کے خلاف ہو ہرگز قابل قبول نہیں۔ ایسی مخالف شریعت رائے عامہ کی شرع مطہرہ کے نزدیک کچھ قدر وقیمت نہیں۔ افسوس اس طرح علی الاعلان توبہ کرنے والے کے خلاف گالیوں دشناموں کا محاذ قائم ہے۔ تو بہ شرعیہ کو گندی گالیوں اور ناپاک دھمکیوں میں اڑایا جاتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

سنی مسلمان بھائیو! بچو ایسے گندے عقیدوں سے دور رہو۔ ایسے نجس اعتقاد والوں سے اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ آمین۔ اس مبارک ایمان افروز باطل سوز بیان کو سن کر سنی مسلمانوں کے چہرے کھل اٹھے اور دیوبندی وہابی، خارجی پروپیگنڈے کے افترائی پہاڑ پاش پاش ہو گئے۔

دورانِ تقریر پھر ارشاد فرمایا۔ سنی بھائیو! سنو اور خوب غور سے سنو کہ ــ حدائقِ بخشش حصہ سوم کا نام لے کر برادرم مولانا مفتی محمد محبوب علی خان سلمہ ربہ کے خلاف اس زور شور اور منظم سازش کے تحت جو پروپیگنڈہ ہو رہا ہے اور توبہ ومعافی کے اعلانات تیا ورق چھپوانے کے بعد بھی ختم نہیں ہوئے بلکہ اور زور پکڑ رہا ہے اس کی اصل وجہ بتاؤں واقعہ یہ ہے کہ اس طرف قریب کے چند برسوں میں

برادرم سلمہ ربہ کی چند لاجواب تصنیفات[1] ردِ وہابیہ دیوبندیہ ندویہ مودودیہ تبلیغیہ میں ایسی شائع ہوئی ہیں جن کے جواب سے سارے کے سارے وہابی غیر مقلد وہابی دیوبندی ندوی تبلیغی حیران وپریشان ہیں جیسے (۱) دیوبندی ترجموں کا آپریشن (۲) برقِ خداوندی بر دیبندیئی وہابی دیوبندی (۳) تاریخ اعیانِ وہابیہ (۴) العذاب البائس علی رأس الیاس (۵) تاریخ مجددین حزب وہابیہ اور دیگر تصنیفات کہ جن کا جواب اب تک نہ دیا اور آئندہ دے سکتے ہیں۔ انھیں کتابوں سے لاجواب ہو کر یہ منظم سازش کر کے حدائق بخشش حصہ سوم کو آڑ بنایا ہے۔ اس کے بعد کچھ اور بیان فرمایا، صلاۃ وسلام ودعا کے بعد اجلاس پرامن طریقے پر ختم ہوا۔

مگر اس نورانی حقانی بیان پر سارے دیوبندی پریوار میں کہرام مچ گیا۔ دیوبندی وہابی گھرانوں میں آگ لگ گئی۔ جمعیۃ العلمائے وہابیہ کے اوسان خطا ہو گئے۔ اور اس کی نوزائیدہ بیٹی انقلاب اینڈ کمپنی پر لعنتوں کی بارش ہونے لگی ــ جواب تو ممکن نہ تھا کفریاتِ وہابیہ سے توبہ کرنے کی بھی توفیق نہ تھی۔ لہٰذا حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ایک بالکل جھوٹا اور ملعون استغاثہ ایک پرانے اور مشہور رد دیوبندی وہابی منظور الحق کے نام سے دائر کرا دیا کہ حضرت ام المومنین سیدتنا صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو معاذ اللہ اپنی بھابی جان کہہ کر توہین کی

مجگاؤں کورٹ بمبئی میں وسط محرم شریف سے ۲۰ رجمادی الاخری ۱۳۷۵ھ تک پیشیاں پڑتی رہیں اور ۲۰ رجمادی الاُخری ۱۳۷۵ھ مطابق ۳ رفروری ۱۹۵۵ء روز جمعہ مبارکہ کو اس مقدمہ کی آخری پیشی ہوئی۔ حضرت شیر بیشۂ سنت نے کورٹ میں پوچھے جانے پر ارشاد فرمایا کہ یہ الفاظ مجھ پر خالص بہتان اور صرف افترا ہیں میں نے ہرگز ایسا نہیں کہا۔ نہ کوئی سنی مسلمان ایسا کہہ سکتا ہے۔

مستغیث سے کہا گیا کہ جب ملزم ان الفاظ سے قطعاً انکار کرتا ہے جو استغاثہ

---

[1] حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ والرضوان کی تصنیفات کی فہرست اس کتاب کے شروع میں مع مضمون کے شامل کی گئی ہے۔ منصور رضوی

اس کی طرف منسوب کئے ہیں تو اپنا استغاثہ واپس لینے میں تم کو کیا عذر ہے؟ مستغیث نے کہا ملزم قسم کھا کر انکار کرے تو میں مان لوں گا۔ حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا کہ میں قسم کھا کر انکار کرتا ہوں۔ مستغیث کی طرف سے کہا گیا کہ آپ قسم کے ساتھ لکھ دیجئے کہ میں نے ایسا نہیں کہا اور اگر غلطی سے میں نے ایسا کہا ہے تو میں معافی مانگتا ہوں۔ حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا میں نے ہرگز کبھی ایسی غلطی نہیں کی۔ میں نے کبھی بھول چوک سے بھی ایسا نہیں کہا۔ میں نے تو وہابیوں کے ایسے کفری عقیدے سے توبہ کرنے کی ان کو اور ایسے ناپاک عقیدے سے بچنے کی اپنے سنی بھائیوں کو ہدایت و نصیحت کی۔ اس پر کہا گیا کہ آپ نے ایسا نہیں کہا پھر بھی خدا سے معافی مانگنے میں کیا حرج ہے حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ خدا سے معافی مانگنا تو ہمارے دین میں عبادت ہے۔ ہم روزانہ پانچ وقت کی نمازیں پڑھ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں اور مغفرت طلب کرتے ہیں حسب ذیل تحریر لکھ کر پیش کردی۔

۷۸۶/۹۲ جو کوئی شخص اس قسم کے الفاظ استعمال کرے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہماری بھاوج یا بھابی ہیں اس کو خدا سے معافی مانگنی ضرور ہے میں بقسم کہتا ہوں کہ میں نے ایسے کوئی الفاظ استعمال نہیں کئے جیسا کہ استغاثہ میں دعویٰ دائر کیا گیا ہے پھر بھی میں خدا تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں۔

فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان بقلم خود

اس تحریر پر مستغیث نے حسب ذیل الفاظ لکھ کر دستخط کر دیئے۔

مجھے منظور ہے۔ منظور الحق اعظمی بقلم خود

اور اسی پر یہ مقدمہ ختم ہوگیا۔ وللہ الحمد وعلی حبیبہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام۔ وہابیہ کی طرف سے حضرت پر یہ آخری مقدمہ تھا اس میں بھی خدا تعالیٰ نے علامہ ابو الفتح کو فتح مند و ظفر یاب ہی رکھا۔ اس موقع پر آپ نے

رسالہ مبارکہ بنام تاریخی انقلابی افتراقات کے جوابات تحریر فرمایا جو شائع ہوا اور بحمدہ تعالیٰ لاجواب ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ لاجواب ہی رہے گا

سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی میں وہابی دیوبندیوں کا ہنگامہ

میرے مضامین و اعلانات و توبہ نامہ، معافی نامہ کی اشاعت اور حصہ سوم کا صحیح ورق چھپوانے کے باوجود وہابیوں دیوبندیوں کا میرے خلاف ہنگامہ ختم نہیں ہوا کیونکہ وہ تو ان لاجواب کتب مذکورہ بالا کا انتقام تھا وہ خوب بڑھایا گیا۔ لوگوں میں اشتعال کی آگ تیزی سے بھڑکائی گئی یہاں تک ۱۷ ستمبر ۱۹۵۵ء بروز سنیچر کو سنیوں کی بے خبری اور لاعلمی میں ظہر کی نماز کی اذان سے ۴۵ منٹ پہلے ہی تقریباً تین سو وہابی دیوبندی سنی بڑی مسجد مدنپورہ میں اپنے امام کے ساتھ آگئے اور مسجد میں اگلی چار پانچ صفیں گھیر کر بیٹھ گئے۔ مسجد میں وقت پر اذان ہوئی اور ان وہابیوں دیوبندیوں نے دکھاوے کی سنتیں ادا کیں اور اپنا امام جماعت کے وقت مقررہ سے پہلے مصلے پر بڑھانا چاہا تو مسجد میں آئے ہوئے سنی نمازیوں میں سے ایک سنی نے روکا اور نعرۂ رسالت یا رسول اللہ بلند کیا اس مبارک نعرہ کی ہیبت ان دیوبندیوں پر ایسی ہوئی کہ سارے کے سارے وہابی دیوبندیوں میں ہلچل مچ گئی اور وہ بھاگتے نظر آئے۔ ایسے بدحواس ہو کر بھاگے کہ جماعت کرانا، مصلے پر قبضہ کرنا تو کہاں اپنی ٹوپیاں، جوتیاں چھوڑ گئے۔ دو تین منٹ میں وہابیوں دیوبندیوں سے مسجد خالی ہوگئی اور موقع پر ہی وہابیوں کو پولیس نے گرفتار کرلیا۔ ظہر کی جماعت روزانہ کے مقررہ وقت پر امن و امان کے ساتھ میں نے ہی پڑھائی۔ ان وہابیوں کے بہادروں کو مسجد کے باہر جاکر ہوش آیا کہ کیوں آئے تھے اور یہ کیا ہوا؟ تو اب اس ہنگامہ کو نیا رخ دینے کے لئے اپنے ایک مالدار وہابی دیوبندی کو بھینٹ چڑھا گئے اور اس کا الزام سنیوں پر لگایا۔

مغرب کی نماز سے کچھ پہلے پولیس کے افسران میرے پاس آئے اور کہا کہ

ناگپاڑہ پولیس اسٹیشن پر پولیس کمشنر صاحب آئے ہوئے ہیں ان سے دو باتیں کرنا ہے آپ تھوڑی دیر کے لئے ہمارے ساتھ چلیں اور ناگپاڑہ پولیس اسٹیشن پر اس بہانے سے جاکر حراست میں لے لیا۔

میری حراست کے بعد دس اور سنی مسلمانوں کو حراست میں لیا گیا۔ جھوٹا مقدمہ بنایا۔ اس مقدمہ میں اہلسنت کی طرفداری اور سنیوں کو باعزت رہا کرانے میں حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کردار بہت خصوصی ہے جو ہرگز بھلانے کا نہیں۔ حضرت شیر بیشۂ سنت نے مقدمہ کے دوران دن کو دن اور رات کو رات نہ سمجھا اور کل گیارہ ملزمین مظلومین اہلسنت کے لئے کوشش اور سعی فرمائی ان کو یہ خیال کبھی نہ آیا کہ صرف ان کا حقیقی نسبی بھائی بچ جائے اور دیگر سنی بھائی معاذ اللہ پھنس جائیں۔ حاسدین نے اس موقع پر آپ کو بدنام کرنے کی بھی کوشش کی مگر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی رہا۔ موافق اور مخالف سب پر ظاہر اور روشن ہوگیا کہ حضرت شیر بیشۂ سنت کو ان گیارہ سنی مظلومین کا کس قدر درد تھا اور ان کے لئے حضرت نے کیا کیا کام کیا اور کتنی کوشش کی کس قدر محنت اور دوڑ دھوپ فرمائی

آخر بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم **۱۹؍رجب المرجب ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۷؍فروری ۱۹۵۷ء** کو بمبئی سیشن کورٹ میں جسٹس شری پی ایچ دیوان صاحب کے اجلاس سے فیصلہ ہوا اور حضور سیدنا غوث اعظم سلطان بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گیارہ نام لیوا سنی مظلومین باعزت رہا ہوئے[۱]

فالحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ سید المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

---

[۱] اس مقدمہ میں ہند سے نجد تک وہابیہ دیوبندیہ نے پوری طاقت وقوت صرف کی غریب سنیوں کے پاس وہ دولت کی فراہمی کہاں مگر ایسی شاندار فتح مبین حاصل ہوئی کہ اس فتح مبین کی گونج پورے ملک میں محسوس کی گئی اور بمبئی کے وہابی دیوبندی تو مہینوں مونھ دکھانے کے لائق نہ رہے۔

اس مقدمہ میں فاضل جج شری جسٹس دیوان کا فیصلہ جو انگریزی کے کئی ہزار الفاظ پر مشتمل ہے وہ ایک یادگار فیصلہ[۱] ہے۔

قصیدہ معترض فیہ کی ترتیب

انقلابی فتنہ کے دور میں سنی شعرائے کرام نے اس قصیدے کی ترتیب فرمائی چنانچہ مشہور ادیب وشاعر جناب یکتا ہندی صاحب کا ترتیب دیا ہوا قصیدہ ۱۹۵۵ء میں ہی روزنامہ اقبال بمبئی میں چھپا۔ لیکن بقول حضرت سید العلماء سند الحکماء مولانا مولوی حافظ قاری الحاج علامہ ابوالحسنین سید آل مصطفےٰ صاحب قادری برکاتی قاسمی صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء مدظلہم العالی حضرت شیر بیشۂ سنت مظہر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضور سیدنا اعلیٰ حضرت تاجدار اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام سمجھنے کا اللہ تعالیٰ نے خاص ملکہ عطا فرمایا تھا (سنی بڑی مسجد کے تعزیتی جلسۂ عام میں ہزاروں مسلمانوں کے سامنے خود حضرت نے بیان فرمایا تھا) اور اس پر حضرت نے خود اپنا ایک واقعہ اجمیر مقدس کا بیان فرمایا تھا۔ تو حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ولد مرافق غیظ المنافق نے اس غیر مرتب قصیدے کو مرتب فرمایا اور اپنا مرتب کیا ہوا قصیدہ حضرات شعراء کے آگے پیش کیا۔ سب نے دیکھا بغور پڑھا اور بالاتفاق طے کیا کہ یہ ترتیب بالکل صحیح اور درست ہے اور اس پر کسی کا کچھ اعتراض نہیں ہو سکتا۔ حضرات علمائے اہلسنت نے شرعی حیثیت سے اس ترتیب کی تعریف وتوصیف فرمائی۔ چونکہ یہ حضرت شیر بیشۂ سنت رضوان[۲] ربہ علیہ کی ایک خاص یادگار اور آپ کا شعر وشاعری سے دلچسپی نہ ہونے کے باوجود فن شاعری پر کامل عبور کی دلیل ہے لہٰذا اس سوانح کے ناظرین کے لئے حضرت کا

---

[۱] حضرت محبوب ملت کا کورٹ میں تحریری وزبانی بیان بھی قابل مطالعہ ہے۔ یہ پوری تاریخ **حق کا اجالا** کے نام سے زیر ترتیب ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جلد شائع ہوگی منصور رضوی

[۲] علیہ الرحمۃ والرضوان

ترتیب دیا ہوا قصیدہ لکھتا ہوں ۔ وھو ھذا!

قصیدہ مبارکہ بترتیب صحیح

علیحدہ در ذکرِ عروسانِ حجاز کہ در حدیث بخاری و ترمذی و مسلم مذکور اند

یاد وہ مجمعِ رنگینِ عروسانِ حجاز
اور بیاں کہ چھپا بیٹھ گی نہ حالِ شوہر

تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کا اُبھار
مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر

یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن مرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں جامے بروں سینہ و بر

خوف ہے کشتیٔ ابرو نہ بنے طوفانی
کہ چلا آتا ہے حسن اپنے کی صورت بڑھ کر

مادرِ زرع کی شاداب وہ کشتِ امید
برقِ خرمن و طلاق اور نکاحِ دیگر

رنگِ عشرت سے کسی گل نکھرتا جوبن!
خارِ حسرت سے کسی پھول کا پہلو مضطر

داغ حرماں کا کوئی چاند کا ٹکڑا شاکی
مصلحت تھی کہ توجہ نہ ہوئی ان کی ادھر

علیحدہ اشعار تشبیب

خامہ کس قصد سے اٹھا تھا کہاں جا پہنچا
راہ نزدیک ہے ہو جانبِ تشبیب سفر

آج فردوس میں کس کانِ حیا کا ہے گزر
حکم ہے سبزہ بیگانے کو باہر باہر

بخیۂ تارِ نگہ سوزنِ مژگاں سے کرے
آج آنکھوں میں ہے اک بلبلِ بیباک نظر

نہ اُٹھے آنکھ رہے اپنی طرف آج نگاہ
ہے یہ خود بینی خدا بینی کی جانب منجر

تیلی اندھا نہ بنا سب ہیں فلک سے شفاف
سات پردے ہیں نمائش کے زحل سال تجھ پہ

مردمِ دیدۂ نظر بند ہیں ۔ اپنے کے عصا
پہرہ دیتا رہے تو نیزۂ سرمہ در پر

تھیں جو بے پردہ عنادل میں عروسانِ چمن
شرم سے لیتی ہیں دامانِ صبا اب منہ پر

چلمنیں چھوڑ دو، پلکوں کی چکیں ڈال دو جلد
کہہ دو مردم کو کر دامانِ نگہ سے منہ پر

نیل ڈھل جائے گا آنکھوں کا یاد رہے
وا اگر یوں ہی رہی آج بھی چشمِ اختر

آنکھیں ہو جائیں گی اے ماہِ جہاں پڑ سپید
چشم بد دور ہوا تو بھی بہت شوخ نظر

گرچہ دست ہوس دہر سے دامن ہے بری
مگر آوارہ ہر جا ہے عروسِ خاور

روحِ معشوقہ بے غش تھی پر اب خجل نہیں
بار پائے مزے آغوشِ بدن میں لے کر

شاخِ دیدہ کو رکھیں اہل چمن آنکھوں میں
نرگس از بس ہے پریشاں نظری کی خوگر

خاک اڑاتی پھری آوارہ بہر دشت و چمن
اب حضوری کی ہوا سر میں ہے لے بادِ سحر

خدمتِ گشت معاف آج رہے گوشہ نشیں
حکم سرکار ہے او بندۂ داعیٔ قسمر

روشیں آئنۂ چرخ آئنہ پرتو کا ہجوم
سر اشجار شجر ہیں تہہ اشجار شجر

غمِ صیاد سے فارغ ہیں عنادل کہ یہاں
سب زمیں آئنہ ہے دام چھپے گا کیونکر

عکسِ باہم سے عجب لطف صفا نے بخشا
سبز ہیں لالہ و گل سبزہ دا دراقِ احمر

یہ بنا تختِ زمرد وہ بنا افسر لعل!
واہ کیا سبزہ و گل نے ہیں دکھائے جوہر

علیحدہ در مدحت اُم المؤمنین زوجہ سید المرسلین

حضرت سیدتنا صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حور رویت کے لئے شوق سے آنکھیں ڈھولیں
اسی سرکار کا مملوک ہے حوضِ کوثر!

ہیں کہاں مالنیں سرکار کی عفت حرمت
کہہ دو مجرے کو بڑھیں پھولوں کا گہنا لیکر

جبینِ قدس کے بیلے کا جبیں پر جھپکا
نخنِ اقرب کی چنبیلی سے گلے کا زیور

باغِ تطہیر کی کلیوں سے بنائیں کنگن
آیۂ نور کا ماتھے پہ منور جھومر

تنِ اقدس میں لباس آیۂ تطہیر کا ہو
سورۂ نور کا سر پر گہرا آماں معجر

یا حمیرا کا تنِ پاک پہ گل گوں جوڑا
کلمیٔنی کے دُرِ آویزۂ گوشِ اطہر

بانو! تیرا سرا پردۂ عفت وہ رفیع
جس میں بے اذن نہ ہو روح قدس کا بھی گزر

بس کہ جز حضرت شہ دل میں نہیں اور کی جا
شاہزادوں سے بھی خالی ہے کنارِ اطہر

سورۂ نور نے کالے کئے موئہا اعدا کے
لعنۃ اللہ علیٰ کل شقی اکفر

تیری تدقیق پہ غش حیدر و نخل ہاشم
تیری تحقیق کے قائل عمر و ابن عمر

کوئی خاتون تری مثل کہاں سے لائے
باپ صدیق سا اور ختم رسل سا شوہر

تیرے جلوے سے رہی مسند افتا روشن
عہدِ صدیق سے تا دورِ جناب حیدر

جبرئیل اور تجھے تسلیم بایں قدر جلیل
وُزراء مجرئی بانوے سلطاں ہیں مگر

عاق وہ نا خلف کور نمک ناحق کوش
تجھ سے جو دل میں رکھے سوئے [illegible]

تیل بھی خوب ہی نکلے گا تپ محشر میں
آج جس آل میں ترا سوئے ادب ہے تل بھر

گو سیہ کار ہے لیکن سگ سے ہے امید
تیرے بیٹوں میں گنا جائے یہ ننگ مادر

اس کے بعد کے اشعار دستیاب نہ ہو سکے۔

حضرت کی تصنیفات

اس مضمون میں آپ کی بعض تصنیفات کا ذکر آگیا ہے اب اپنی یاد کے مطابق اور تصنیفات کا یہاں ذکر کر رہا ہوں

(۱) القلادۃ الطیبۃ المرصعہ۔ دیوبندیوں کے سات سوالوں کا لاجواب جواب، کئی بار چھپ چکا ہے۔

(۲) قهر القہار۔ مسلم خاکساروں کے اقوال پر احکام شرعیہ کا بیان (ایک بار)

(۳) مصحح دماغ مجنوں۔ نان کوآپریشن کے دور میں حکم شرعی کا بیان

(۴) راد المهند علی النهیق الانبهتی المفند دیوبندی المہند کا لاجواب رد ہے جس کا جواب دیوبندی نہ دے سکے تم منہ دیکھتے ہیں ایک بار اردو، دو بار گجراتی میں یہ کتاب چھپی ہے۔

(۵) الصوارم الهندیہ۔ حسام الحرمین کی تصدیق میں دو سو اڑسٹھ (۲۶۸) علمائے کرام اہلسنت کے فتاویٰ کا مجموعہ ایک بار چھپا۔

(۶) تقریر منیر قلب صداقت اسلام پر لاجواب تقریر کئی بار شائع ہوئی

(۷) الانوار الغیبیہ۔ مسئلہ علم غیب پر لاجواب رسالہ۔ ایک بار چھپا

(۸) قهر واحد دیان بر همشیر بسط البنان تھانوی جی نے حفظ الایمان والے اپنے کفر پر پردہ ڈالنا چاہا اور تغییر العنوان لکھی اس کا رد ہے۔ کئی بار شائع ہوا

(۹) الفرح والتاج لمحب محفل المعراج۔ معراج جسمانی پر حضرت کا عظیم الشان رسالہ ہے۔ اب تک نہیں چھپا ہے

(۱۰) فتح الابرار علی الکفار۔ مقدمہ بھدرسہ میں ابو الوفا شاہجہانپوری پر حضرت کے سوالات اور اس کے جواب۔ اب تک نہیں چھپا

(۱۱) لطمۂ شیر بر نجدی زادۂ راندیر۔ راندیریا مولوی کے سوالات کے جوابات۔ گجراتی میں ایک بار شائع ہوا۔

(۱۲) جمال الایمان۔ تقویۃ الایمان کے اقوال کفریہ کا شاندار رد ایک بار چھپا ہے

(۱۳) رازِ سیرت کمیٹی:۔ سیرت کمیٹی کے اقوال کفریہ کا شرعی رد (")

(۱۴) مخزن ہدایت۔ بعض فتاوی پر شکوک و شبہات کا جواب (")

(۱۵) کھرا لمعبود۔ ابو الاعلیٰ مودودی کے اقوال کفریہ کا رد (")

(۱۶) القول الاظہر: لاؤڈ اسپیکر کی صدا پر جو شخص تحریمہ باندھے اس کی نماز نہیں ہوتی اس بارے میں فتوی ہے۔ ایک بار چھپا ہے۔

(۱۷) انقلابی افتراؤں کے جوابات انقلابی فتنہ کے دور میں دیوبندیوں کے اعتراضات کے جوابات ایک بار چھپا ہے۔

(۱۸) الجوابات السنیہ۔ لیگ پر احکام شرعیہ کا بیان ایک بار شائع ہوا

(۱۹) شمامۃ العنبر اذان خطبہ کس جگہ کہنا سنت ہے۔ "

(۲۰) پشت خار در افتخار۔ نام نہاد صوفی رحتی کا رد "

(۲۱) ہیبت قہاریہ غیر مقلدوں اور آریوں سے حضرت کے مناظرہ کی روداد۔ ایک بار شائع ہوا

(۲۲) عطر الصندل مزارات اولیائے کرام پر صندل چڑھانا جائز ہے اس ثبوت میں حضرت کا لاجواب رسالہ ہے ایک بار چھپا ہے

(۲۳) اجمل انوار الرضا ایک بار چھپا ہے

(۲۴) ستر باادب سوالات دینیہ ایمانیہ "

(۲۵) الصولۃ الاحدیہ ایک بار چھپا ہے

(۲۶) سل الصوارم الصملیہ۔ عقائد وہابیہ نجدیہ پر فتوی ایک بار چھپا ہے

(۲۷) تفسیر امداد السبحان قرآن مجید کی تفسیر تحریر فرمانا شروع کی مگر مکمل نہ ہو سکی۔ صرف پاؤ پارہ کی تفسیر لکھ سکے۔

بہت سی تصنیفات ان کے علاوہ چوری ہو گئیں اور بکثرت تصنیفات حضرت نے اپنے احباب اور تلامذہ کے نام سے شائع فرما دیں ان کا نام لینا ہی بے موقع ہے اور ان تصنیفات کے علاوہ حضرت کے وہ بے شمار فتاوی ہیں۔ جو ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جن میں کسی کی نقل حضرت کے یہاں سے کسی کی نہیں ہے۔ ان فتاوے کو کوئی صاحب جمع کرکے شائع کریں تو اہلسنت وجماعت کے لئے بڑی کارآمد چیز ہوگی

آل انڈیا سُنّی جمعیۃ العلماء

اس انقلابی وہابی ہنگامہ کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ سنیوں میں بیداری پیدا ہوئی اور آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کا وجود عمل میں آیا اس کے بانی اول حضرت شیر بیشۂ سنت ہی ہیں اور آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کے پرچم کی خصوصیات اور اس کے رنگ تجویز کرنے والے بھی حضرت شیر بیشۂ سنت ہی ہیں رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔ جماعت رضائے مصطفے بریلی شریف کے بانیان میں بھی حضرت شیر بیشۂ سنت ہیں

آل انڈیا سُنّی جمعیۃ العُلماء زندہ باد۔ کل ہند جماعت رضائے مُصطفی زندہ باد

دوسری مرتبہ حاضری حرمین شریفین کا

۱۳۶۷ھ میں دوسری بار حرمین شریفین کی حاضری کے شرف سے مشرف ہوئے۔ آخری جہاز کے ذریعہ بمبئی سے روانگی ہوئی۔ سنی مسلمانوں نے بڑی شان سے جہاز تک پہنچا کر الوداعی سلام عرض کیا۔ اس سفر میں مولنٰا الحاج حکیم صوفی حیات علی صاحب قادری رضوی حشمتی بھاؤ پوری وجناب صوفی حاجی خاموش

شاہ صاحب وحاجی عبد اللطیف صاحب قادری رضوی لاری والے۔ حاجی نبی بخش صاحب قادری رضوی حاجی امام بخش صاحب قادری رضوی کانپوری وغیرہم بہت سے احباب حضرت کے ہمرکاب تھے۔ اس مبارک سفر کا صرف ایک والا نامہ فقیر کے پاس ہے جو درج کر رہا ہوں۔

سرزمین حرم سے حضرت کا والا نامہ

جان برادر مولنٰا ابو المظفر محب الرضا کان لکم ولنا فی الدارین من ربنا سبحنہ وتعالی ومن حبیبہ علیہ وعلی الہ الصلاۃ والسلام الحمد رضا امین بحرمۃ حبیبہ المصطفے علیہ وعلی الہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ وعلی مرشدنا مجدد ملۃ وعلینا وعلی جمیع اہل سنتہ الصلاۃ والسلام دائما ابدا۔ السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ

ایک خط عدن سے لکھا پھر ایک خط ۲ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۶۷ھ کو مکہ معظمہ سے لکھا۔ پھر ایک خط سید العلماء حضرت مولانا سید آل مصطفے میاں صاحب کے ہاتھ بھیجا مگر تمہاری طرف سے کسی خط کا جواب نہیں ملا۔

علمبردار سنیت عالم اصحاب المیمنہ الحاج ابوبکر صاحب بارک المولی تعالی فی دینہ ودنیاہ سے معلوم ہوا کہ تم کو اور تمہارے رفقائے اہلسنت سلکم ربکم کو مقدمہ[۳] میں عظیم فتح مبین حاصل ہوئی اور اپیل قطعاً بکثیر خارج ور دود کر دی گئی۔ فلوجہ

---

۱ حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان کے سفر حج کے اکثر رفقائے کرام انتقال فرما گئے ان میں سے آخری رفیق سفر حضرت الحاج صوفی حیات علی صاحب قادری رضوی نے طویل عمر پائی اور گزشتہ سال ان کا بھی انتقال ہو گیا رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین

۲ حضرت سید العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان بھی اسی سال حج وزیارت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ منصور رضوی

۳ سنی بڑی مسجد مدنپورہ کے مقدمہ میں (جس کا ذکر گزشتہ صفحات میں ہوا) سشن کورٹ میں وہابیوں دیوبندیوں کو شرمناک شکست ہوئی تو پھر بمبئی ہائی کورٹ میں وہابیہ دیوبندیہ نے اپیل کی۔ ہائی کورٹ میں بھی بزرگوں کے کرم سے اہلسنت وجماعت کو ہی کامیابی وکامرانی حاصل ہوئی حضرت شیر بیشۂ سنت اس وقت سفر حج وزیارت میں تھے وہاں حضرت کو اطلاع ملی اسی کا ذکر اس خط میں فرمایا ہے۔ منصور رضوی

ربنا الکریم الحمد وعلی حبیبہ وآلہ الصلاۃ والسلام مگر نہ تو تم نے اس کی کوئی اطلاع لکھی نہ حضرت سید العلماء دام ظلہم العالی ہی باوصف وعدہ قطعیہ حتمیہ کوئی تار یا خط اکسی مشغولی یا مجبوری کے سبب روانہ فرما سکے۔

میرے متعلق وہابیوں نے پروپیگنڈہ کیا ہوگا لیکن پریشان نہ ہونا۔ پچیس (۲۵) نجدی ملاؤں سے حکومت نجدیہ کے قائم کردہ مرکز ہئیۃ الامر بالمنکر والنہی عن المعروف میں تقریباً ڈھائی گھنٹے زبردست مباحثہ ومناظرہ ہوا۔ جس کا خاتمہ رئیس الہیئۃ کے اس جملہ پر ہوا کہ سامحونا فقد کلفناکم یعنی ہمیں معاف دیجئے یقیناً ہم نے آپ کو بہت تکلیف دی اور خدا و رسول جل جلالہ وصلی المولی تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم نے حضور سیدنا الامام الاعظم وسیدنا الغوث الاعظم ومرشدنا المجدد الاعظم رضی المولی تعالیٰ عنہم وارضاہم عنا بہم فی الدارین کے صدقہ میں اس گناہ گار سگ بارگاہ حنفی وقادری رضوی کو عظیم فتح مبین عطا فرمائی فلوجہ ربنا الکریم الحمد وعلی حبیبہ وآلہ الصلاۃ والسلام

سرکار اعظم مدینہ طیبہ نبی اکرم صلی اللہ المولی تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی عتبہ بوسی کا شرف سولہ دن (۱۶) حاصل کر کے گذشتہ بدھ کے دن جدہ آیا ہوں۔ کل ۲۰ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ م ۱۷ راگست ۱۹۵۵ء کو امید ہے کہ سعودی جہاز سے بمبئی کے لئے بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی المولی تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم روانہ ہوں گا۔ مقصود سے آگے بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی المولی تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم پہنچ کر ..... کے پتے پر تار دوں گا۔ یاد رہے تو مصلیان اہلسنت کو بعد مغرب سلام کہہ دینا۔ نور چشمی ... سلمہا ربہا وعافاہا وشفاہا شفاءً تاماً کاملا اور اس کی والدہ سلمہا ربہا وعافاہا وشفاہا شفاءً تاماً کاملا کو قرۃ العین خاتون سلمہا ربہا نور بصر محمد اشبال الرضا خاں لخت جگر محمد قمر الرضا خاں سلمہا ربہا کو سلام ودعا۔ ہو سکے تو کانپور یا پیلی بھیت کو ایک مختصر خیریت نامہ تسلی وتشفی کے لئے ضرور لکھ دو۔ اگر تم میرے ساتھ بمبئی سے مع اہل وعیال سلمہم ربہم بریلی شریف یا پیلی بھیت

ملے میری والدہ اور میری ہمشیرہ کا ذکر ہے منصور رضوی

ملے میرے چھوٹے بھائی فاضل نوجوان مولانا محمد مقصود علی خاں قادری رضوی نوری۔ یہ ان کا تاریخی نام ہے حضرت والد محترم محبوب ملت علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں میں نے اس کا نام محمد اور تاریخی نام ... رضوی ... قمر الرضا رکھا ... محمد نام محمد مقصود علی رکھا گیا منصور

بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ علی المولی تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم چلو کہ میرے خیال میں ضروری ہے (۲) فیہا ورنہ فرزندم مولانا محمد شاہد رضا خان سلمہٗ ربہٗ کو میرے ہمراہ چلنے کے لئے لکھ دو کہ وہ ۲۰ راگست ۱۹۵۵ء چہار شنبہ کو بمبئی پہنچ جائیں اور نور نگاہم مولوی محمد شمس اللہ سلمہٗ ربہٗ گھر کے انتظامات دیکھنے کے لئے وہیں رہیں۔

بشیر بھائی نان والے، سوداگر غلام نبی صاحب، منشی نور محمد، ملا محمد عباس حاجی انوار الحق صاحب۔ حاجی مصطفےٰ صاحب۔ ابراہیم سیٹھ لکڑے والے بقر عید کی بھائی۔ عبداللہ بھائی۔ محمد ظہور، بابا لعل عبد الغفور، صدر صاحب۔ حاجی طیب صاحب عباسی صاحب۔ عاصم صاحب۔ احمد علی بھائی۔ حاجی محمد صدیق۔ محمد ریاض بشاہ محمد وغیرہم احباب وبرادران اہلسنت سلمہم ربہم میں سے جس کسی سے ملاقات کے وقت یاد رہے تو سلام مسنون کہہ دینا۔ حضرت مولانا سید آل مصطفےٰ میاں صاحب کی خدمت میں بھی سلام پیش کر دینا۔ والسلام مع الدعاء

فقیر عبید الرضا غفرلہٗ ربہٗ وحفظہٗ ۹ محرم ۱۳۷۵ھ سہ شنبہ ۵ راگست ۱۹۵۵ء کرہ ۲۵ نمبر۔ مدینۃ الحجاج معرفت عبد اللہ حسن رفیع وکیل جدہ۔ عرب

چنانچہ تار آیا۔ اور ۱۹ راگست ۱۹۵۵ء سہ شنبہ کو سعودی جہاز سے حضرت بمبئی تشریف لائے۔ سنی بھائی صبح ہی سے اپنے دینی پیشوا کی زیارت اور استقبال کے لئے پھول، گجرے، گلدستے لئے حاضر تھے چونکہ وہابیوں اور وہابی اخباروں نے حضرت کی گرفتاری کی بے پرکی خواہیں اڑائی تھی اس لئے وہابی دیوبندی بھی حضرت کو دیکھنے آئے ہوئے تھے۔ اخبارات کے رپورٹرز بھی خصوصیت کے ساتھ حضرت کے منتظر تھے دس بجے دن میں حضرت کسٹم ہاؤس سے باہر تشریف لائے تو سنیوں نے حضرت کو حلقہ میں لے لیا۔ اور مسرت میں فلک بوس نعرہ ہائے تکبیر ورسالت بلند کئے اور بے شمار گجرے پھول پیش کئے۔ مستانہ وار دست بوسی اور قدم بوسی کا سلسلہ جاری رہا

ملے حضرت شیر بیشہ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان کے منجھلے داماد ہیں۔ (منصور رضوی)

مبارکبادیاں پیش کی گئیں۔ اب رپورٹروں نے بیان لینا چاہا تو سنی احباب نے طے کیا کہ اوپر کے ہال میں تشریف رکھیں۔ وہاں چائے پان بھی ہو جائے اور اخباری رپورٹروں کو بیان بھی دیدیا جائے۔ چنانچہ بالائی کمرہ (ہال) میں تشریف فرما ہوئے اور رپورٹروں کے سوالات کے مختصر جوابات لکھوائے۔ احباب نے اسی جگہ رات کے اجلاس میں، حضرت کے بیان کا اعلان کیا اور چائے پان کے بعد سنی بڑی مسجد مدنپورہ تشریف لائے اور مسجد کے سامنے میاں محمد شیخ صاحب کے مکان پر قیام ہوا۔ شب میں بعد نماز عشاء سنی بڑی مسجد مدنپورہ میں حضرت کا نورانی، عرفانی، ایمانی بیان ہوا۔ حاضرین وسامعین سے مسجد اندر، باہر، نیچے اوپر کا حصہ اور آس پاس کی سڑکیں بھری ہوئی تھیں۔ حضرت کا ایمان افروز بیان ہوا۔ مسلمانان اہلسنت کی طرف سے گلپوشی ہوئی۔ صلاۃ وسلام ودعا پر اختتام ہوا۔

اس کے بعد حضرت کے چند (۶) بیانات اور ہوئے سنی بھائیوں نے فرمائش کر کے مکہ معظمہ میں آپ کی نجدی ملاؤں سے بحث ومناظرہ اور آپ کی نجدی قاضی کے سامنے اہلسنت وجماعت کے مسلک حق کی وضاحت کے واقعات اور پھر نجدی قاضی کے معافی مانگنے کے واقعات سنے۔

۲۸ راگست ۱۹۵۵ء جمعہ مبارکہ کو رات میں ایکسپریس سے روانگی ہوئی اور ۳۰ راگست اتوار کو کانپور پہنچے۔ اسٹیشن پر سنی احباب کا مجمع تھا۔ احباب اہلسنت حضرت کو دیکھتے ہی وارفتگی میں آگے بڑھے اور حلقہ میں حضرت کو لے کر دست بوسی اور قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہوئے۔ پھر اسٹیشن سے عظیم الشان جلوس بزم قادری رضوی کے زیر اہتمام نکلا جو قیام گاہ پر جا کر صلاۃ وسلام پر ختم ہوا۔ شب میں چوک جرنیل گنج میں حضرت کا مبارک بیان ہوا۔ جس میں تقریباً دس ہزار کا مجمع تھا اس کے بعد دوسرے روز بابو پوروہ میں بزم رضوی حشمتی کا جلسہ بہت بڑے میدان میں ہوا اور حضرت کا بیان مبارک ہوا اور یہاں سے پیلی بھیت روانہ ہوئے۔

پیلی بھیت میں تشریف آوری

احباب اہلسنت نے پیلی بھیت ریلوے اسٹیشن پر حضرت کا شاندار استقبال کیا اور جلوس کے ساتھ دولت خانہ پر پہنچے وہاں میلاد شریف ہوا اور خود حضرت نے تبرکاً بیان فرمایا۔ آب زمزم شریف اور مدینہ منورہ کی کھجوریں حاضرین میں تقسیم ہوئیں۔

بریلی شریف حاضری

پیلی بھیت میں ایک روز قیام کے بعد عرس قادری رضوی میں بریلی شریف حاضری ہوئی اور عرس شریف کے اجلاس میں حضرت نے اپنے سفر حج وزیارت کے تمام واقعات، نجدی قاضی سے بحث کے واقعات تفصیل سے بیان فرمائے۔ آستانہ قدسیہ اور حضور مرشد برحق حضرت مجدد اعظم دین وملت تاجدار اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مواجہہ اور خصوصی فیضان اور مظہر اعلیٰ حضرت وذکر مرافق اعلیٰ حضرت کی زبان سے سنیت افروز وہابیت سوز بیان کیا کہوں کہ کیا سماں تھا۔ درگاہ شریف ومسجد رضا اور آس پاس کی گلیاں، سڑکیں حاضرین سے بھری ہوئی تھیں اور ہر ایک سراپا گوش بنا ہوا تھا۔ سبحان اللہ، مرحبا واحسنت اور اللہ اکبر ویا رسول اللہ کے نعروں کی صدائیں بلند تھیں۔

فالحمد للہ ذلک

بلاری (کرناٹک) تشریف آوری

اسی سال ۱۳۷۵ھ ماہ مبارک ربیع الاول شریف میں آپ سنیوں کی دعوت پر بارہ روز جشن میلاد مبارک کے پروگرام پر بلاری (کرناٹک) تشریف لے گئے اور بارہ روز مسلسل ایمان افروز بیانات ہوئے اسی سفر میں وکیل نذیر احمد صاحب وحکیم عبد الستار صاحب قادری رضوی کی دعوت پر ادونی (آندھرا) بھی تشریف لائے اور وہاں بھی حضرت کا بیان ہوا۔

رائے چور (کرناٹک) میں جلوہ افروزی

حضرت مولانا مولوی صوفی پیر سید چندا حسینی صاحب قبلہ قادری چشتی اشرفی مدظلہم العالی زیب سجادۂ آستانۂ شمسیہ اشرفیہ رائے چور نے بلاری میں حضرت کو رائے چور آنے کی دعوت دی اور اصرار فرمایا۔ حضرت نے منظور فرمایا اور بلاری کے پروگرام کے بعد حضرت رائے چور جلوہ فرما ہوئے اسٹیشن پر بڑا شاندار پرتپاک استقبال ہوا۔ اور اتنی گل پوشی ہوئی کہ حضرت کا چہرہ پھولوں سے چھپنے لگا۔ پھر ہار اتارے گئے دوبارہ دیگر حضرات نے گل پوشی کی حضرت سجادہ نشین مدظلہم العالی کے دولت خانہ پر ہی حضرت کا قیام ہوا اور شب میں بڑے عظیم الشان مجمع میں حضرت کا ایمان افروز خطاب ہوا اس اجلاس[1] میں حضرت بابرکت صاحب[2] سجادہ آستانۂ اشرفیہ شمسیہ مدظلہم العالی کی طرف سے حسب ذیل سپاس نامہ پیش کیا گیا جو نذر قارئین کر رہا ہوں۔

رہبرِ دیں پیشوائے سنیاں حشمت علی ؛ آگئے وہ شیرِ حق اپنے یہاں حشمت علی
اسوۂ فاروقِ اعظم مظہرِ احمد رضا ؛ حشمتِ شیرِ خداوند جہاں حشمت علی

---

[1] حضرت عالی رتبت بالا منزلت شیخ طریقت ناشر مسلک اعلیٰ حضرت علامہ الحاج سید چندا حسینی صاحب قبلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ شمسیہ جن کا چند سال پیشتر وصال اقدس ہوا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صحیح النسب سادات کرام میں اور حضرت سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک کچھوچھہ شریف میں فیض بخشِ عام ہے ان کے خلیفہ حضرت سیدنا سرکار شمس عالم حسینی قطب رائے چور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ہیں۔ حضرت شیر بیشۂ سنت و حضرت محبوب ملت علیہما الرحمہ سے خاص محبت فرماتے تھے اور اسی نسبت سے میرے حال پر حضرت ممدوح گرامی کا بڑا کرم تھا۔ آپ کے بڑے شہزادے و موجودہ جانشین حضرت الحاج سید محمد حسینی صاحب قبلہ دامت برکاتہم عظیم خدمات دینیہ انجام دے رہے ہیں۔ مولائے کریم ان تمام بزرگوں کے فیوض و برکات ہمیں نصیب فرمائے آمین (منصور رضوی)

حامئ اسلام و سنت ہند میں بعض خفا ؛ کاسرِ پرکفر و بدعت بے گماں حشمت علی
ہے گلِ صد برگ جس میں کوئی اخفا نہیں ؛ بوستانِ سنیت میں دلستاں حشمت علی
ہے وہ مشہورِ زمانہ طول و عرضِ ہند میں ؛ عالمانِ دینِ حق میں بے گماں حشمت علی
اہلسنت پر توجہ تیری جو مبذول ہے ؛ آشکارا ہے عیاں کچھ بیاں حشمت علی
تیرے بھائی حامئ حق جو رضا کے ہیں محب[1] ؛ وہ ہیں بافیضِ دلفشر مزماں حشمت علی
ہو مبارک سنیو! از فضلِ اللہ نبی ؛ جلوۂ زیبائے حقانی آں حشمت علی
جو تمنا دل کی اک مدت سے تھی پوری ہوئی ؛ آپکے آنے سے وہ اے مہرباں حشمت علی
شکر یہ اس کا ادا کرتے ہیں بیچے قال ہم ؛ نائبِ غوث الوریٰ اے عالی شاں حشمت علی
نذرِ والا کے لئے صدق و محبت کا یہ ہار ؛ ہو قبول اب لائے ہیں ہم سنیاں حشمت علی

ہے دعا صوفی کی فیضِ خلد سے بار بار
جلوہ پھر ہوتا رہے تیرا یہاں حشمت علی[2]

علم ما فی الغد اولیاء کو بھی ملتا ہے!

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے طفیل و واسطہ میں اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی علوم غیبیہ ملتے ہیں چنانچہ حضرت شیر بیشۂ سنت کا ہی واقعہ ہے کہ رائے چور میں حضرت صاحب سجادہ

---

[1] حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ والرضوان مراد ہیں جن کا تخلص محب ہے۔
[2] اس منقبت کے ایک ایک شعر سے حضرت سجادہ نشین صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا حضرت شیر بیشۂ سنت و حضرت محبوب ملت سے جس قلبی تعلق و خلوص و محبت کا اظہار ہو رہا ہے وہ قارئین سے مخفی نہیں۔ میں جب جب تقریری سلسلے سے رائے چور گیا حضرت علیہ الرحمہ کرم فرماتے رہے۔ دعاؤں سے نوازا نصیحتوں سے سرفراز فرمایا۔ مولائے کریم حضرت کے جملہ شہزادگان کو سلامت باکرامت فرمائے۔ مسلک اہلسنت کی اشاعت و ترویج کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو بھی یہ سعادت نصیب فرمائے (آمین) منصور رضوی

مظلہم کے یہاں حضرت کھانا کھا رہے تھے اور حضرت کے سامنے حضرت کے صاحبزادے مولانا مولوی محمد حشمت رضا خان صاحب سلمہ ربہ کھانا کھا رہے تھے۔ مگر بہت تکلف برت رہے تھے حضرت شیر بیشۂ سنت نے ان سے فرمایا بھیا! تکلف نہ کرو یہ حضرت سجادہ نشین صاحب قبلہ کے گھر کا کھانا ہے۔ اب ہم حضرت کے یہاں دوبارہ نہیں آئیں گے بے تکلف کھاؤ۔ چنانچہ رائے چور کے احباب اہلسنت نے اس سفر کے بعد بہت ہی کوشش کی کہ حضرت دوبارہ رائے چور تشریف لائیں مگر دوبارہ جانا نہ ہوا اور حضرت شیر بیشۂ سنت کا وہ کلام برقرار رہا۔

گجرات میں تقریری پروگرام

کرناٹک سے واپسی کے بعد گجرات کے مختلف مقامات، سورت، بڑودہ، بورسد، پٹیلاد، ہمت نگر کے تقریری پروگرام پر حضرت تشریف لے گئے اور اسی سفر میں احمد آباد کے مناظرہ کی آپ کو دعوت ملی۔

احمد آباد میں اہلسنت اور وہابیوں کا مناظرہ

احمد آباد میں کفریات وہابیہ دیوبندیہ پر مناظرہ ہونا طے پایا۔ حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ تشریف لے گئے اور اکابر علمائے اہلسنت بھی تشریف لائے اور پھر وہابیوں دیوبندیوں نے فرار کی گلیاں تلاش کیں۔ حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ نے جب دیکھا کہ میدان میں مناظرہ کے لئے وہابی دیوبندی مولوی تیار نہیں ہیں تو حضرت نے پولیس کمشنر سے فرمایا کہ میں آپ کے اس آفس میں ان مولویوں سے مناظرہ کروں گا۔ یہاں تو ان کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ مگر دیوبندی وہابی مولوی کہاں تیار ہونے والے تھے ان کو بس بھاگنا تھا۔ اہلسنت کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اس مناظرہ کی روداد کا رسالہ بنام تاریخی "احمد آباد کے مناظرے کا چپ انجام" شائع ہو چکا ہے۔

نوح محفوظ است پیش اولیاء

اسی سال پالیج (گجرات) کے بیان کے دوران حضرت نے ارشاد فرمایا۔

سنی بھائیو! سن لو اور اس کو محفوظ کر لو اب اس کے بعد میں آپ کو سنانے نہیں آؤں گا یہ میرا آخری سفر ہے۔ اس کے بعد آپ میری زبان سے نہیں سن سکیں گے۔ چنانچہ اس کے بعد نقیب اہلسنت حضرت مولانا مولوی حاجی علی محمد صاحب قادری برکاتی رضوی سلامی دھوراجوی نے اور بورسد والے مستان نے انتہائی کوشش کی مگر حضرت کا اس کے بعد گجرات جانا نہ ہوا۔ یہ ہیں علوم اولیاء۔

اسی درمیان میں کئی جگہ دیوبندیوں نے مناظرے کے چیلنج دیئے اور خود فرار ہوگئے حضرت کو ہمیشہ کی طرح فتح و کامرانی حاصل ہوئی۔ گرونڈہ ضلع بارہ بنکی، زیدپور ضلع بارہ بنکی، رسولی ضلع بارہ بنکی وغیرہ مقامات پر اس آخری دور میں مناظرے ہوئے

زہر خورانی

ضلع بارہ بنکی میں قریب قریب اور پے در پے جو وہابیوں، دیوبندیوں کو شکست پر شکست ہوئی اور لکھنؤ دیوبند و ندوہ سے کوئی مناظر دیوبندیوں کی مشکل کشائی نہ کر سکا تو بے دینوں نے کسی ذریعہ سے حضرت کو زہر دے دیا اور وہ فوری اثر کرنے والا نہ تھا بلکہ آہستہ آہستہ اس کا اثر ہوا۔

محرم الحرام ۱۳۷۹ھ میں کامیکر اسٹریٹ بمبئی کی مجلس محرم کمیٹی کی دعوت پر حضرت تشریف لائے تو علیل تھے آواز میں فرق تھا۔ غذا از حد مختصر ہو گئی، کمزوری اور نقاہت کا غلبہ تھا مگر بیانات ہوئے اور بڑی خوبی اور شان و شوکت سے ہوئے اپنے اسی رنگ میں ہوئے۔ غداروں بے وفاؤں کو منہ چھپانے کے لئے کونے نہ ملے۔ ۱۲ محرم کو حضرت کا کلیان ضلع تھانہ میں بیان ہوا اور پھر

بمبئی عظمیٰ السنی جمعیۃ العلماء کانفرنس

میں قیصر باغ ہال ڈونگری بمبئی میں حضرت نے شرکت فرمائی اور کانفرنس میں افتتاحی تقریر کے علاوہ بھی حاضرین کے شدید اصرار پر حضرت کا مبارک بیان ہوا۔

علم ما فی الغد از اولیائے کرام

مرکزی بیت المال اہلسنت مدنپورہ میں احباب اہلسنت نے حضرت کی دعوت کی ساتھ میں فرزند اکبر مولانا محمد ارشاد رضا خان سلمہ ربہ بھی تشریف لے گئے۔ کھانا تناول فرمایا اور رخصت ہو کر کمرہ سے باہر سڑک پر آئے۔ شیخ محمد لقمان عیدی قادری رضوی حشمتی ساتھ تھے مولانا ارشاد رضا خان کمرے میں لوگوں سے رخصت ہو رہے تھے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا لقمان عیدی بھائی! بھتیا (مولانا ارشاد رضا خان) کو سمجھا دو کہ گھر کا انتظام سنبھالیں میرے تو اب جواب دے چکے ان کو اچھی طرح سمجھا دینا۔ یہ فرما کر روانہ ہوئے اور دو قدم چل کر پھر پیچھے دیکھ کر لقمان عیدی بھائی کو آواز دی جب وہ قریب آئے ارشاد فرمایا۔ لقمان عیدی بھائی آؤ گلے مل لو۔ فرما کر ان سے معانقہ فرمایا، پھر فرماتے ہیں۔ یہ میری آپ کی آخری ملاقات ہے۔ آج کے بعد میری آپ کی ملاقات نہ ہوگی۔

اور اب آگے بڑھے تو لقمان عیدی بھائی نے کہا حضرت یہ آپنے کیا فرمایا تو مسکرا کر فرمایا ویسے ہی کہدیا اور کوئی بات نہیں۔ اسی شب پیلی بھیت روانگی ہوئی۔ حضرت کے تشریف لے جانے کے بعد حضرت کی حیات ظاہری میں لقمان عیدی بھائی کی حضرت سے ملاقات نہ ہوئی۔ حالانکہ لقمان عیدی بھائی بازار بانغ کے جلسہ میں گئے اسی ارادہ سے گئے کہ حضرت وہاں تشریف لائیں گے تو ملاقات کروں گا ورنہ پیلی بھیت جاؤں گا اور ملاقات کروں گا۔ مگر حضرت اجلاس میں بھی تشریف نہ لائے اور یہ بھی گھریلو کاموں میں ایسے مصروف ہوئے کہ رخصت پوری ہو گئی اور وطن سے بمبئی آگئے۔ غرض کہ حضرت کے فرمانے کے مطابق بمبئی کے بعد لقمان عیدی بھائی کی ملاقات نہ ہو سکی

جمشید پور ٹاٹا نگر تشریف آوری اور آخری بیانات

پیلی بھیت سے جمشید پور ٹاٹا نگر کے احباب کی دعوت پر جمشید پور تشریف لے گئے اور یہ نورانی بیانات حضرت بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تاحیات تبلیغی دورے کے آخری بیانات ہیں

زہر خورانی کی خبر مجھے کیسے ہوئی

حضرت علیہ الرحمہ ۱۳۷۹ھ کے محرم الحرام میں بمبئی تشریف لائے اور تقریباً ۱۸۔ ۱۹ روز قیام رہا مگر حضرت نے زہر خورانی کا واقعہ چھپایا پھر اسی سال عرس رضوی شریف میں بریلی شریف میری حاضری ہوئی۔ حضرت بھی علالت و کمزوری کے باوجود عرس شریف میں شریک ہوئے مگر اس سال حضرت کا بیان نہ ہو سکا۔

حضرت تو علالت و نقاہت کے باوجود بیان فرمانے کو تیار تھے۔ فرماتے تھے یہیں سے مجھ کو سب کچھ ملا اور یہاں کے جلسہ میں بیان کروں مگر حضور سیدی مفتی اعظم ہند علامہ مولانا الحاج الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خان صاحب زیب سجادہ عالیہ رضویہ دامت برکاتہم القدسیہ[1] نے بہت سختی سے مخالفت فرمائی اور فرمایا پہلے آپ علاج کر کے صحت یاب ہو جائیں پھر بیان کریں۔ تا حصول شفا ہرگز ہرگز بیان نہ کریں۔ اور اصرار کرنے والے حضرات کو بھی حضور مفتی اعظم ہند نے سمجھایا اور اس سال عرس رضوی میں حضرت کا بیان نہ ہوا۔

عرس قادری رضوی کے بعد پیلی بھیت میں عرس قادری رضوی ضیائی ہوتا ہے جو حضرت نے ہی تبلیغ اسلام و اشاعت سنیت کے تحت قائم فرمایا تھا۔ ۲۷ صفر ۱۳۷۹ھ کو دن کے اجلاس میں حضرت تشریف فرما تھے بیانات ہو رہے تھے۔ مولانا محمد شمس اللہ صاحب سلمہ حضرت علیہ الرحمہ کے داماد کا بیان ہوا اور حضرت مولانا الحاج مفتی الشاہ وجیہ الدین صاحب قادری برکاتی رضوی ضیائی مدظلہم العالی سجادہ نشین آستانہ رضویہ ضیائیہ پیلی بھیت[2] نے مجھ سے فرمایا کہ تبرکاً میلاد پاک بیان ہو جائے اور پھر صلوٰۃ و سلام ہو۔ مگر حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ نے تقدیم فرمائی اور ممبر پر تشریف فرما ہوئے۔ مفتی صاحب بڑھے اور ادب سے عرض کیا حضرت! آپ کا مزاج عالی ناساز ہے۔ ضعف و نقاہت کا غلبہ ہے۔ خدا تعالیٰ

---

[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ منصور رضوی

[2] حضرت مفتی صاحب قبلہ کا بھی وصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ان بزرگوں کی نسبت سے مجھ پر بھی بڑی شفقت فرماتے تھے سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ ضیائیہ کی خلافت سے مجھے بھی نوازا۔ (منصور رضوی)

آپ کو صحت وشفائے کاملہ عاجلہ وقوت تام عطا فرمائے۔ آپ کے معالجین نے آپ کو وعظ وبیان سے منع کیا ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا آج میں ضرور بیان کرونگا۔ یہ عرس میرا ہی قائم کیا ہوا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ آج کے بعد میں اس عرس میں شریک ہو سکوں گا۔ میں نے بھی عرض کیا مگر نہ مانے اور خطبہ شروع فرما دیا۔ لاؤڈ اسپیکر موجود تھا۔ سنی بھائی حضرت کا بیان سننے کے مدت سے مشتاق تھے اور اب جو آواز کانوں میں آئی تو دوڑ پڑے اور پروانہ وار آکر مجلس عرس میں شریک ہو گئے۔

حضرت علیہ الرحمہ نے اس علالت وکمزوری میں بھی پورے جوش وخروش کے ساتھ کامل ایک گھنٹہ بیان فرمایا۔ حضرت مفتی صاحب ممبر سے بالکل قریب بیٹھے تھے اور بار بار زانو کو ہاتھ لگاتے اور عرض کرتے حضور! آہستہ فرمائیں۔ مگر وفور جوشِ حق وحقانیت کہاں رکتا ہے وہ تو سمندر کی پرزور موجیں تھیں کہ بڑھی چلی آرہی تھیں۔ سبحٰن اللہ۔

اس بیان میں حضرت نے وہابیوں، دیوبندیوں، کنفوریوں، تبلیغیوں، الیاسیوں مودودیوں، خاکساریوں، جھوٹے صوفیوں کا کھلم کھلا رد شدید وبلیغ فرمایا اور ارشاد فرمایا۔ سنی بھائیو! دشمنان خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہچان لو غداروں اور وفاداروں میں تمیز کر لو۔ اب تک یہی بتاتا رہا اور آج بھی بتا رہا ہوں۔ کل قیامت کے روز، کسی مسلمان کو یہ عذر کرنے کا موقع نہیں رہا کہ ہم بے خبر تھے ناواقف تھے اب میں قبر سے اٹھ کر بتانے نہیں آؤں گا۔ دیکھو اسی دین ومذہب پر بتصلب وپختگی سے قائم رہنا جو حضور مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتب مبارکہ سے ظاہر ہے۔ کسی کی شخصیت اور بزرگ صورت سے ہرگز ہرگز مرعوب نہ ہونا۔ وہابیوں دیوبندیوں، تبلیغیوں، مودودیوں سے اور سارے بدمذہبوں، بددینوں سے دور رہنا اسی میں تمہاری فلاح ونجات ہے۔

حاضرین سننے میں ایسے محو تھے کہ ایک گھنٹہ مکمل بیان ہوا اور انھیں ایسا معلوم ہوا کہ دس بارہ منٹ ہوئے ہیں۔ دوران وعظ نہ ضعف کا غلبہ تھا نہ بیماری کا اثر تھا۔ ایک شیر حق تھا جس کی گرج ایوان باطل میں لرزہ ڈال رہی تھی۔ حضرت کا یہ

بیان مبارک وطن میں آخری بیان تھا اس کے بعد کسی اور جگہ بیان نہ ہو سکا۔

عرس ضیائی کے بعد بھی ۲۔۳ ربیع الاوّل شریف تک میں حضرت کے یہاں مہمان رہا مگر حضرت نے زہر خورانی کا کوئی ذکر نہ فرمایا۔ اس کے بعد میں کانپور و لکھنؤ ہوکر بمبئی آگیا۔ ماہنامہ پاسبان الہ آباد کا رد خوارج نمبر بنام کربلا کا مسافر جب مجھ کو ملا اس میں حضرت مولانا مشتاق احمد نظامی صاحب کے نام حضرت کا ایک مختصر خط چھپا ہوا پڑھا اس میں بہت ہی اختصار کے ساتھ یہ واقعہ زہر خورانی دیکھ کر حیرت ہوئی پھر خط لکھ کر دریافت کیا تو تسلی آمیز جواب دیا لیکن اصل جواب دبا دیا اور یہاں یہ بھی عرض کر دوں کہ ۱۳۸۳ھ کے عرس رضوی ضیائی کے بعد ۱۳۸۴ھ کے عرس رضوی ضیائی میں حضرت شریک نہ ہوئے بلکہ ۲۱، ۲۲ صفر کو خود حضرت شیر بیشہ سنت کا عرس چہلم ہوا۔

حضرت کی مزید شاعری

حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے شجرہ قادریہ معمریہ رضویہ کے زائد اشعار نظم فرمائے وہ یہ ہیں۔

سید عبد العزیز حبش کا صدقہ مجھے ۔۔۔ دولت دارین دے اپنی رضا کے واسطے
نام میں جن کے محمد اور علی ہیں جلوہ گر ۔۔۔ بخش مجھ کو اس سنوسی باصفا کے واسطے
عبد الرحمٰن سید سنوسی برحق کے طفیل ۔۔۔ مغفرت اور عفو دے اس پُرخطا کے واسطے
کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے ۔۔۔ میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کے واسطے
مذہب اہل سنن پر استقامت کر عطا ۔۔۔ شہ ضیاء الدین احمد باخدا کے واسطے

حضرت سید شاہ عبد السبحٰن صاحب قادری رضوی ملہر گھاٹ والوں کو جب خلافت

؎ حضرت سید صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کا بھی وصال ہو گیا۔ پابند شرع بزرگ صورت وسیرت۔ مذہباً سنی اور سنی گر تھے بمبئی جب بھی آتے تو سنی بڑی مسجد مدنپورہ میں پہلی صف میں جمعہ کی نماز ادا فرماتے تھے۔ منصور رضوی

عطا فرمائی تو ان کی فرمائش پر حضرت نے ان کا شجرہ بھی اور اپنا شجرۂ چشتیہ برکاتیہ رضویہ بھی نظم فرمایا اور وہ یہ ہے:

یا الٰہی رحم فرما مصطفےٰ کے واسطے — یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے
مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے — فاتحِ خیبر علی مرتضےٰ کے واسطے
شہ حسن بصری کا صدقہ حُسنِ ایماں دے مجھے — ایک کارکہ عبدِ واحد بے ریا کے واسطے
فضل ہو مجھ پر ترا بہرِ فضیل بن عیاض — اور ابراہیم ادہم بادشا کے واسطے
شہ سدید الدین حذیفہ مرعشی کا واسطہ — تیری رحمت ہو سدا اس پر خطا کے واسطے
شہ امین بو ہبیرہ کا تصدق اے خدا — ہو اماں تیری ہمیشہ اس گدا کے واسطے
شہ ابو احمد کا صدقہ حامد و محمود کر — دے ولا اپنی مجھے ان اولیا کے واسطے
لب پہ جاری رکھ کرے حمد محمد مصطفےٰ — بو محمد چشتیؒ مردِ خدا کے واسطے
شہ ابو یوسف کا صدقہ نفس و شیطاں سے بچا — حضرت مودود چشتی رہنما کے واسطے
ہیں ترے مقبول جو حاجی شریف زندنی — بخش مجھ کو ان کی شانِ اصطفا کے واسطے
حُبِّ للہ بغضِ للہ کی مجھے دے نعمتیں — خواجۂ عثمان ہاروں مقتدا کے واسطے
کر مجھے تو بندۂ سرکارِ چشت اہلِ بہشت — شہ معین الدین حسن شاہ ہدیٰ کے واسطے
یا الٰہی دین و دنیا میں مجھے کر بختیار — قطبِ دیں باعطا کے واسطے
عشق کے گنجِ شکر کی دے مجھے تو چاشنی — شہ فرید الحق والدین پیشوا کے واسطے
شہ نظام الدین محبوبِ الٰہی کے طفیل — حُبِّ محبوبِ الٰہی دے گدا کے واسطے
دل میں روشن کر کے اپنی محبت کا چراغ — شہ چراغِ دہلی محمود الثنا کے واسطے
دو جہاں میں اپنے اس بندے کو رحمت سے نواز — سیدی بندہ نوازِ باصفا کے واسطے
جو ہیں مخدوم جہانیاں جلال دین حق — رحم کر مجھ پر تو ان کے اعتلا کے واسطے
اپنے اس بندے کے اعدا کو الٰہی زیر کر — سید راجو ئے قتالِ عِدیٰ کے واسطے
سیدی سارنگ کے صدقہ میں مجھ پر رحم کر — باخدا کر مجھ کو اس مردِ خدا کے واسطے
شاہ مینا سعد اسعد اور صفی باصفا — مجھ پہ ہو تیرا کرم ان اولیا کے واسطے

عبدِ واحد سیدی عبد الجلیل و شاہ اویس — دے صفائے دل مجھے ان اصفیا کے واسطے
دین و دنیا کے مجھے برکات دے برکت سے — عشقِ حق دے عشقیِ عشق انتما کے واسطے
حُبِّ اہلِ بیت دے آلِ محمد کے لئے — کر شہیدِ عشق حمزہ پیشوا کے واسطے
دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پر نور کر — اچھے پیارے شمسِ دیں بدر العلیٰ کے واسطے
دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر — حضرتِ آلِ رسول مقتدا کے واسطے
کر عطا احمد رضائے احمدِ مرسل مجھے — میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کے واسطے
مذہبِ اہلِ سنن پر استقامت کر عطا — شہ ضیاء الدین احمد باخدا کے واسطے
دشمنانِ اہلِ سنت پر مجھے منصور رکھ — شیرِ سنت حشمتِ شیر رضا کے واسطے
اپنی ہی تسبیح کی دائم مجھے توفیق دے — عبدِ سُبحٰن پیر کامل رہنما کے واسطے

صدقہ ان اعیان کا دے چھ عین عز و علم و عمل
عفو و عرفاں عافیت اس بینوا کے واسطے

اس میں ع۱ و ع۲۴ و ع۲۵ و ع۲۶ و ع۲۷ و ع۲۸ اور آخری یہ اشعار حضور سیدنا مرشدِ برحق تاجدارِ اہلسنت اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تصنیف فرمودہ ہیں۔

حضرت الحاج الشاہ صوفی یار علی صاحب قادری چشتی براؤنی کی سفارش سے جب حضرت شیرِ بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ نے آپ کے فرزند مولٰنا محمد صدیق احمد صاحب کو طالب کر کے خلافت سے نوازا تو حضرت شاہ صاحب قبلہ نے شکریہ ادا کر کے فرمائش کی کہ حضرت میرے دونوں شجرے قادریہ محبوبیہ اور چشتیہ لطیفیہ کو نظم فرما دیں۔

حضرت نے فوراً ایک گھنٹہ کے بعد دونوں یعنی شجرہ قادریہ محبوبیہ اور شجرہ چشتیہ لطیفیہ نظم فرما کر دیدیئے۔

حضرت شاہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہاں وہی شجرے دیئے جاتے ہیں

۱۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بانی دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی (اب سدھارتھ نگر)

(۲) حضرت خلیفہ صاحب کے لقب سے مشہور ہیں (منصور رضوی)

یہ فیوض وبرکات حضرت شیر بیشۂ سنت میں رضوان ربہ علیہ اور حضرت شیر بیشۂ سنت کا فن شاعری پر عبور ہے اس کے علاوہ حضرت کی کئی نعتیں اور حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سرکاران مارہرہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی شان میں منقبتیں ہیں۔ جو مختلف رسائل واخبارات میں شائع ہو چکی ہیں کوئی صاحب اس تمام کلام کو جمع کر دیں تو بڑا کام ہو جائے۔

واعظین ومبلغین اہلسنت سے محبت

حضرت شیر بیشۂ سنت کو واعظین ومبلغین اہلسنت سے بہت محبت تھی۔ ان کی اصلاح فرمانا ان کا دل بڑھانا۔ عوام کے دلوں میں ان کا وقار جمانا اور ان کو ہمت دلانا۔۔۔ حوصلہ افزائی فرمانا کفریات وہابیہ دیوبندیہ سے انھیں خبردار کرنا آپ کا ایک ضروری مشغلہ تھا کتنے بے زبانوں کو آپ نے زبان والا بنا دیا اور کتنے گوشہ نشینوں کو مرد میدان بنا دیا۔

فالحمد للہ رب العلمین

عاداتِ مبارکہ

حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہونے کے بعد آپ کی عادت ہو گئی تھی کہ خطوط میں اسم جلالت کی جگہ لفظ مولیٰ لکھتے مگر کسی مجلت میں جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک درود شریف بغیر وعلیٰ آلہ کے مکمل نہیں ہوتا تو درود شریف میں وعلیٰ آلہ لکھنا آپ نے اپنی عادت بنا لیا تھا جب لکھتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یا صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لکھتے سوا کسی خاص موقع کے اور نہ صرف تحریر بلکہ دوران تقریر بھی پورا درود شریف پڑھتے۔ بزرگان دین واولیائے کرام کا نام مبارک پورے ادب واحترام القابات وخطابات کے ساتھ لیتے۔ اور تحریر میں بھی اسی طرح لکھتے۔

دعاؤں میں توسل کرتے تو حضور سیدنا امام اعظم حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ حضور مرشد برحق اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین وملت رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ بھی پیش فرماتے اس کتاب میں جو خطوط میں نے نقل کئے ہیں ان میں بھی ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

ہر بیان میں حضور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومناقب بیان کرنا اور حضور سیدنا اعلیٰ حضرت کی عظمت و رفعت سنیوں کو بتانا۔ قلوب اہلسنت میں حضور اعلیٰ حضرت کی محبت جمانا آپ کی عادت ہی نہیں بلکہ طبیعت ثانیہ تھی کیونکہ یہ محبت ذریعہ ہے اور زینہ ہے۔ محبت محبوب رب العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا۔ اور بعض بیانات میں دو دو، ڈھائی گھنٹے حضور اعلیٰ حضرت کے فضائل ومناقب اور اعلیٰ حضرت کی کسی ایک نعت پاک کے ایک ہی شعر کی تشریح میں گزر جاتے اور حاضرین پر کیف ومستی کا عالم طاری ہوتا۔

سنی بھائیوں سے محبت فرماتے وہ کیسے ہی پھٹے ہوئے لباس میں ہو۔ مگر جب اس کا سنی ہونا معلوم ہو جاتا تو اس پر بہت مہربانی فرماتے تھے اس کو سینہ سے لگاتے اور اگر وہ ضرورت مند ہوتا تو اس کی مالی خدمت بھی فرماتے۔

اپنی نجی مجلسوں میں بھی حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ کے فضائل ومناقب بیان فرماتے رہتے۔

بدمذہبوں، بددینوں خصوصاً وہابیوں، دیوبندیوں، مودودیوں، تبلیغیوں قادیانیوں رافضیوں، خارجیوں کے کفری عقیدوں سے سنیوں کو برابر واقف کراتے رہتے اور ان سے دور رہنے کی تلقین فرماتے رہتے۔

مریدین کی برابر خبرگیری رکھتے کسی کے ڈانواں ڈول ہونے کی خبر ملتی تو اسے بلا کر سمجھاتے اور بددینوں سے میل جول سے توبہ کراتے توبہ کر لی تو خیر اور اگر کوئی بدمذہبی پر اڑ گیا تو اسے بیعت سے خارج کر دیتے۔ رجسٹر میں اس کے نام کے سامنے کیفیت کے خانہ میں تحریر فرما دیتے کہ یہ ایسا ہو گیا لہٰذا خارج کیا گیا۔

حکم شرعی بیان کرنے میں کبھی کسی کی رعایت نہ فرماتے اور اس حکم شرعی کے ظاہر فرمانے میں کسی بڑے سے بڑے کے رعب سے مرعوب ہوئے اور کسی کی شخصیت

ان کی زبان وقلم کو روک نہ سکی نہ کسی کا خزانہ آپ کو خرید سکا۔

نماز پنج وقتہ جماعت کے ساتھ ادا فرمانے کا خاص خیال فرماتے حتیٰ کہ سفر میں بھی اس کی پابندی لازمی طور پر ہوتی۔

وضو فرماتے وقت مسواک کا ضرور استعمال فرماتے اور وضو میں فرائض تو اہم ہیں واجبات وسنن بھی پابندی سے ادا فرماتے۔

نماز فجر کے بعد اوراد وظائف کے بعد قرآن عظیم کے تین پارے ضرور تلاوت فرماتے۔ ٹرین حدیہ کہ بیل گاڑی کے سفر میں بھی یہ تلاوت جاری رہتی۔

دلائل الخیرات شریف، حزب البحر شریف اور اعمال و وظائف آپ کے ہمیشہ کے معمولات میں داخل تھے۔

نماز مغرب وعشاء کے بعد کافی دیر تک اوراد وظائف کا سلسلہ جاری رہتا۔

ہمیشہ تقریر میں خطبہ مسنونہ اور تلاوت قرآن پاک کے بعد حضور سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعت شریف ضرور پڑھتے اور بعض مرتبہ اسی نعت مبارک کے کسی شعر پر ڈھائی تین گھنٹے تقریر فرماتے۔

واقعات شہادت اہلبیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اس طرح بیان فرماتے کہ محسوس ہوتا آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور بیان فرمارہے ہیں۔ سنی عوام تو آتے صرف بیان شہادت سننے کی خاطر نہ جانے کتنے رافضی آتے۔ بیان فرماتے فرماتے خود حضرت پر رقت وزاری کا عالم ہوتا اور مجمع کا عالم ہی عجیب ہوتا کہ دھاڑیں مار مار کر روتا۔

اسی طرح جب واقعۂ معراج جسمانی بیان فرماتے تو معلوم ہوتا کہ دیکھتے جاتے ہیں اور بیان فرمارہے ہیں۔ اکابر علماء کرام فرمائش کرتے کہ حضرت آج بیان میں واقعہ معراج جسمانی بیان فرمائیں۔

دوران تقریر دلائل وبراہین فرمانے پر آجاتے تو معلوم ہوتا کہ ایک طرف قرآن مقدس ہے تو دوسری طرف احادیث کریمہ ہیں۔ فقہی نکات ہیں اقوال ائمہ ہیں۔

اور حضرت شیر بیشۂ سنت ہیں کہ بیان فرمارہے ہیں۔ سننے والے عوام تو عوام منبر پر جلوہ فرما علمائے کرام اکابر واصاغر حیران وششدر رہیں۔

حضرت شیر بیشۂ سنّت کا مقصد

حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مقصد ہمیشہ یہ رہا کہ عوام وخواص اہلسنت سب اس دین ومذہب پر ثابت ومستقیم ہوجائیں جو حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک کتابوں سے ظاہر ہے اور اس ظاہر کے خلاف وہ کوئی تاویل وتوجیہ نہیں سنتے۔

حضرت نے پالیسی اور تملق وچاپلوسی سے ہمیشہ اجتناب فرمایا وہ فرماتے کہ دین ومذہب کے سامنے پالیسی ٹھکرانے کی چیز ہے۔ یہی آپ نے ہمیشہ تعلیم دی اور دکھایا بتایا۔ اس بیان کی تصدیق وتائید حضرت کی تصانیف مبارکہ کررہی ہیں۔

اتباع حضور سیدنا اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مذہب اہلسنت کی پابندی میں حضرت شیر بیشۂ سنت مظہر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک ومشرب کے اتنے متبع وگرویدہ تھے کہ اپنے کسی بڑے سے بھی یہ سننا گوارا نہ کرتے کہ اعلیٰ حضرت کی یہ تحقیق تھی مگر میری یہ تحقیق ہے اور اگر ایسا موقع آتا تو ائمہ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مسلک ومشرب کی تائید وتوثیق فرماکر ثابت کرتے کہ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ کا ہی فتویٰ ومسلک ومشرب صحیح وراجح ہے یوں نہ ہو کہ حضور مرشد برحق تاجدار اہلسنت سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوب سمجھ کر انھیں وَلَدِ مُرافق غیظ المنافق کا لقب عطا فرمایا تھا۔ فسبحٰن اللہ وبحمدہٖ

حضور سیدنا اعلیٰحضرت کی تحریرات سمجھنے کا ذہن رسا

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے صدقے میں

حضرت شیر بیشۂ سنت وَالِدِ مرافق اعلیٰ حضرت کو جہاں اور بہت سی خوبیاں حضور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے عطا فرمائی تھیں ایک خوبی یہ بھی بخشی تھی کہ مرشدِ برحق سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیفات اور کلام سمجھنے کی قوت بلا ملکہ عطا فرمایا۔

۱۲ محرم الحرام ۱۳۸۲ھ بروز جمعرات کو بعد نماز عشا سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی میں حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان کے متعلق تعزیتی اجلاس عام میں حضور امام المتکلمین حضرت سیدی محدث اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ صدر الصدور کل ہند جماعت رضائے مصطفےٰ کی صدارت میں منعقد ہوا تھا۔ مسجد میں اندر اور باہر نیچے اوپر کے ہال، باہر کا روڈ حاضرین وسامعین سے بھرا ہوا تھا۔ تیس سے زائد حضرات علمائے کرام جلوہ افروز تھے اور اس جلسۂ تعزیت میں حضرت سید العلماء، سند الحکماء مولانا مولوی حافظ قاری حکیم مفتی الحاج سید آل مصطفےٰ صاحب قادری برکاتی قاسمی، مارہروی صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء دام ظلہم نے اپنا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ زمانۂ طالب علمی میں حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر اجمیر مقدس میں مطالعہ میں آیا

زبانِ فلسفی سے امن خرق والتیام اسرا
پناہ دورِ رحمت ہائے یک ساعت تسلسل کو

بہت غور کرتا رہا مگر سمجھ میں نہ آیا تو اپنے ساتھیوں کے سامنے پیش کیا اور میرے وہ ہم سبق تھے جو فلسفہ ومنطق کے منتہی ہی نہ تھے بلکہ منتہی کتابیں پڑھانے کی قابلیت ولیاقت رکھتے تھے جو آج کے شیخ الحدیث وصدر المدرسین ہیں مگر کسی نے تسلی بخش جواب نہ دیا بلکہ ہر ایک نے ٹال دیا۔ یہاں تک کہ ایک روز سبق کے وقت میں حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مصنف بہار شریعت وصدر المدرسین جامعہ معینیہ عثمانیہ درگاہ معلیٰ اجمیر شریف کی خدمت میں یہ شعر پیش کیا۔ حضرت نے فرمایا اس وقت

له رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما - منصور رضوی

سبق ہو جانے دو پھر کسی وقت دریافت کرنا۔ بعد میں پوچھنے کا موقع نہ ملا۔

کچھ روز بعد حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ اجمیر مقدس حاضر ہوئے۔ میں نے ملاقات کے وقت یہ شعر حضرت کے سامنے پیش کیا۔ حضرت نے سنتے ہی فرمایا حضور! یہ شعر تو بالکل صاف ہے۔ فلسفی خرق والتیام افلاک کو محال بتاتے ہیں مگر جب آیۂ اسرا کے معنی پر غور کیا جائے تو فلسفی کے مقولہ استحالۂ خرق والتیام سے بالکل امن حاصل ہو جاتا ہے کہ اسرا کے معنی ہیں لے جانا۔ اور لے جانے والا وہ قادرِ مطلق ہے جل جلالہ وعم نوالہٗ تو فلسفی کا استحالۂ خرق والتیام باطل ہو گیا۔ الحمد للہ کہ مسئلہ حل ہو گیا۔

بناوٹ سے نفرت

حضرت سید العلماء دام مجدہم العالی نے ہی ایک تقریر میں حضرت کی سادگی کے متعلق فرمایا کہ لبسڈیلے کے مناظرہ کے دوران ایک دن حضرت نے قیام گاہ سے میدانِ مناظرہ کو جانے کا ارادہ فرمایا تو کرتہ شلوار کے بعد شیروانی پہنی اتفاق سے کرتہ شیروانی سے چار انگل نیچا تھا۔ میں نے کہا حضرت! یہ کرتا نیچا ہے۔ دوسرا کرتا پہن لیں تاکہ کوئی مذاق نہ اڑائے۔ ارشاد فرمایا۔ حضور! مناظرہ میں کروں گا۔ میرا کرتا مناظرہ نہیں کرے گا۔

گم شدہ تانبہ کی رکابی واپس آگئی

حاجی احمد بن حاجی عمر ڈوسا قادری برکاتی رضوی حشمتی کا بیان ہے کہ سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی کے مقدمہ کے دوران حضرت کی قیام گاہ پر حضور سیدنا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ شریف ہوا۔ میرے گھر سے برتن آئے اور فاتحہ وتقسیم توشہ مبارکہ کے بعد برتن واپس آئے تو ایک رکابی تانبہ کی اس میں کم تھی۔

میں نے آکر ان لوگوں سے جو منتظم تھے اُن سے کہا۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ دیکھیں گے۔ دو تین روز کے بعد گھر میں پھر سوال ہوا کہ وہ تانبہ کی رکابی ابھی تک نہیں آئی۔

میں نے آکر محمد ظہور[1] بھائی حشمتی سے کہا ۔ انھوں نے بھی کہا کر ڈھونڈیں گے ۔ پھر چند روز بعد گھر میں ذرا سختی سے سوال ہوا ۔ میں حضرت کی قیام گاہ پر آیا ۔ حضرت نماز عصر کے بعد وظیفہ پڑھ رہے تھے ۔ میں نے سلام عرض کیا اور دست بوسی کرکے بیٹھ گیا حضرت نے اشارے سے خیریت دریافت کی ۔ میں نے جواب دیتے ہوئے تانبہ کی رکابی کے گم ہونے اور اس پر گھر میں سختی سے مطالبہ ہونے کا ذکر کر دیا ۔ حضرت نے وظیفہ پورا فرما کر صبر کرنے کا حکم دیا ۔ کچھ دیر خاموش رہ کر میں نے پھر رکابی کا تذکرہ چھیڑ دیا ۔ حضرت نے پھر صبر کا حکم دیا میں چپ ہو گیا اور دو تین منٹ کے بعد جہاں پانی کی ٹنکی تھی وہاں کوئی چیز گرنے کی آواز آئی حضرت نے مجھے حکم دیا وہاں جاکر دیکھو اب میں نے جاکر دیکھا تو میرے گھر کی گمشدہ رکابی پڑی تھی ۔ میں اٹھا کر لایا اور حضرت کو دکھا کر عرض کیا یہی رکابی گم تھی ۔ حضرت نے تبسم فرمایا ۔ اور کہا جاؤ تمہاری چیز مل گئی گھر والوں کو دیدو ۔ مغرب کے قریب مولانا مولوی عزیز الرحمن صاحب[2] قادری برکاتی رضوی حشمتی بھاؤ پوری آئے میں نے ان سے کہا کہ یہ رکابی آپ نے کہیں رکھی تھی انھوں نے کہا رکھی نہ تھی بلکہ آپ کے بتانے سے ہم سب کو اس کی تلاش تھی یہ کہاں ملی ۔ میں نے انھیں اس کے ملنے کا سارا واقعہ سنایا ۔ مولانا صاحب نے کہا حضرت کی دعا قبول ہوئی آپ کی گم شدہ رکابی مل گئی ۔

---

[1] حضرت شیر بیشہ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرید جاں نثار فدا کار خادم کہ جب حضرت بمبئی تشریف لاتے یہ اپنا تمام کام کاج چھوڑ کر صبح و شام رات و دن حاضر خدمت رہتے حضرت فرماتے محمد ظہور یہ عرض کرتے جی حضور زبردست مجاہد و مبلغ سنیت تھے چند سال پیشتر وصال ہوا ۔ مولیٰ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور پیران کرام کا سایہ انھیں اور ہمیں عطا فرمائے ۔ آمین (منصور رضوی)

[2] صدر مدرس دار العلوم اہلسنت مخزن العلوم بھاؤ پور ضلع بستی جو اس سفر میں حضرت شیر بیشہ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان کے ساتھ تھے ۔

(منصور رضوی)

حضرت کے جسم کا ایک ایک عضو الگ دیکھا

میمن حاجی عثمان[1] عبدالغنی قادری برکاتی رضوی حشمتی گونڈل والے کا بیان ہے کہ سنہ ۱۲ء میں گونڈل کے احباب اہلسنت نے حضرت کو دعوت دی حضرت تشریف لائے اور میرے مکان پر قیام ہوا جس کمرہ میں قیام تھا اس میں میرے زنانہ مکان سے بھی آنے کا راستہ تھا اور باہر سے بھی راستہ تھا ایک رات تین بجے کے قریب جیسے کسی نے مجھے آواز دی میں اٹھا اور اندر کے راستہ سے حضرت کے قیام گاہ میں گیا ۔ دیکھا باہر کا دروازہ بند ہے اور لالٹین بہت ہلکی روشن ہے ۔ میں نے چراغ کی لو تیز کی تو دیکھا کہ بستر پر حضرت کے جسم کا ایک ایک عضو جدا جدا کیا ہوا ہے اھد ۔ میں نے چراغ کو ہاتھ میں لے کر اور غور سے دیکھا اب مجھ پر سخت خوف طاری ہو گیا ۔ چراغ رکھا اور گھبراہٹ میں باہر آیا ۔ جلدی سے پانی کا مٹکا جہاں رکھا تھا وہاں پر میں سہارے سے بیٹھ گیا ۔ سارا بدن پسینہ پسینہ تھا اور میں پریشان تھا کہ کیا ہوا میں کیا کروں ۔ کس سے کہوں اور کہوں تو کیا کہوں ۔ یہ رات میں گھر میں کون دشمن آگیا جو ایسا کام کر گیا ۔ اپنے بیگانے سب کیا کہیں گے پولیس کیا کہے گی میں تو حضرت کے گھر والوں اور سنیوں کو منہ دکھانے کے لائق نہیں رہا ۔ میرے گھر میں ایسا واقعہ ؟

ایسی ہی باتیں ذہن میں آرہی تھیں کہ یک بیک صدر دروازے کی طرف سے حضرت تشریف لائے اور فرمایا کیوں حاجی صاحب خیریت ہے اس وقت کیسے آگئے ۔ جایئے جاکر آرام کیجئے ۔ اب میری حالت اور خراب ہو گئی وہاں بدن کا ایک ایک حصہ الگ الگ دیکھا ۔ یہاں حضرت صحت و سلامتی کے ساتھ سامنے تھے ۔ میں آگے بڑھا مصافحہ کیا واقعی حضرت ہی ہیں ۔ پریشانی دور ہو گئی مگر اب یہ حیرانی کہ میں نے بستر پر کیا دیکھا تھا

---

[1] ۔ حضرت شیر بیشہ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان کے خاص الخاص مرید اور بمبئی کے مشہور فیاض و مخیر سنی تھے چند سال ہوئے انتقال ہو گیا ۔ مولیٰ عز و جل مغفرت فرمائے اور ان کے بچوں کو شاد و بامراد فرمائے ۔ آمین ۔ (منصور رضوی)

اور اب کیا دیکھ رہا ہوں۔ حضرت کے ساتھ کمرے میں گیا تو بستر خالی تھا وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ حضرت نے فرمایا جایئے آرام کیجئے میں گھر میں آگیا مگر رات پھر نیند نہ آئی اب بھی جب خیال آجاتا ہے تو نیند غائب ہو جاتی ہے۔ پھر دوسرے روز حضرت نے بلا کر اطمینان دلایا اور فرمایا حاجی صاحب آپ نے جو بستر پہ دیکھا تھا اس کو میری زندگی میں کسی سے نہ بتایئے گا یہ وعدہ کیجئے اور حاجی صاحب نے حضرت کی حیات ظاہری میں یہ واقعہ کسی کو نہ بتایا بعد وصال ظاہر کیا۔

مال و دولت سے اجتناب

مال و دولت جمع کرنے کا کبھی خیال نہ کیا۔ یا تو آپ نے اپنے رہنے کا مکان بنایا یا کتب خانہ جمع کیا۔ دو بار حج کیا۔ مدینہ طیبہ کی حاضری سے مشرف ہوئے۔ دو صاحبزادیوں اور ایک صاحبزادے خلف اکبر کی شادیاں کرائیں یا وہ زمین خریدی جس میں اب آرام فرما ہیں حضرت کے ساتھ جو صاحب ہوتے وہی سفر میں حضرت کے خزانچی ہوتے اور جو بھی نذر و فتوح ہوتی وہ حضرت ان ہی کو دیتے مکان پہنچنے کے بعد وہ صاحب جو بھی دیدیتے حضرت وہ لے لیتے اور کبھی کسی ہمسفر سے کوئی حساب نہ لیتے کہ اس سفر میں کل کیا آیا اور کیا خرچ ہوا۔ اب آپ کیا دے رہے ہیں۔

عمل سندونی کا ارادہ!

حضرت کے بڑے برادر نسبتی جناب سید حسن خان صاحب قادری برکاتی رضوی کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت پر کچھ قرض ہو گیا میں نے عرض کیا کہ آپ کے پاس فتوح کے کتنے اعمال ہیں اپنے مشائخ کرام کے مجربات میں سے کوئی عمل کیوں نہیں کر لیتے جب دیکھو قرض ہو جاتا ہے بہت کچھ سمجھانے کے بعد عمل سندونی کرنے کا ارادہ فرمایا اور کہا کہ پہلے میں استخارہ کروں اگر اجازت مل گئی تو عمل کروں گا۔

شب میں استخارہ کیا۔ فجر کی نماز کے بعد تشریف لائے اور فرمایا۔ سید بھائی! استخارہ بہت مبارک ہوا۔ مجھے عمل سندونی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ دریافت

کرنے پر فرمایا رات حضور مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے سلام و مصافحہ و دست بوسی کا شرف مجھے حاصل ہوا اور پھر حضور اعلیٰ حضرت قبلہ نے مسکرا کر فرمایا مولانا آپ کو فتوح و دستِ غیب کا کوئی عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے رب تبارک و تعالیٰ دینے والا اور مصطفےٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بانٹنے والے ہیں پھر کیا فکر ہے فرما کر تشریف لے گئے اور مجھے بے فکر کر گئے۔ فالحمد للہ۔

اپنے مرید کو خواب میں خبر دے گئے

محمد عثمان صاحب قادری برکاتی رضوی حشمتی گلبرگہ شریف والے کا بیان ہے کہ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ میں گلبرگہ شریف اپنے وطن میں تھا ایک روز خیال آیا کہ اب بمبئی چلیں محرم شریف آرہا ہے۔ حضور پیر و مرشد شیر بیشۂ سنت قبلہ تشریف لائیں گے حضرت کی زیارت بھی کر لیں گے اور حضرت کے ارشادات عالیہ و بیانات مبارکہ بھی سنیں گے۔

رات کو خواب دیکھا کہ بہت بڑا مجمع ہے اور بہت اچھے لباس نورانی شکل و صورت والے لوگ ہیں سب ایک جنازے کے ساتھ جا رہے ہیں۔ جنازے پر بہت پھول ہیں اتنے میں حضرت پیر و مرشد شیر بیشۂ سنت میرے پاس تشریف لائے میں نے سلام کیا دست بوسی کی۔ حضرت نے فرمایا عثمان بھائی اب میری تمہاری ظاہری ملاقات نہیں ہوگی۔ آج تم سے ملنے آگیا ہوں دیکھو میرا جنازہ ہے۔ اور ۸ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ یاد رکھو۔ یہ فرما کر تشریف لے گئے۔

میری آنکھ کھلی تو فجر کے قریب کا وقت تھا۔ بڑی حیرانی ہوئی کہ آخر معاملہ کیا ہے۔ بہر حال میں بمبئی آیا۔ یہاں حضرت کو بلانے کی خبریں سنیں۔ دعوت دی گئی مگر حضرت نہیں آئے یہاں تک کہ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ کا چاند نظر آیا۔ تاریخیں گزرتی رہیں اور میں ۸ محرم کے تصور سے ہی کانپتا رہا۔ یہاں تک کہ ۹ محرم کو مغرب کے قریب پہلی بمبئی سے ۸ محرم دن میں گیارہ بجے کا روانہ کیا ہوا ٹیلیگرام ملا کہ ۸ محرم کو حضرت کا وصال ہو گیا اور تاریخ وصال ۸ محرم معلوم ہوئی ہے ہاں علوم اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

قبورِ مسلمین کا احترام

حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مسلمانوں کی قبروں کے احترام کا بہت خیال رہتا تھا۔ اسی بیماری میں ایک دن صاحبزدگان واعزہ سے فرمایا کہ خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مجھ کو اور آپ سب کو اور سب سنی بھائیوں کو بہنوں کو ایمان وسنیت کے ساتھ دنیا سے اٹھائے (آمین)

میری قبر آپ لوگ قبرستان میں میرے نور نظر محمد اسرائیل رضا مرحوم اور میرے پیارے نواسے محمد احمد الرضا مرحوم کے پاس بنائیں اور فوراً فرمایا اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رحمت وفضل وکرم سے امید ہے کہ سنی بھائی فقیر کی قبر پر ضرور فاتحہ پڑھنے آئیں گے تو دوسرے مسلمانوں کی قبروں کی بے حرمتی ہوگی۔ ناواقفی میں کوئی پیر رکھے گا کوئی جوتا چپل رکھ دے گا کوئی بے خبری میں تھوک دے گا۔ لہذا مجھے قبرستان میں دفن نہ کریں بلکہ میری خریدی ہوئی زمین جو مکان کے پیچھے ہے اس میں مجھے دفن کریں۔ یہ ہے قبور مسلمین کا احترام۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک شخص کو ملاحظہ فرمایا کہ قبر سے تکیہ لگائے بیٹھا ہے تو ارشاد فرمایا یا صاحب القبر لا تؤذیہ ولا یؤذیك اے قبر سے تکیہ لگانے والے نہ تو قبر والے کو ایذا دے نہ وہ تجھے ایذا دے۔ معلوم ہوا کہ قبر کے ساتھ جو معاملہ کیا جاتا ہے وہ قبر کے اندر والی میت کے ساتھ ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ سنی مسلمانوں کو قبور مسلمین کی بے حرمتی سے بچائے

شہید ذی شان

۸۰ ـــــ مجہ ـــــ ۱۴

بارہ بنکی ضلع میں حضرت کو زہر دیا گیا اور اسی کے اثر میں بیماری کا نام ہو کر حضرت کا وصال ہوا۔ بڑے بڑے حاذق طبیبوں نے اور تجربہ کار حکیموں ماہر ویدوں

اپنی اپنی تشخیص میں کہا اور لکھا کہ حضرت کو کوئی زہر دیا گیا ہے۔ سوال ہوتا ہے کہ کیا دیا گیا تو عرض ہے کہ وہ زہر فوراً اثر کرنے والا نہ تھا جو پہچانا جائے اور دینے والا پکڑا جائے بلکہ وہ رفتہ رفتہ اثر کرنے والا تھا اور ایک مدت تک حضرت نے اس کا احساس بھی نہ فرمایا۔ اور جب خون میں تحلیل ہو گیا تو اثر ظاہر ہوا بہر حال اس زہر نے ہی اثر کیا

وہابیہ دیوبندیہ نے اپنی شر پسندی کے تحت نہ جانے کیا کیا لکھا اور چھاپا۔ افواہیں اڑائیں۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ جب وہ خدا ہی کو معاذ اللہ جھوٹا مانیں تو خود کیوں نہ جھوٹ کے پھندے لگائیں۔ مزید یہ کہ ان ہی کی سازش سے یہ زہر دیا گیا تو ان کے لئے تو ضروری تھا کہ جھوٹ بولیں۔ جھوٹ لکھیں جھوٹ چھاپیں۔ افواہیں گرم کریں تاکہ اصل معاملہ چھپ جائے اور چور پکڑا نہ جائے۔ مولیٰ عزوجل کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ کو کوئی بھی خبیث مرض نہ تھا۔ یہ صرف زہر کا ہی اثر تھا جس کی تصدیق ڈاکٹروں، حکیموں ویدوں کی رپورٹ سے بھی ظاہر ہے۔

استحقاق شہادت

۸۰ ـــــ اجلہ ـــــ ۱۴

حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے جو استحقاق شہادت ۱۴۰۱ھ ہوا اس سلسلے میں حضرت کے منجھلے صاحبزادے مولانا احمد مشہود رضا خاں سلمہ ربہ نے حضرت کے وصال سے کچھ روز قبل خواب دیکھا کہ ایک میدان میں بڑی عظیم الشان محفل سجائی گئی ہے اور وہاں سے حضرت کے مکان تک دو رویہ گھوڑے سوار کھڑے ہیں جن کے ہاتھوں میں آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کے پرچم ہیں۔ ایک قطار کے سواروں کا لباس سرخ ہے اور دوسری قطار والوں کا لباس سبز ہے اور اک شور ہے کہ ہم حضرت شیر بیشۂ سنت کو لینے آئے ہیں۔ کچھ نورانی شکل وصورت والوں نے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ بند تھا۔ حضرت نے اندر سے جواب دیا اور کچھ وقفہ کے بعد حضرت عمامہ اور جبہ میں ملبوس کرے سے

تشریف لائے اور ان لوگوں سے ملاقات کی پھر ان حضرات نے آپ کو اپنے درمیان میں لے لیا اور سبز و سرخ لشکری قطاروں کے درمیان اس طرف کو تشریف لے چلے جہاں حضرت کا مزار مبارک بنا ہے اور اس عظیم الشان زیب و زینت والی بزم میں آپ کو لے گئے۔ پھر آنکھ کھل گئی۔

حضرت کے وصال کے بعد سیدی و مخدومی و مخدوم زادہ حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ زیب سجادہ عالیہ قدسیہ قادریہ رضویہ بریلی شریف کی خدمت میں یہ خواب عرض کیا گیا۔ حضرت نے سن کر تعبیر بیان فرمائی کہ انشاء اللہ اس خواب میں ان کی شہادت کی بشارت تھی۔ فالحمد للہ رب العلمین

یہ ہے مظہر اعلیٰ حضرت کی سیرت شہادت اور یہ ہے ان کی
تکریم شہادت اور استحقاق شہادت
ایسے ہی حضرات کے لئے ہے۔

آخری نصیبۂ مرید

۷ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ مطابق ۲ جولائی ۱۹۶۰ء روز شنبہ کو دھوراجی کے ایک صاحب جناب عبد الغفار صاحب قادری برکاتی رضوی حشمتی کے ساتھ کانپور سے پیلی بھیت حضرت سے مرید ہونے کے لئے روانہ ہوئے اور ۸ محرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۳ جولائی ۱۹۶۰ء روز یکشنبہ کو صبح پیلی بھیت پہنچے۔ حضرت کے دولت خانہ پر آئے اندر اطلاع کرائی۔ حضرت وظیفہ اور تلاوتِ قرآن کریم و دلائل الخیرات شریف اور شجرہ مبارکہ پڑھ کر (جو روزانہ حضرت کے معمولات تھے) دن میں ۹ بجے ان دونوں صاحبان کو اندر بلایا۔ یہ دونوں حاضر ہوئے۔ سلام و دست بوسی سے مشرف ہوئے حضرت نے خیریت دریافت فرمائی اور دھوراجی والوں سے آنے کی وجہ دریافت فرمائی انھوں نے مرید ہونے کی تمنا عرض کی۔ فرمایا وضو ہے۔ عرض کی نہیں فرمایا۔ وضو کر لیں

وضو کر کے حاضر ہوئے ان کو حضرت نے حسب دستور بیعت کیا تلقین و نصیحت فرمائی ثبات و استقامت کی دعا فرمائی انھوں نے حضرت کی صحت و شفا کے لئے دعا کی۔ ارشاد فرمایا اب میری صحت و شفاء کی دعا آپ لوگ نہ کریں اب تو میرے ثبات و استقامت و حسن خاتمہ کی دعا کریں کہ اب اسی کا وقت ہے۔ عبد الغفار بھائی نے دو سو روپے پیش کئے۔ ارشاد فرمایا یہ رقم تمہاری حیثیت سے زیادہ ہے یہ رقم نہیں لوں گا۔ انھوں نے عرض کی یہ دو سو روپے حضور ہی کے ہیں جو فلاں سن میں حضرت نے میرے پاس امانت رکھے تھے۔ یہ سن کر وہ روپے تکیے کے نیچے رکھ دیئے اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی ان دونوں صاحبان نے پیلی بھیت کے اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری کی اجازت چاہی ان کو اجازت دیکر رخصت کیا

دن میں دس بجے کے قریب کا وقت ہو گیا۔ گھر میں اندر صحن میں دھوپ ہو گئی تھی چارپائی اندر دالان میں بچھوائی۔ اب مولوی حکیم مرتضیٰ خان صاحب قادری برکاتی رضوی (جو ان دنوں حضرت کے معالج تھے) نے اندر خبر بھجوائی کہ حال دیکھنے کے لئے اندر آنے کی اجازت دیں۔ حضرت نے اپنے فرزند اکبر مولانا محمد مشاہد رضا خان سلمہ ربہ سے ارشاد فرمایا کہ حکیم صاحب کو میرا سلام کہو اور کہہ دو کہ حضرت سیدی مفتی اعظم ہند دام ظلہم الاقدس کی اہلیہ محترمہ علیل ہیں۔ وہاں آپ کی ضرورت ہے لہٰذا آپ بریلی شریف تشریف لے جائیں میرا تو اب وقت آگیا۔

اس کے بعد فرمایا گرمی معلوم ہو رہی ہے کرتا اتار دیا اور قبلہ کی طرف رخ کر کے لیٹ گئے۔ فرمایا سب لوگ ہٹ جاؤ میں کچھ پڑھوں گا۔ سب لوگ ہٹنے لگے۔ مولانا مشاہد رضا خان صاحب سلمہ ربہ حضرت کے سامنے بیٹھے تھے وہ خدمت کے ارادے سے بیٹھے رہے تو ان سے مکرر فرمایا۔ بھیا جاؤ میں کچھ پڑھوں گا تو وہ بھی اٹھ گئے۔ حضرت نے سورۂ یٰسین شریف شروع کی اور بلند آواز سے تلاوت کرتے رہے۔ سورۂ مبارکہ پڑھ کر کچھ اور پڑھنا شروع کیا اور آواز کم ہونے لگی جب زیادہ کم ہوئی گھر کے تمام لوگ قریب آگئے۔ مولانا مشاہد رضا خان نے نبض پر ہاتھ رکھا تو نبض نہ ملی۔ حضرت نے

اسی وقت کلمہ طیبہ پڑھا۔ ایک ہلکی سی ہچکی آئی اور تبسم فرماتے ہوئے دنیائے فانی سے

۸ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ مطابق ۳ جولائی ۱۹۶۰ء

بروز یکشنبہ دن میں ۱ بجکر ۲۰ منٹ پر انتقال فرمایا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ رضینا بقضاء اللہ تعالیٰ

وقت وصال تک ہوش و حواس کے ساتھ گفتگو فرمائی۔ سکرات کی کیفیت قطعاً محسوس نہ ہوئی۔ گھر کے تمام لوگوں کا بیان ہے کہ حضرت دن بدن رو بصحت ہو رہے تھے اور حکیم صاحب کا بیان ہے کہ مجھے وہم بھی نہ تھا کہ حضرت رخصت ہونے والے ہیں۔

واقعات بعد انتقال

وصال اقدس کے بعد حضرت کا چہرۂ مبارک بہت نورانی اور سرخ و سفید ہوگیا تھا۔ حضرت مولانا شاہ الحاج مفتی محمد وجیہ الدین صاحب قادری رضوی ضیائی پیلی بھیتی کا بیان ہے کہ میں نے اتنی خوبصورت میت نہیں دیکھی یہ معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے حضرت سو رہے ہیں اور کوئی حسین خواب دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔

غسل دینے والے حضرت مولانا ملک نیاز احمد صاحب قادری رضوی و مولانا محمد مشاہد رضا خان صاحب و جناب سید حسن خان صاحب کے بیانات ہیں کہ حضرت کا جسم بہت نرم و نازک تھا کہ غسل مبارک کے وقت جس طرح گھمانا چاہتے تھے جسم گھوم جاتا۔

پیلی بھیت شہر و اطراف بیسلپور، پورن پور، شاہجہاں پور، بریلی شریف، نینی تال بلڑائی۔ بہیڑی، کانپور اور نہ جانے کہاں کہاں کے بے تعداد و بے شمار عوام و خواص علماء و مشائخ۔ سنی درسگاہوں کے طلبا جنازہ میں شرکت کے لئے جمع ہوگئے۔ دس بجے شب میں

حضور سیدی مفتی اعظم ہند صاحب قبلہ دام ظلہم الاقدس کی اجازت سے مولانا محمد مشاہد رضا خان صاحب سلمہٗ ربہٗ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ہزاروں سنیوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور دو بجے شب میں حضرت شیر بیشۂ سنت مظہر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قبر میں رکھا گیا۔

حضرات علمائے اہلسنت و شعرائے ملت نے بہت سے تاریخی مادے مرتب فرمائے۔ میں اپنے عجز و صدمے سے تاریخی مادے نظم نہ کر سکا صرف دو مادے نظم کئے ہیں جو ناظرین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

مرضی الرحمٰن ہے جب تاریخ رحلت آپ کی
۸۰ - ۹ - ۱۳
خلد میں داخل ہو حضرت قبلہ ام حشمت علی
۸۰ - ۹ - ۱۳

یہ مختصر مضمون حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان کی سیرت و سوانح پر مرتب کر دیا ہے۔ مولیٰ عزوجل قبول فرمائے اور بعد والوں کے لئے ہدایت و نجات کا ذریعہ و سبب بنائے۔

جماعت اہلسنت میں حضرت کے امثال ظاہر فرمائے اور ہم سب کو دین اسلام و مذہب اہلسنت و جماعت پر ثبات و استقامت اور اسی پر حسن خاتمہ نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

بجاہ حبیبہ النبی الرؤف الرحیم علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ افضل الصلاۃ واکمل التسلیم

فقیر ابو المظفر محب الرضا محمد محبوب علی خان ابن ابو الحفاظ محمد نواب علی خان آفریدی قادری برکاتی رضوی لکھنوی غفرلہٗ ربہٗ مفتی اہلسنت بمبئی و خطیب و امام سنی بڑی مسجد ۱۹۶ - مدنپورہ بمبئی ۸

۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۸۰ھ

۷۸۶
۹۲

حضرت شیر بیشۂ سنّت

علیہ الرحمۃ والرضوان

کے چند خطوط

بنام

الحاج احمد عمر ڈوسا صاحب قادری برکاتی رضوی حشمتی

اور

حضرت کے ہمراہ پہلے سفرِ حج کے

کچھ

اہم واقعات

حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید و خلیفہ جناب الحاج احمد عمر ڈوسا صاحب قادری رضوی حشمتی زید مجدہم العالی کے پاس حضرت علیہ الرحمہ کے چند خطوط بطور تبرک آج تک محفوظ ہیں۔ آپ ان خطوط کو آگے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان کے دل میں اسلام و سنیت کا کیسا درد اور اشاعت حق کا کیسا جذبہ موجزن تھا۔ ایک ایک خط ان ہی جذبات صادقہ سے معمور و لبریز ہے۔

حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ جب پہلی مرتبہ حج و زیارت کے لئے تشریف لے گئے جس کی تفصیل واقعات حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے گذشتہ صفحات میں قلمبند فرمائے تو حاجی صاحب موصوف بھی حضرت کے ہمراہ تھے۔ اس سفر حج و زیارت میں جو واقعات حاجی صاحب محترم نے خود آنکھوں سے دیکھے ان واقعات کو اہلسنت کے لئے یادگار سرمایہ جان کر حاجی صاحب نے خود قلمبند کیے ہے۔ خطوط شیر بیشۂ سنت کے بعد آپ حاجی صاحب کا وہ مضمون بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ جو ایک قیمتی سرمایہ ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ہم دعاؤں کے طالب ہیں کہ جن راہوں پر ہمارے بزرگان کرام ثبات و استقامت کے ساتھ گامزن رہے رب کریم و کارساز ہم سب کو بھی اسی نہج راہ دین اسلام و سنیت پر قائم رکھے اور اسی دین و مذہب کی خدمات لے اور ان خدمات کو قبول فرماکر بخشش و نجات کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

فقط

محمد منصور علی خاں قادری رضوی بجولی
۷ ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ مطابق ۳۰ جون ۱۹۹۰ء بروز شنبہ

پہلا والا نامہ

۷۸۶
۹۲

برادر دینی و یقینی حاجی احمد قادری رضوی حفظکم الرب القوی وایانا دائما من شر کل شقی و غبی و غوی آمین بحرمۃ حبیبہ الاکرم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ اجمعین وبارک وسلم۔

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ!

پرسوں ایک ماہ کے سفر سے بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم بخیریت گھر واپس ہو کر آپ کا چھ سات ورق کا محبت نامہ دیکھا پڑھکر خوشی ومسرت ہوئی۔

آج چھ جمادی الآخر ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء بروز پنجشنبہ ۱۱ فروری کو شدید ضرورت کے وقت آپ کے بھیجے ہوئے پچاس روپے ٹیلیگرام منی آرڈر سے وصول ہوئے۔ اس کے صلے میں خدا ورسول جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم آپ کو آپ کے اہل وعیال کو دین ودنیا آخرت کے فرحتوں مسرتوں عزتوں حرمتوں نصرتوں خصوصاً برکتوں دولتوں سے مالا مال فرمائیں۔ آمین۔

بزم قادری رضوی بمبئی کو چاہئے کہ خالص رضائے خدا ورسول جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم حاصل کرنے کی نیت سے اسلام وسنیت قادریت ورضویت کی باہمی اتفاق اتحاد کے ساتھ مخلصانہ خدمتیں بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم کرتے رہیں۔ کسی کی لغو گالیوں کا نہ تو جواب دیں نہ ان کی کچھ پرواہ کریں۔

انشاء المولیٰ تعالیٰ ثم انشاء حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم خدا اور رسول جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی والہ وسلم وحضور غوث اعظم وحضور اعلیٰحضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہما خدمت گاران اسلام وسنیت کی خود ہی مدد ونصرت واعانت فرمائیں گے۔

گل محمد مجوبی، محمد ظہور رضوی، حمزہ محمود، محمد وزیر، محمد عباس ودیگر برادران اہلسنت سلمہم ربہم کو سلام مسنون ہے۔ دعائے خلوص مشحون۔

عبید الرضا غفرلہٗ

۶ جمادی الآخر ۱۴۰۳ھ بروز پنجشنبہ

دوسرا والا نامہ

$\frac{786}{92}$

فرزند دینی ویقینی فدائے رضویت شیدائے قادریت خادم سنت حاجی احمد حاجی عمر قادری رضوی حفظکم المولیٰ القوی وایانا دائما من شرور کل منتقی وعنیی وغوی آمین بحرمۃ حبیبہ الاکرم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم وعلی صحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ اجمعین وبارک وسلم۔

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔

خلوص ومحبت کے ساتھ لوجہ المولیٰ تعالیٰ ولمرضاۃ حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم بزم قادری رضوی کو بام ترقی پر پہنچانے کی سعی برابر بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم کرتے رہو غوث پاک واعلیٰحضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہما کامیابی وکامرانی عطا فرماتے رہیں گے۔

کسی سنی کو مخالف نہ بناؤ۔ نہ کسی مخالف کی مخالفت کا جو سنی ہو مقابلہ نہ کرو۔ بس خدمات سنیت ورضویت کو ہی اپنا نصب العین رکھو۔ خدا ورسول جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم وغوث پاک واعلیٰحضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہما اپنے فضل وکرم وعون وامداد کے ساتھ دارین میں ہمیشہ ہمارے اور تمہارے ساتھ رہیں۔ آمین۔ جملہ اراکین بزم قادری رضوی سلمہم ربہم کو سلام ودعا

فقط عبید الرضا غفرلہٗ

تیسرا والا نامہ

$\frac{786}{92}$

برادر دینی ویقینی محب سنیت عدو الاذہبیت احمد عمر قادری سلمکم ربکم

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ!

تعویذ بھیجتا ہوں۔ اسکو موم جامہ کرکے لوبان کی دھونی دے کر گلے میں پہنو اور اس

کی وصولیابی اور اپنی خیریت بہت جلد لکھو۔ سب سنی بھائی سلمکم ربکم برابر پرخلوص دعائیں کرتے رہو۔ خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم اسی ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۳۱ء کی پیشی میں مجھ گنہگار سگ بارگاہ رضوی سیاہکار رنیدہ سرکار قادری عصیاں شعار گزرے ہوئے رضوی کو باطن وظاہر کامل وقاہر فتح مبین ونصرت قاہرہ و غلبہ ظاہرہ عطا فرمائے اور اسی پیشی میں وہابیوں دیو کے بندوں کی امن درخواست نگرانی کو قطعی خارج ومردود کرا کے ہمیشہ کے لئے اسلام وسنیت کا بول بالا اور مسلمانان اہلسنت کا چہرہ اجالا وہابیوں دیو کے بندوں کا منہ کالا فرمائے۔ اور ہم سب کو تم سب کو اسلام و سنیت پر تصلب وپختگی ومضبوطی کے ساتھ بخیریت وعافیت صحت وسلامت فتح ونصرت وفرحت ومسرت وعزت وحرمت کے ساتھ ہمیشہ دارین میں مستقیم رکھیں۔ آمین بحرمۃ سیدنا الغوث الاعظم وببرکۃ سیدنا الامام الاعظم ومتصدق مرشدنا المجدد الاعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہم وارضاہم عنا ورضی عنا بہم فی الدارین۔ آمین ثم آمین۔

برادرم محمد صدیق رنگاری قادری سلمہٗ ربہٗ سے بعد سلام ودعا کہہ دو کہ مدتوں سے آپ نے کوئی خط نہیں لکھا۔ معاف کرنا میری پریشانیوں کے سبب تمہارے لئے تعویذ بھیجنے میں دیر ہوگئی۔ سب سنی بھائیوں سلمہم ربہم کو بالخصوص علمبردار سنیت حاجی ابوبکر حاجی احمد ریشم والا ونقارہ نواز سنیت منشی مصطفےٰ خاں صاحب کو حضرت مولانا سید محمد حسیم صاحب دام ظلہ وحافظ سید نورالحق زید مجدہم کی خدمات میں سلام مسنون ہے۔ دعائے خلوص مشحون

فقیر عبید الرضا غفر لہٗ ربہٗ دوم جمادی الآخر ۱۳۴۹ھ

دوم اپریل ۱۹۳۱ء محلہ بھورے خاں پیلی بھیت یو۔پی

چوتھا والا نامہ

۴۸۶/۹۲

فرزند دینی ویقینی حاجی احمد قادری رضوی حفظکم الرب القوی وایانا ابدا من جمیع الفتن والشرور ومن مکائد کل غوی وخبیث و شقی آمین بحرمۃ حبیبہ الاکرم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ و

صحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ اجمعین وبارک وسلم و

علیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ!

گھر بھر کے لئے تمہاری روانہ کردہ عیدیاں وصول ہوئیں سب کی دعا ہے تم کو اور ہم سب کو اور سب مسلمانان اہلسنت کو عید کی خوشیاں دارین میں خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم مبارک فرمائیں اور تم کو تمام مقاصد جائزہ مفیدہ میں فوز عظیم وفتح مبین بخشیں۔ اور برادرم محمد ظہور سلمہٗ ربہٗ کی اہلیہ سلمہا وشفاہا وعافاہا ربہا کو جلد شفائے کامل وصحت تامہ عطا فرمائیں اور تم سب کو اور ہم سب کو سنیت وقادریت ورضویت پر ہی خیریت وعافیت صحت وسلامت وفتح ونصرت وفرحت ومسرت کے ساتھ ہمیشہ دارین میں ثابت ومستقیم رکھیں اور سنیوں کی سب جماعتوں کو عموماً اور قادریوں رضویوں کی بزم قادری رضوی کو خصوصاً سنیت متصلبہ وقادریت مقدسہ ورضویت مبارکہ کی بہتر ومقبول خدمات کرتے رہنے کی توفیق عنایت فرماتے رہیں اور جملہ سنیوں کو عموماً اور سب قادریوں رضویوں کو خصوصاً حق ورشد وہدایت ہی پر ہمیشہ کے لئے باہم متحد ومتفق کردیں۔ آمین بحرمۃ سیدنا الغوث الاعظم وببرکۃ سیدنا الامام الاعظم ومتصدق مرشدنا المجدد الاعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہم وارضاہم عنا ورضی عنا بہم فی الدارین آمین ثم آمین۔

شجرات طیبہ بھیجتا ہوں۔ جن بھائیوں بہنوں کو سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں منسلک ہوجانے کی آرزو ہے تو یہ سلسلۂ مقدسہ بڑی نعمت ہے۔ جلد وہ سب بیعت غائبانہ کرکے غائبانہ داخل سلسلہ مبارکہ قادریہ رضویہ ہوجائیں تو زیادہ بہتر ہے پھر جب فقیر بعونہٖ تعالیٰ وبعنایت حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم بمبئی آئے گا تو وہ سب ظاہری طور پر بھی داخل سلسلہ ہوجائیں گے۔

جن اوراد واعمال ووظائف اور عملوں کی اجازت تم کو چاہئے ان سب کی اجازت مطلقہ کاملہ بفضلہٖ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم تم کو دیتا ہوں۔ خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم ان سب کی بے شمار برکات سے دارین

میں تم کو اور مجھ گنہگار سگِ بارگاہِ قادری سب کا رنگ رائے کو اسے رضوی کو مالا مال فرمائیں آمین۔ برادرم اسد اللہ سلمہٗ کو روانہ کردہ رجسٹری کی نقل ملی۔ پڑھ کر تم تینوں کی حق پسندی پر مسرت ہوئی۔ فللّٰہ ربنا الکریم الحمد وعلی حبیبہ والہ الصلوٰۃ والسلام۔

عزیزی علمبردار سنیت سلمہٗ ربہٗ کا ایک طویل و مبسوط خط ساڑھے نو صفحے کا وصول ہوا۔ مجھ جیسا کاہل و کمزور و سست و بے فرصت شخص استفتاؤں کے جوابات لکھے یا بد مذہبوں بے دینوں کی خباثات کا رد کرے یا ضروری خطوط کے جوابات دے یا اپنے شاگردوں مسترشدوں کی ان عنایات کا تحریری شکریہ بجالائے۔ بس حضور غوث اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی سرکار میں وہی عرض کرتا ہوں جو حضور اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ہے۔ ؎

قوت دے میں تنہا کام بسیار
بدن کمزور دل کاہل ہے یا غوث

پھر ان عنایتوں کا جو شکریہ ادا کیا جاتا ہے اسکی نقل اپنے پاس بھی رکھنا اور ایک نقل تمہارے پاس بھی بھیجنا بھی ضروری ہے۔ وحسبنا ربنا ونعم الوکیل وعلی حبیبہ والہ الصلوٰۃ والسلام بالتبجیل۔

روضۂ اقدس کے اندر کی مقدس خاک پاک تیری شامت معاصی کے سبب مجھکو نہیں ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ محمد ظہور، نکل محمد محبوبی، محمد طفیل جاذ پوری، عثمان عبدالغنی گونڈل، محمد منیر ڈرائیور و جملہ اراکین بزم قادری رضوی سلمہم ربہم کو عموماً اور برادران اہلسنت سلمہم ربہم کو خصوصاً سلام مسنون مع دعائے خلوص شحون۔

فقیر کے شاگرد فقیر کے مسترشد سلمہم ربہم فقیر کو جو کچھ بھی برا کہیں فقیر تو اپنے آپ کو خوب جانتا ہے کہ فقیر اس سب سے بھی زیادہ برا ہے۔ فقیر ان سب بدگوئیوں کو لوجہ المولیٰ تعالیٰ و لرضاۃ حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم خلوص قلب کے ساتھ قطعاً معاف کرتا ہے۔ تم سب لوگ بھی ان باتوں کی کچھ پرواہ ہرگز نہ کرو۔

بس بزم قادری رضوی کا خلوص دل کے ساتھ بعونہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم کرتے رہو۔

فقیر عبید الرضا غفرلہٗ

پانچواں والا نامہ ۶/۸/۹۲

فرزند دینی و یقینی انجاکم رب المنن وایانا من الھموم والغموم والشرور والمحن آمین بحرمۃ حبیبہ دافع البلیات والفتن علیہ وعلی الہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ الصلوٰۃ بعدد ما فی اللیل والنہار۔

وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہٗ

تمہارے کئی محبت نامے ناسک سے آگئے یہ گنہگار سگِ بارگاہ قادری رضوی رضوی غفرلہٗ ربہٗ وحفظہ برابر دعا کرتا ہے۔ خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم اس بلا و مصیبت سے جس میں تم ناداں دیے وقتی سے مبتلا ہو گئے ہو تم کو جلد نجات کاملہ عطا فرما کر تمہارے اہل وعیال سلمہم ربہم میں تم کو بالخیر والعافیہ پہنچائیں اور برادرم مولانا محبوب علی خاں حفظہ و نصرہ کو اور ان کے ساتھی سنیوں کو فتح مبین و نصرت کاملہ و ظفر عظیم خیریت و عافیت و صحت و سلامت و عزت و حرمت و مسرت کے ساتھ دائمی و تام و نجات کاملہ و برات قطعیہ جلد عطا فرما کر ہم سب اہلسنت کا دین و دنیا و آخرت میں چہرہ اجالا اور جھوٹے مکار وہابیوں دیوبندیوں انقلابیوں ان کا رویوں کا منہ کالا اور اسلام و سنیت و قادریت و رضویت کا ہر جگہ بول بالا فرمائیں آمین۔ بحرمۃ سیدنا الغوث الاعظم و ببرکۃ سندنا الامام الاعظم و بصدق مرشدنا المجدد الاعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہم وارضاھم عنا و نفعنا بہم فی الدارین آمین ثم آمین۔

شجرہ طیبہ میں لکھے ہوئے وظیفے خلوص قلب و صدق دل و حسن نیت کے ساتھ برابر

بلا ناغہ پڑھتے رہو۔ جن دو بھائیوں سلمہما ربہما کے نام تم نے لکھے ان کو سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں منسلک اور حضور سیدنا الغوث الاعظم رضی المولیٰ تعالیٰ کی غلامی میں داخل کرلیا ہے ان دونوں کو اردو کا شجرۂ مبارکہ یاد کرادو۔ تعویذ تمہارے گھر بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم پہنچا دیا جائیگا تم سے جو کچھ نادانی وبے وقوفی ہوئی ہو اس کی معافی مانگ کر بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم رہائی حاصل کرلو اور آئندہ ایسی تحریک ہیں جس میں بدمذہب بے دین شریک ہوں شریک ہونے سے بچ کر توبہ کرلو۔ مولانا شاہ وجیہ الدین صاحب زید مجدہم بھی سلام ودعا فرماتے ہیں۔ اور جو کوئی بھی خدمت اسلام وسنیت کرو حدود شریعت مطہرہ کی پابندی اور قوانین حکومت وقت کا لحاظ رکھتے ہوئے بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم بجالاؤ۔ والسلام مع الدعاء

فقیر عبید الرضا غفرلہٗ

چھٹا والانامہ

۴۹۶/۹۲

برادر دینی ویقینی محب سنیت عدو لامذہبیت فرزند احمد عمر قادری

سلمہٗ ربہٗ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہٗ!

منشی مصطفیٰ خان صاحب وسعید حسن خان صاحب سلمہما ربہما کے خطوط سے اور برادرم عبد الغنی احمد کٹیا نے والے اور برادر دینی ویقینی ابراہیم حاجی قاسم سلمہما ربہما کے زبانی سے آپ کی خیریت معلوم ہوئی آپ کے حالات پر بھی اطلاع ملی۔

میرے پیارے دینی ایمانی عزیز بھائی! ان حالات سے گھبرانا جانا مولیٰ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم کے جس نام لیوا کو پسند فرماتا ہے اس کو فتنوں اور آزمائش میں مبتلا فرماتا ہے۔ پر اسکو حق پر ثبات واستقامت بھی وہی اپنے کرم سے عطا فرماتا ہے پھر ان کے سیئات کو مٹاتا ہے ان کے حسنات کو بڑھاتا ہے۔ ان کے

درجات کو بلند فرماتا ہے۔ امتحانات الٰہیہ میں حق پر ثبات اور استقامت کی دولت اسی بندے کو عطا فرمائی جاتی ہے جس پر خدا ورسول جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم کا پیار ہوتا ہے۔

پریشان نہ ہو گھبراؤ نہیں خدا اور رسول کو یاد کرو جل جلالہٗ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم۔ حضور سیدنا الغوث الاعظم وحضور مرشدنا المجدد الاعظم کو یاد کرتے رہو۔ رضی المولیٰ تعالیٰ عنہما وارضاہما عنا ورضی عنا بہما فی الدارین۔ آمین ثم آمین۔

اپنے والد صاحب کے حق میں دعا کرتے رہو کہ خدا ورسول جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم ان کی بھی اصلاح حال فرمائیں اور ان کو اور تمہارے بھائیوں کو بھی شریعت مطہرہ کے کامل اتباع کی توفیق بخشیں آمین۔ اپنی خیریت سے جلد مطلع کرو۔ اگر امسال فقیر کا بمبئی آنا ہوا تو انشاء المولیٰ تعالیٰ ثم انشاء حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم آپ کے والد صاحب سے ملاقات کرکے ان کو سمجھانے کی کوشش کروں گا

والسلام مع الاکرام فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں غفرلہٗ ربہٗ

چہارشنبہ ۲۳ رمضان مبارک ۱۳۶۹ھ گونڈل۔ کاٹھیاواڑ

ساتواں والانامہ

۴۹۶/۹۲

محب سنیت عدو لامذہبیت برادر دینی ویقینی احمد عمر قادری

سلمہٗ ربہٗ المولیٰ وایانا وادانا من شر کل غوی وغبی بحرمۃ حبیبہ النبی المولیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ وعلینا جمیعا بہم الصلاۃ الدائمہ والسلام الابدی۔

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہٗ

کل شنبہ ۳۰ ذی قعدہ الحرام ۱۳۶۹ھ کو برادرم سعید حسن خان صاحب قادری رضوی سلمہٗ ربہٗ دہلی بخیریت آگئے۔ آپ کا محبت نامہ اور آپ کے بھیجے ہوئے دلکش لیے والے خدا ورسول جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم کے صلے ہیں آپ

کو دین و دنیا و آخرت کی بے شمار نعمتوں برکتوں دولتوں فرحتوں، مسرتوں نصرتوں، رحمتوں سے مالا مال فرمائیں اور آپ کو اور آپ کے اہل و عیال و برادران و احباب و متعلقین کو اور مجھ گنہگار سیہ کار کو میرے اہل و عیال و برادران و احباب و متعلقین کو بخیر و عافیت و صحت و سلامت و فتح و نصرت و فرحت و مسرت ہمیشہ دارین میں اسلام و سنیت پر تصلب و پختگی و مضبوطی کے ساتھ ثابت و مستقیم رکھیں اور دنیا و آخرت میں اپنی احمد رضا آپ سب کو اور ہم سب کو بخشیں آمین۔ بحرمۃ سیدنا الغوث الاعظم و ببرکۃ سندنا الامام الاعظم و بتصدق مرشدنا المجدد الاعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہم و ارضاھم عنا و رضی عنا بہم فی الدارین آمین ثم آمین۔

آپ کی کوئی خطا ہرگز نہیں میرے علم میں نہیں نہ ہرگز میں آپ سے ناراض ہوں اور آپ جیسا دیندار متصلب فی الدین سنی مسلمان بھائی میرے لیے ہرگز اس قابل نہیں کہ خواہ مخواہ بلا وجہ شرعی اس سے ناراض ہو جاؤں خدا و رسول جل جلالہ و صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم و حضور سیدنا الغوث الاعظم و حضور سندنا الامام الاعظم و حضور مرشدنا المجدد الاعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہم آپ سے اور ہم سب سے دارین میں ہمیشہ راضی رہیں آمین الٰہ الحق آمین۔ میرے خط نہ لکھنے کا سبب صرف یہی تھا کہ میں اپنے گناہوں کی شامت کے سبب اکثر سست و کاہل رہا کرتا ہوں اور فرصت بھی بہت کم ہی رہتی ہے میرے پاس کوئی بھی ایسا نہیں جو لکھنے پڑھنے میں میری مدد کر سکے۔ وحسبنا ربنا و نعم الوکیل اس لیے بہت سے ضروری خطوط بغیر جواب ہی کے پڑے رہ جاتے ہیں۔ فانا للہ تعالیٰ وانا الیہ راجعون اس وقت میری نحوست معاصی کے سبب میرے تین بچے محمد شاہد رضا خاں و محمد عسکری رضا خاں سلمہما ربہما و حماد فاطمہ سلمہا ربہا علیل و مریض ہیں۔ دو تو بفضلہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم رو بصحت ہیں لیکن عسکری رضا شفاہ ربہ تعالیٰ کو اس وقت بھی شدید بخار ہے۔ یہ بچہ مجھ سے مانوس بھی بہت زیادہ ہے۔ وہابیہ دیابنہ خذلہم الواحد القہار نے مجھ پر فیض آباد کی کچہری میں دفعہ ۱۵۳ الف دفعہ ۲۹۸ و دفعہ ۵۰۰ کے ماتحت جو استغاثہ دائر کیا ہے اس کی پیشی سہ شنبہ سوم ذی الحجۃ الحرام ۱۳۶۵ھ

مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو مقرر ہے مجبوری ہے ان کو اور اہل و عیال علیہم ربہم کو خدا و رسول جل جلالہ و صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم و حضور سیدنا الغوث الاعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے لطف و کرم و فضل کے سپرد کر کے آج کا دن گزار کر شب کے بارہ بجے کی گاڑی پر بعونہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم فیض آباد جا رہا ہوں وحسبنا ربنا و نعم الوکیل۔

خدا و رسول جل جلالہ و صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم و حضور سیدنا الغوث الاعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ اس مقدمہ میں بھی اور ہمیشہ دارین میں بھی ہر موقع پر ہماری آپ کی سب سنی بھائیوں کی نصرت و اعانت و حفاظت فرماتے رہیں۔ آمین

آپ اپنی خیریت کی اطلاع دیجئے۔ برادرم حاجی محمد صدیق صاحب زنگاری سے فقیر کے سلام مسنون کے بعد کہہ دیجئے کہ بمبئی کی وہابی نمازی فوج نے مجھ پر جو مقدمہ دائر کیا تھا اس کے فیصلے کی نقل باضابطہ اسٹامپ پر حاصل کر کے بہت ہی جلد کانپور کے پتہ پر روانہ کر دیں اس ضروری کام میں تاخیر ہرگز ہرگز نہ کریں اور یہ بھی کہہ دیجئے کہ ابھی آپ بغداد مقدس یا پاک پٹن شریف یا کسی اور متبرک مقام کی حاضری کا ہرگز ہرگز ارادہ نہ کریں بلکہ اپنے وعدے کے مطابق فوراً وطن پہنچکر فرزندم محمد ریاض سلمہ ربہ کی شادی خانہ آبادی بہت جلد بعونہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کر دیں۔ اور جب بمبئی سے کنڈن گنج کو آئیں تو مجھ سیاہ کار سے ضرور ملاقات کریں مجھے ان سے بہت اہم و ضروری باتیں کہنی ہیں۔ احباب و برادران اہلسنت کو سلام۔ فقط

والسلام مع الدعاء

عبید الرضا غفرلہ ربہ

یکم ذی الحجۃ الحرام ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۶ء

محلہ کھجورے خان پیلی بھیت

آٹھواں والانامہ

۷۸۶/۹۲

فرزند دینی و یقینی محب سنیت عدو اللہ مذہبیت فدائے رضویت

حاجی احمد حاجی عمر ڈرسا صاحب قادری رضوی بارک لہ دینکم و دنیاکم و دینھا و دنیاھا المولی العزیز القوی بجاہ حبیبہ الاکرام صلی المولی تعالی علیہ وسلم وعلی الہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ اجمعین وبارک وسلم

وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ!

۲۹ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۹ اگست ۱۹۵۵ء کو پنجاب میل سے بعونہ تعالی وبعونہ حبیبہ صلی المولی تعالی علیہ وعلی الہ وسلم بمبئی پہنچونگا۔ عزیزی محمد ظہور سلمہ ربہ سے بعد سلام و دعا کہدو کہ حکیم مرزا حیدر بیگ صاحب مالک حیدری دواخانہ جو فقیر کے مخلص کرم فرما ہیں ان کی خدمت میں فقیر کا سلام مسنون ضرور عرض کردیں۔

فقیر کے رفیق سفر اس مرتبہ مولانا محمد عزیز الرحمن صاحب قادری رضوی بھاؤ پوری سلمہ ربہ و بھائی سعید حسن خان صاحب سنی جامعہ مسجد مرنپور کی موذنی کے لئے اور نور چشم محمد نوری رضا بھی اپنے والد ماجد خادم سنیت کی خدمت میں رہنے کے لئے فقیر کے ہمراہ آرہے ہیں۔

اسد السنۃ وضیغم سنیت وصدر تبلیغ صداقت وزین الدین بھائی و نظام الدین بھائی و حاجی عثمن و اراکین جماعت مبارک رضائے مصطفے و اراکین تبلیغ صداقت و اراکین بزم قادری رضوی و دیگر برادران اہلسنت سلمہم ربہم کو سلام مسنون مع دعائے خلوص مشحون۔ حضرت مخدومی مولانا الشیخ محمد سعد اللہ المکی دام ظلہم العالی کی خدمت مبارکہ میں سلام مسنون عرض کرو۔ اپنے والدین کو بھی سلام و دعا کہو۔ برادرم مولانا محمد عمر خان سلمہ ربہ کے نام کا خط ان کو پہنچا دو۔ والسلام مع الدعا

عبید الرضا غفرلہ

۲۰ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۷۴ھ چہارشنبہ ۱۰ اگست ۱۹۵۵ء محلہ بھولے خان پیلی بھیت۔

نواں والانامہ ۹

۷۸۶/۹۲

فرزند دینی و یقینی حاجی احمد قادری رضوی حفظکم ربکم القوی وابقاکم دائما من شر کل شقی و غبی و غوی آمین بحرمۃ حبیبہ الاکرم صلی المولی تعالی علیہ وسلم وعلی الہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ اجمعین وبارک وسلم۔

وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ؛

فقیر گنہگار سگ بارگاہ رضوی غفرلہ خدا و رسول جل جلالہ وصلی المولی تعالی علیہ وعلی الہ وسلم کی رضا کے لئے تم سے راضی اور خوش ہے۔ نور نظر غلام محمد غوث سلمہ ربہ کو داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کرکے شجرہ طیبہ بھیجتا ہوں۔

برادرم حمزہ محمود سلمہ ربہ سے بعد سلام مسنون و دعائے خلوص مشحون کہدو کہ تم نے جو کس کے کہنے سننے پر برادرم محمد ظہور سلمہ ربہ کو جماعت خانہ سے نکال دیا ہے اسکی وجہ سے مجھ سیاہکار سگ بارگاہ رضوی کے دکھے ہوئے قلب کو اور زیادہ دکھ پہنچا ہے ان سے معافی جلد مانگو اور جماعت خانہ میں پھر ان کو جگہ دو اور پھر مجھ گنہگار سگ بارگاہ رضوی کو اس کی اطلاع کا پتور کے پتہ پر جلد از جلد دو۔

بزم قادری رضوی بمبئی کو خوب زور و شور کے ساتھ اسلام و سنیت و قادریت رضویت کی کی خدمات کے لئے چلاؤ اور بزم قادری رضوی کے اراکین سے انجمن تبلیغ صداقت با جماعت مبارکہ رضائے مصطفے جو خدمات اسلام و سنیت لینا چاہیں ان کو خلوص و محبت کے ساتھ خدا و رسول جل جلالہ وصلی المولی تعالی علیہ وعلی الہ وسلم کی رضا کے لئے بجالاؤ۔

فقیر دعا کرتا ہے کہ خدا و رسول جل جلالہ وصلی المولی تعالی علیہ وعلی الہ وسلم و حضور غوث اعظم و حضور مجدد اعظم رضی المولی تعالی عنہما بزم قادری رضوی کی امداد و اعانت فرماتے رہیں اور بزم قادری رضوی اسلام و سنیت و قادریت رضویت کی خدمات کثیرہ کرکے مقبولہ بجالائے آمین ثم آمین

برادران اہلسنت کو سلام و دعا۔ فقط

عبید الرضا غفرلہ   ۸ جمادی الآخر ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۲ فروری ۱۹۵۴ء پنجشنبہ

دسواں والا نامہ بصورت اپیل ۹۲/۷۶

برادر بجان برابر بلکہ ازجان بہتر اسد السنۃ عزیز گرامی قدر ضیغم سنیت و برادر دینی و یقینی

حاج احمد و دیگر اہلسنت سلمکم ربکم تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہٗ

محب سنیت عدو لامذہبیت ہمدم درد ملت مولٰنا محمد تقی الدین احمد صاحب

شکر المولیٰ سبحنہ وتعالیٰ سعیہ کران کے مقصد اہم و اعظم و اقدم

اہلسنت مذہبی تعلیمی کانفرنس میواڑ کے قیام وبقا میں دامے درمے قدمے بشتلے

سخنے جس طرح جس سنی بھائی سے ہوسکے امداد دیکر خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی المولیٰ

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے دارین میں اس کے صلے پائیں۔ آمین

فقیر عبید الرضا غفرلہٗ

۱۸؍ جمادی الاخری ۱۳۷۶ھ روز پنجشنبہ

ایک ضروری اور اہم اعلان

حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ والرضوان کی اس تصنیف اور

دیگر تمام تصانیف کے حقوق طباعت واشاعت

حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ والرضوان کے فرزندان و دختران کے نام

محفوظ ہیں — کوئی صاحب یا کوئی ادارہ تحریری اجازت کے بغیر

اشاعت وطباعت کا قصد نہ کرے ورنہ ان کے خلاف ضابطہ

کی کارروائی ہوگی۔

(مولٰنا الحاج) محمد منصور علی خان قادری

(مولٰنا الحاج) محمد مقصود علی خان نوری

محمد عارف رضا خان نوری (ایم اے)

فرزندان محبوب ملت علیہ الرحمہ والرضوان

پرانی یادیں

۲۳؍ دسمبر ۱۹۵۱ء کو بیت المال مدنپورہ میں ایک میٹنگ ہوئی اور اس میں تمام حاضرین نے طے کیا کہ حضرت شیر بیشہ سنت کو حج وزیارت کیلئے بھیجا جائے بالاتفاق بات طے ہوگئی اور حضرت کو بذریعہ تار اطلاع دی کہ بمبئی تشریف لائیں حضرت صاحب تار ملتے ہی بمبئی کے لئے روانہ ہوئے۔

میں رات میں میٹنگ ختم ہونے کے بعد رات کے ۱۲ بجے پاپیادہ حضرت سرکار سرکاراں آقائے نعمت دریائے رحمت سیدی وسندی کنزی مولائی وملجائی سیدنا شاہ بابا بہاء الدین قادری اصفہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانۂ کرم پر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ سرکار میرے پیر ومرشد مدینہ شریف جارہے ہیں مجھے بھی بھیج دیجئے۔

۳۱؍۷ بار اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما پڑھا۔ دربار کھلا ہوا تھا اگلے روز غسل شریف وصندل شریف تھا اس لئے صفائی ہورہی تھی۔ کسی کی بالڈی میرے سر سے ٹکرائی فال نیک کیا کہ بس کام بن گیا۔ بظاہر کوئی انتظام نہ تھا بس اسی سرکار پر بھروسہ تھا۔ ۲۵؍ دسمبر کو حضرت بمبئی تشریف لائے اور بوری بندر اسٹیشن سے سیدھے مسافر خانہ لایا گیا کیمرہ روم میں داخل ہوئے میں بھی حضرت صاحب کے قریب کرسی پر بیٹھ گیا اور کیمرہ مین سے کہا میرا بھی فوٹو۔ حضرت نے فرمایا احمد تم بھی۔ میں نے کہا جی ہاں! سرکار۔ بس یہ پہلا قدم تھا جو ظاہری طور پر بے اسباب تھا کرم مرشد وکرم سیدی بابا کہ ۲۷؍ دسمبر کو محمدی جہاز سے آناً فاناً سب معاملات طے ہوگئے۔

بابا کا دربار باب المدینہ ہے۔ مدینہ منورہ کے دروازے پر حاضری ہوا در شہر مدینہ شریف کی حاضری سے محروم رہوں یہ ان کی غیرت کے خلاف ہے ؎

مدینہ جاؤں پھر آؤں مدینہ پھر جاؤں

سیدی بابا بہاء الدین زندہ باد ابن غوث الوریٰ زندہ باد

فوٹو نکلوانے کے بعد اس کا نگیٹو منگوا کر جلوا دیا اور اخبارات میں فوٹو نکلوانے کے سلسلے میں توبہ نامہ بھیج دیا۔

۲۷ دسمبر ۱۹۵۱ء کو حضرت مرشد برحق آقائے نعمت رفیع الدرجت شیر بیشہ سنت مظہر اعلیٰ حضرت آفتاب سنیت ماہتاب رضویت امام المناظرین رئیس المتکلمین سلطان الواعظین غیظ المنافقین الحاج مولینا الشاہ محمد حشمت علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی لکھنوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے ساتھ محمدی جہاز کے ذریعہ سرزمین حرم کی طرف روانہ ہوکر میں اپنی قسمت پر ناز کر رہا تھا۔ اسی جہاز پر دیوبندیوں کے نامی گرامی مولوی طیب دیوبندی منظور سنبھلی اور دیگر مولوی سفر کر رہے تھے۔ ہم لوگ ہر وقت اپنی نماز کی جماعتیں علیحدہ کر رہے تھے اذان دی جاتی تھی اذان کے بعد بلند آواز سے الصلوٰۃ والسلام علیک یا دافع البلاء والوباء باذن اللہ پڑھتے تھے جہاز میں ایک بار منظور سنبھلی مسئلہ پوچھنے حضرت کے پاس آیا حضرت نے فرمایا تم مسلمان کب ہو جو مسئلہ پوچھنے آئے ہو۔ پھر اس کے سوال کا جواب دیا۔

حضرت کے ایک مرید کانپور سے بمبئی آئے ان کی پہچان یہاں کسی تاجر سے تھی، اس تاجر نے ان سے کہا تھا کہ جب کوئی کام آئے تو بمبئی آجانا میں تمہارا کام کر دوں گا اب بمبئی آکر اس تاجر سے ملاقات کی اور کہا کہ میرے مرشد حج کو جا رہے ہیں آپ مجھے بھی بھیج دیں اس تاجر نے انکار کر دیا۔ اب تو ناامیدی اور مایوسی کا عالم تھا۔ حضرت کے اعزاز میں سنی بڑی مسجد مدنپورہ میں عظیم الشان اجلاس ہوا۔ اس مرید نے کہا کہ حضرت میں سلام پڑھوں حضرت نے فرمایا پڑھو۔ اب انہوں نے بڑے پُردرد لہجے میں سلام پڑھا ؎

طیبہ کو جانے والے میرا سلام لے جا

دردبھری آواز حضرت اور علمائے اہلسنت کی موجودگی پورا مجمع رو رہا تھا حضرت پر بھی عجیب کیفیت طاری تھی۔ سلام ختم ہوگیا دُعا ہوئی۔ ان مرید جن کا نام عبدالجبار ہے انہوں نے مصافحہ کیا فرمایا عبدالجبار مدینہ شریف چلنا چاہتے ہو وہ بولے ہاں، حضرت نے فرمایا چلو پھر کیا تھا۔ اس زمانے میں دو روپے کا پاس بندرگاہ پر ملتا تھا کہ رخصت کرنے والے حضرات

حاجیوں کو بحری جہاز کے اندر تک رخصت کرنے جانا چاہتے تو پاس لے کر جہاز کے اندر جاتے تھے۔ وہ دو روپے کا پاس لے کر یہ سات فٹ کا لمبا آدمی بغیر پاسپورٹ اور ٹکٹ کے ساتھ ہمارے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ چیکر جہاں بھی آتے سب سے پہلے اسی پر نظر پڑتی مگر شاید وہ چیکر کو نظر نہیں آتے۔ جدہ بندرگاہ پر حضرت نے فرمایا میرے پیچھے کھڑے ہو جاؤ اور یہ عبدالجبار حضرت کے پیچھے پیچھے جدہ میں جہاز سے اترے بندرگاہ کے باہر بھی آگئے۔

بس میں ۵۰ آدمیوں کی سیٹ ہوتی ہے اور ۵۰ سوار ہوتے ہیں کنڈاکٹر آتا ہے ۵۰ کی گنتی کرتا ہے پاسپورٹ پر دستخط کرتا ہے مگر یہ ایک زائد مسافر اسے نظر نہیں آتا ہے۔ فرض مکہ معظمہ پہنچے پھر اسی طرح مدینہ شریف حاضری واپسی میں حضرت کے پیچھے پیچھے جدہ سے جہاز میں سوار ہوئے اور بمبئی میں پھر دو روپے کے پاس کرنے کر بمبئی بندرگاہ سے باہر آگئے اور یہ واحد حاجی ہیں کہ ان کا پورا سفر حج صرف چار روپے کے کرایہ میں ہوگیا۔

مجھ سے حضرت نے محمدی جہاز میں فرمایا محمد حضرت سیدنا بابا بہاء الدین شاہ قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ کرم پر جایا کرو یہ حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے ہیں ہندوستان کی سلطنت حضور سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملی ہوتی تو ان کو ملتی۔ اس ارشاد مبارک کے تحت حضور سیدی بابا صاحب کا آستانہ مبارکہ اجیر ثانی ہوا۔

مکہ معظمہ پہنچ کر ابھی ہم لوگوں نے طواف نہیں کیا تھا میں ٹہلتے ٹہلتے مسجد حرام شریف میں پہنچ گیا کعبہ معظمہ کو دیکھ کر آنسوؤں کا سیلاب جاری ہوگیا ہچکیاں بندھ گئیں۔ آکر حضرت سے عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا طواف کر لیتے تو میں نے کہا حضور آپ نے طواف نہیں کیا تھا اس لئے میں نے طواف نہیں کیا ارشاد فرمایا توبہ کرو میں نے توبہ کی پھر ہم لوگ مسجد حرام شریف میں حاضر ہوئے خانۂ کعبہ کا طواف کیا۔ ہم لوگوں نے قران کا احرام باندھا تھا ہماری قیام گاہ کے سامنے ایک میدان تھا وہاں ہم لوگ پنجوقتہ نماز جماعت سے ادا کرتے تھے حضرت خود اذان دیتے۔ اذان کے بعد بلند آواز سے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اور دیگر خطابات سے صلاۃ پکارتے پھر امامت بھی حضرت ہی فرماتے۔ ایک روز کسی نے بتایا کہ یہاں پر پہلے قبرستان تھا اس کے بعد سے حضرت نے وہاں نماز پڑھنا چھوڑ دیا اب ہم لوگ مسجد حرام شریف میں نماز

پڑھنے لگے پانچوں وقت اپنی علیحدہ جماعت کرتے ایک صاحب کو قبل جماعت دروازہ شریف پر بھیج دیتے وہ اذان دیتا اس کے بعد حضرت کی اقتدا میں حرم شریف میں باقاعدہ جماعت ہوتی۔

ایک دن حضرت نے فرمایا احمدیہ کتاب سعودی حکومت نے مفت تقسیم کی ہے اگر کہیں سے مل جائے تو لے آؤ۔ میں باب السلام پر گیا جہاں کچھ کتابوں کی دکانیں تھیں ان دوکانوں میں دریافت کرنے پر ایک دوکان میں کتاب مل گئی تین ریال کہہ رہا تھا حضرت کو آکر بتایا حضرت نے فوراً تین ریال دیئے اور میں کتاب لے کر آ گیا حضرت نے اس کا ایک بار مطالعہ کیا اور کتاب رکھ دی۔ اب جہاں کہیں بھی عربی میں یا اردو میں تقریر کرتے ابن سعود کو کافر کہتے اور اسی کتاب کا حوالہ دیتے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا بحکم شریعا کافر ہے مرتد ہے۔ مکۂ معظمہ میں ایک شور مچ گیا کہ ایک ہندی عالم ابن سعود کو کھلم کھلا کافر کہتے ہیں بات بڑھتے بڑھتے ابن سعود کے ایوان تک پہنچ گئی۔

ابن سعود کے یہاں بیس ہندی دیوبندی مولوی محل میں مہمان تھے اس نے ان مولویوں کو بلا کر گفتگو کی تو یہ سب کے سب بولے کہ اس عالم کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے گا۔ ہزاروں پڑھے بیٹھے اس کے مقابلے میں قبل میں ہم سب تو فرار ہو چکے ہیں۔ تم تو بادشاہ ہو اگر ساری دنیا سے بھی مولوی صاحبان آجائیں تو اس کے مقابلے میں کوئی بھی ٹھہر نہ سکے گا۔ ابن سعود نے اب مقامی مولویوں سے رابطہ قائم کیا اور اس کے بعد اپنے ایک وزیر کو حضرت کے پاس بھیجا وزیر حضرت کے معلم سے ملا، معلم صاحب وزیر کو حضرت کے پاس لائے اور حضرت سے معلم صاحب نے وزیر کا تعارف کرایا۔ حضرت نے وزیر سے عربی میں گفتگو شروع فرمائی۔ آنے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ آپ ہمارے بادشاہ کو کافر کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا میں اہلسنت کا مفتی ہوں اور وہ کتاب دکھا کر فرمایا اس میں یہ لکھا ہے اور اپنا عقیدہ بھی یہی لکھا ہے لہٰذا از روئے شرع ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے مرتد ہے۔ وزیر نے کہا اب کیا صورت ہے حضرت نے فرمایا ابن سعود اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کرے اور کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو جائے یا پھر اپنے کفر پر مجھ سے مناظرہ کر لے مناظرہ ابن سعود کے کفر پر ہوگا عربی زبان میں ہوگا حرم شریف میں مائک پر ہوگا اور مکہ شریف کے ہر مکان میں اس مائک کا کنکشن ہوگا۔ وزیر بہت دیر تک خاموش بیٹھا رہا اس کے بعد رخصت ہو کر ابن سعود کو حضرت کی تجویز بتائی اس نے اپنے مہمانوں کی طرف دیکھا سب کا حال خراب تھا ابن سعود کا پارہ تیز

ہوگیا اور بولا اس ہندی عالم نے میری عزت کو چیلنج کیا ہے اور تم سب خاموش ہو اگر ایسے وقت میں اس ہندی عالم کا چیلنج قبول کرتا ہوں تو حکومت سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ عربی زبان میں مناظرہ پھر مکہ کے ہر مکان میں کنکشن دنیا کا ہر جگہ کا مسلمان یہاں موجود ہے میری حکومت کا تختہ ہی پلٹ جائے گا۔ دنیا میرے منہ پر تھوکے گی تم اتنے سارے ہو خاموش ہو وہ اکیلا ہے بول رہا ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ہم پر بلا نازل ہوئی ہے پھر انتظامی عملہ سے کہا کہ اس مولوی سے کسی طرح کا تعارض نہ کرو جب تک رہے رہنے دو جب جائے جانے دو۔

حضرت کعبہ شریف سے منٰی پیدل گئے۔ ۹ ذی الحجہ کو عرفات شریف سے ہمارے خیمہ کے قریب ایک عورت کا انتقال ہوگیا اس کی نماز جنازہ ذکریا مسجد بمبئی کے اس وقت کے وہابی دیوبندی امام نے پڑھائی اس امام نے اس وقت بمبئی میں سعودی حکومت کے گیت گاتے تھے۔ ابن سعود کی خطبہ جمعہ میں تعریف کی تھی اس کے لئے دعا کی تھی اس پر علمائے دین متین نے اسے بحکم شریعا کافر قرار دیا تھا۔ نماز جنازہ کے بعد اس عورت کو دفن کر دیا گیا حضرت نے بعد میں پوچھا کہ اس کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی اشارے سے بتلایا گیا کہ دیوبندی مولوی نے حضرت اس کے سامنے ہم لوگوں کو لے کر اس قبر پر آئے اور نماز جنازہ ادا فرمائی۔

ایک مرتبہ دوران طواف ایک رنگون کے سیٹھ نے حضرت کو دیکھ لیا آکر دست بوسی کی اور عرض کیا کہ حضرت ہمارا منیجر کہیں گم ہوگیا ہے۔ بہت ڈھونڈا کہیں پتہ نہیں مل رہا ہے۔ دعا کر دیجئے، حضرت نے دعا فرمائی وہ قیام گاہ پر پہنچا کہ تار ملا تمہارا آدمی جدہ اسپتال میں ہے اور طبیعت بہت خراب ہے وہ سیٹھ صاحب پھر حضرت کی قیام گاہ پر آئے ایک ہزار ریال نذرانہ پیش کیا اور کہا حضرت منیجر کا پتہ چل گیا اس کی صحت و شفا کیلئے دعا کر دیجئے۔ حضرت نے وہ ایک ہزار ریال واپس فرما دیئے اور اس کیلئے دعا بھی نہیں فرمائی وہ سیٹھ صاحب واپس ہوئے اور قیام گاہ پر دوسرا تار ملا کہ تمہارے آدمی کا انتقال ہوگیا۔

ایک ماہ سے زائد مکۂ معظمہ میں قیام رہا اب ہوئے مدینہ شریف سفر ہے بس میں وہ عبدالجبار صاحب حضرت کے مرید بغیر پاسپورٹ و ٹکٹ بھی ساتھ ہیں۔ ۵۰ افراد کی بس ہے اور ۵۱ اشخاص جا رہے ہیں۔ ٹکٹ چیک ہوتا ہے مگر چیکر ان سے پوچھتا ہی نہیں راستہ میں تین جگہ چیکنگ

ہوئی اور ہر جگہ عبد الجبار ہم لوگوں میں لمبے تڑنگے ہم کو نظر آتے ہیں مگر چیکنگ کرنے والوں کو نظر نہیں آتے۔ ۵۰ آدمی کو گن کر چیکر اتر جاتا ہے ہر جگہ یہی ہوا۔

مدینہ شریف میں جہاں بس رکی وہاں حضرت بابرکت خلیفہ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت علامہ ضیاء الدین احمد صاحب قبلہ مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی موجود، جو حضرت کو اپنے دولت کدہ پر لے جانے کیلئے آئے تھے ان کو حضرت نے کوئی اطلاع دی ہی نہیں تھی حضرت کو تعجب ہوا پوچھا سرکار آپ نے کیسے تکلیف فرمائی۔ فرمایا گھر میں بیٹھا ہوا تھا نیچے سے کسی نے آواز دی میں کھڑکی میں آیا تو ان صاحب نے کہا مولانا آپ جلد بس اسٹینڈ جائیں مولانا حشمت علی صاحب آرہے ہیں اور وہ صاحب غائب ہو گئے۔ میں نے ہر چند تلاش کیا مگر وہ نہیں ملے گھر سے میں بس اسٹینڈ آیا پانچ منٹ گذرے ہوں گے کہ آپ کی بس آگئی۔ حضرت علامہ ضیاء الدین صاحب قبلہ مہاجر مدنی کے یہاں حضرت پیر و مرشد مہمان ہوئے۔ حضرت مہاجر مدنی کی خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا۔ کھانا ناشتہ سب بڑا ہی پُرتکلف ہوتا اور ہر وقت علیحدہ علیحدہ قسم کا کھانا ہوتا عربی کھانوں کا تو جواب ہی نہیں۔ اس مبارک دسترخوان پر حضرت اپنے ہاتھوں سے مجھے دیتے کہ احمد یہ کھاؤ احمد اس کو بھی کھاؤ۔ دوران سفر بس میں میری طبیعت خراب ہو گئی دل کو امید ہو گئی کہ اب ہمیشہ کیلئے مدینہ منورہ کی خاک حاصل ہو گی۔ نہا دھو کر مواجہ اقدس کے سامنے حاضر ہوا تو بالکل تندرست و توانا جیسے کوئی شکایت اور کوئی مرض ہی نہ تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا تھا کہ حضور اس کی والدہ ساتھ میں ہیں اس کو خیر و عافیت کے ساتھ گھر پہنچا دیجئے۔ میں اپنی موت کی تمنا کر رہا تھا اور میرے پیر و مرشد خیر و عافیت کے ساتھ گھر بھیجنے کی دعا فرما رہے تھے۔

مدینہ شریف میں باقاعدہ حرم نبوی شریف میں علیحدہ جماعت کے ساتھ نماز ہوتی تھی ایک بار وہاں کے نجدی عسکریوں نے پوچھا آپ جماعت سے نماز کیوں نہیں پڑھتے حضرت نے فرمایا میں اہلسنت کا مفتی ہوں اور لاؤڈ اسپیکر کے خلاف میرا فتویٰ ہے بعد میں حضرت نے فرمایا میں اگر دوسرے طریقہ سے جواب دیتا تو چونکہ ہم حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قبلہ کے مہمان ہیں یہ ہمارے جانے کے بعد حضرت سے سختی کرتے اس لئے میں نے دوسری

طرح سے جواب دیا تاکہ حضرت مہاجر مدنی صاحب قبلہ کو ہماری وجہ سے تکلیف نہ ہو۔

مدینہ شریف کے اطراف میں کسی مسجد میں گئے وہاں حضرت پر کیفیت طاری ہو گئی اس مبارک مسجد کے در و دیوار منبر و محراب شریف کو چومنے لگے یہاں میرے سرکار کے دست مبارک لگے ہوں گے یہاں سرکار کھڑے ہوں گے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم عجیب کیف کا عالم تھا نجدی سپاہی موجود تھا اس نے کہا ھٰذا شرک حضرت نے فرمایا یہ شرک ہے اور پھر چوما۔ اس نے پھر کہا یہ شرک ہے۔ اب حضرت کو جلال آگیا ارشاد فرمایا چومنا شرک ہے ارے تیرے دادا نے تیری دادی کو چوما تو تیرا باپ پیدا ہوا تیرے باپ نے تیری ماں کو چوما اور تو پیدا ہوا تو شرک تیرا باپ تیرا دادا سب مشرک۔ یہ منہ توڑ جواب سن کر وہ خاموش ہو گیا اور بولا چومو چومو جو کرنا ہو کرو۔ اس کے بعد حضرت والہانہ انداز میں بڑی دیر تک دیوار و در محراب و منبر کو بوسہ دیتے رہے۔

ہم مدینہ طیبہ سے پھر مکہ معظمہ حاضر ہوئے۔ مدینہ شریف سے واپسی پر الوداعی سلام بار بار حاضری کی دعا اور آخری سانس پر ایمان و سنیت کے ساتھ مدینہ منورہ میں خاتمہ بالخیر والعافیہ کی دعائیں کی گئیں۔

مکہ معظمہ میں الوداعی طواف اور بار بار کی حاضری اور خاتمہ ایمان و سنیت پر بالخیر والعافیہ اور اسی پاک شہر کی خاک میسر ہونے کی دعا کی گئی۔ طواف کے بعد الٹے قدم باب الوداع سے باہر نکلے اور پھر جدہ سے بمبئی واپس آئے۔

دوسری مرتبہ کے سفر حرمین شریفین کی واپسی پر حضرت کے اعزاز میں استقبالیہ اجلاس ہوا۔ جس میں حضرت نے سفر کے حالات بتائے کہ طواف کعبہ شریف کے دوران میری زبان سے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی صدا بلند ہوئی۔ سپاہیوں نے آکر گھیر لیا ان عسکریوں کو بھیجنے والے ہندوستانی وہابی تھے وہ مجھے نجدی قاضی کے دفتر میں لے گئے نجدی قاضی نے پوچھا کہ آپ نے یا رسول اللہ کہا حضرت نے فرمایا ہاں کہا اور یہ میرا ایمان ہے۔ اسی نجدی قاضی کے ٹیبل پر ایک کتاب ابن قیم کی رکھی ہوئی تھی حضرت نے پوچھا یہ کیا ہے تو قاضی نے کہا یہ کتاب نجدی حکومت کی اہم کتاب ہے حضرت اس کتاب کو ہاتھ میں لے کر ورق گردانی کرنے

گئے کہ اچانک اس کتاب کے صفحہ ۸۰۰ پر ابن تیم نے ایک حدیث نقل کی ہے جس سے ندائے یارسول اللہ کا ثبوت ملتا ہے۔ بس حضرت نے اس صفحہ پر نشان لگا کر رکھ دیا اتنے میں قاضی پلٹ کر آیا تو پھر گفتگو شروع ہوئی اور حضرت نے اسی قاضی کی میز پر رکھی ہوئی کتاب سے ندائے یا رسول اللہ کا ثبوت دیا اب تو قاضی کا حال خراب ہوگیا اس نے اپنے قاضی القضاۃ سے فون پر گفتگو کی تمام حالات بتائے حضرت کا نام بتایا۔ اب قاضی القضاۃ نے فون پر کہا کہ ان سے جلد معافی مانگو اور ان کو جلد سے جلد مدینہ شریف بھیج دو۔

پھر قاضی نے معافی طلب کی اور پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا حج ہوگیا مدینہ شریف جانا چاہتا ہوں۔ اس نے پوچھا کب۔ حضرت نے فرمایا جب نمبر آئے گا تب۔ وہ بولا ہم بغیر نمبر کے آپ کو ہوائی جہاز سے بھیجیں گے فرمایا میں اکیلے نہیں جاؤں گا میرے ہمراہ تقریباً پچاس رفیق سفر ہیں وہ بھی میرے ساتھ جائیں گے قاضی نے کہا کہ ہم اسپیشل ہوائی جہاز سے آپ کو روانہ کردیں گے اور آپ کے تمام ساتھی آپ کے ساتھ جائیں گے اور پھر حکومت نے سارا انتظام کیا حضرت و حضرت کے تمام ساتھی ہوائی جہاز سے مدینہ شریف پہنچے۔

حضرت فرماتے تھے کہ مدینہ شریف جلد حاضری کی تمنا تھی مگر نمبر آئے بغیر جانا دشوار تھا۔ مصطفےٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کرم فرمایا جلد طلب کیا وہ بھی بذریعہ ہوائی جہاز حکومتِ نجدیہ کے خرچ سے اور ایک ماہ مکمل مدینہ شریف میں قیام رہا۔

حضرت فرماتے تھے کہ میں جب نجدی قاضی کے دفتر میں تھا تو حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ دونوں شعر مسلسل پڑھتا رہا ؎

اپنی بنی ہم آپ بگاڑیں
کون بنائے بناتے یہ ہیں
صلی اللہ علیہ وسلم

لاکھوں بلائیں کروڑوں دشمن
کون بچائے بچاتے یہ ہیں
صلی اللہ علیہ وسلم

اور اسی وظیفے کی برکت سے نجدی خائب و خاسر ہوئے۔ جب سے حضرت نے بتایا میں نے ان دونوں شعروں کو اپنے وظیفہ میں شامل کرلیا ہے۔ ہر نماز پنجگانہ کے بعد دونوں شعر بارہ بارہ،

(۱۲، ۱۲) مرتبہ مع صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیں اور اول و آخر ۱۲۔ ۱۲ مرتبہ درود شریف بھی پڑھیں اس کے فضائل بے حد ہیں۔

دونوں حرم شریف میں اپنی نمازیں جماعت کرکے علیحدہ ادا فرماتے رہے اور دوسرے حاجیوں کو بھی تاکید فرمائی کہ جماعت کا ثواب لینے جارہے ہو ان نجدی اماموں کے پیچھے ہماری نماز ہی نہیں ہوتی اور اگر ان کو مسلمان سمجھ کر نماز ان کے پیچھے پڑھو گے تو ایمان سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ الگ نماز پڑھو یہ سمجھ کر کہ نجدی امام ہے تو جماعت سے زیادہ ثواب پاؤ گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس لئے کہ مصطفےٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمن کو دشمن سمجھا اور یہی مدارِ ایمان ہے۔

ایک مرتبہ میں محرم کی پہلی شب میں حضرت کے بیان میں آیا بلاناغہ حاضر نہ ہوا۔ دوسری شب میں حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا کل کیوں نہیں آئے تھے میں نے عرض کیا کہ کشاکشِ رزق کا عمل پڑھ رہا تھا اس لئے حاضری نہ ہوئی۔ حضرت نے فوراً ارشاد فرمایا لعنۃ اللہ علی الوھابیہ لعنۃ اللہ علی النجدیہ پڑھتے رہو مصطفےٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں پر لعنت بھیجتے رہو گے۔ وہ کرم فرمانے والے آقا علیہ الصلاۃ والسلام تمہیں رزق عطا فرمائیں گے۔

تقسیم ہند سے قبل کانگریس و لیگ کی مکاریوں چالاکیوں کا پردہ حضرت نے فاش فرمایا۔ ان کا ہرا ہرا باغ دکھانا طرح طرح کی میٹھی میٹھی باتیں کرنا قوم و ملت کو بھانا حضرت نے آفتاب سے زیادہ روشن طور پر واضح فرمادیا۔ بعد کے نتائج سے آگاہ فرمایا تحریر سے بھی تقریر سے بھی ان سب کی گمراہی کو طشت از بام کردیا۔ اور اس وقت حضرت نے جو جو فرمایا تھا تقسیم ہند کے بعد وہ بھیانک مناظر سامنے آئے۔

فرمایا مسلمانو! کہاں جارہے ہو۔ ظلم و ستم و قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے۔ ہر طرف مایوسی اور اندھیرا ہے کوئی پرسانِ حال نہیں پاسبان رہزن بن گئے اور رہزن جلاد ہوگئے کرنے کے لئے کچھ باقی نہ چھوڑا۔ جانوں، مالوں کی عزت و آبرو کی جائیداد و اولاد کی کیا حالت ہے، سامنے ہے۔ ضلعوں شہروں قصبوں دیہاتوں میں ویرانہ ہوگیا بستیاں اجڑ گئیں گلی کوچوں میں

ٹرینوں میں خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں ماں باپ بھائی بہن اولاد رشتہ دار الگ الگ ہوگئے ہندوستان قبرستان بن گیا مساجد و قبرستان و مزارات پر غیروں کا قبضہ ہوگیا۔ یہ سب کیوں ہوا؟ تم نے قرآنی احکام سے مونہہ موڑا خیر خواہ امت کے بتائے ہوئے راستہ کو چھوڑا غیروں کو ہمدرد دیکھا انہوں نے ہی تم کو ذبح کر ڈالا جس کو ترقی سمجھتے تھے وہی تنزلی کا راستہ تھا اغیار سے دوستانہ اپنوں سے کٹ جانا۔

لِلّٰہ اپنے جسم کو آگ سے بچاؤ۔ مصطفےٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن پاک میں آؤ۔ سب کچھ برباد ہوگیا اب بھی آنکھ نہیں کھلتی ہر طرف سے بے دینیت لامذہبیت تمہیں دعوتِ ہلاکت دے رہی ہے۔ چند روزہ زندگی ہے ایک دن قبر کا مونہہ دیکھنا ہے یہاں کا بویا وہاں پانا ہے علم دنیا سے اٹھتا جارہا ہے جو عالم جاتے ہیں ان کی جگہ خالی ہوجاتی ہے تصنیفاتِ اعلیٰ حضرت کو اپنا دستور العمل بنالو عقائدِ حقہ پر گامزن ہوجاؤ دنیا کا نقشہ بدل جائے گا۔ روحانیت پیدا ہوجائے گی اپنی حفاظت آپ کرنے کی صلاحیت پیدا ہوجائے گی۔ تائید غیبی ساتھ ہوگی۔ خیر خواہِ امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بھولی بھیڑوں بھیڑیوں سے ہوشیار ہوجاؤ یہ ظالم بھیڑیے ٹٹی کی آڑ میں شکار کرتے ہیں۔

چڑی مار جب چڑیوں کا شکار کرتا ہے تو پہلے جال بچھاتا ہے اور چھپ کر چڑیوں کی بولی بولتا ہے چڑیاں سمجھتی ہیں کہ ہمارا ہم جنس ہے اور دھوکہ میں آکر جال میں پھنس جاتی ہیں ؎

یہ جو تجھ کو بلاتا ہے ٹھگ ہے مار ہی رکھے گا

ہائے مسافر دم میں نہ آنا مت کیسی متوالی ہے

سید ہر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں ان بد مذہبوں بے دینوں سے دور رہو ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں یہ تمہیں گمراہ نہ کریں کہیں یہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ آؤ! آؤ! ان گمراہانِ زمانہ سے دور و نفور رہتے ہوئے اسلامی احکام کی پابندی کرتے ہوئے اپنے ظاہری باطنی حال کو سنوارتے ہوئے رب کریم کی بارگاہ میں آؤ اور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والتسلیم کے وسیلے سے توبہ کرو اپنے جملہ گناہوں سے ظاہری باطنی چھپے کھلے چھوٹے بڑے گناہوں سے معافی طلب کرو اور الحب اللہ والبغض للہ کی دولت سے اپنے کو مزین

کرو دارین کی فلاح و بہبودی تمہاری جھولیوں میں ہوگی۔

یہ وہ ارشادات ہیں جن پر عمل سے کل بھی کامیابی وکامرانی نے قدم چومے اور ان پر آج بھی عمل کیا جائے تو دونوں جہان کی کامیابی قدموں کو بوسہ دے۔ مولیٰ عز وجل ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے آمین آمین آمین

خادم دین متین۔ غلام سیدنا بہاؤالدین

حاجی احمد عمر ڈوسا

قادری رضوی حشمتی

مارہرہ شریف سے بمبئی تک

قادری، برکاتی، رضوی، نوری بزرگوں کے
اعراس کی تاریخیں

۱۔ قطب مارہرہ خاتم الاکابر حضور سیدنا شاہ آلِ رسول قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس شریف خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف میں ۱۹، ۲۰ر صفر کو ہوتا ہے۔

۲۔ سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس شریف خانقاہ رضویہ بریلی شریف میں ۲۳۔۲۴۔۲۵ر صفر کو ہوتا ہے۔

۳۔ تاجدار اہلسنت عارف حق حضور سیدی علامہ الحاج الشاہ محمد مصطفےٰ رضا نوری مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس شریف ۱۳ر محرم کو خانقاہ رضویہ بریلی شریف میں ہوتا ہے۔

۴۔ شیر بیشہ سنت مظہر اعلیٰ حضرت امام المناظرین حضرت علامہ الحاج حافظ قاری ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا عرس ۲۱، ۲۲، ۲۳ر صفر کو خانقاہ حشمتیہ پیلی بھیت میں ہوتا ہے۔

۵۔ محبوب ملت غازی اہلسنت اُستاذ السنۃ حضرت علامہ الحاج حافظ قاری ابوالمظفر محب الرضا محمد محبوب علی خان صاحب قادری برکاتی رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کا عرس ۲۲، ۲۳، ۲۴ر جمادی الاخریٰ کو سنی بڑی مسجد مدنپورہ۔ بمبئی و آستانۂ حضرت محبوب ملت ناریل واڑی قبرستان بمبئی میں منعقد ہوتا ہے۔

اہل عقیدت ومحبت مندرجہ تاریخوں میں ان بزرگانِ کرام کے عرس میں شرکت فرمائیں اور دولت دارین حاصل فرمائیں۔

خادم سنیت :۔ محمد منصور علی خان قادری برکاتی رضوی

خطیب سنی بڑی مسجد۔ ۱۶۶۔ ایم آزاد روڈ مدنپورہ۔ بمبئی ۸

علمیت روحانیت اور معرفت کا خزینہ

اصل عربی فارسی کتب کا مرکز

شرح فتوح الغیب
شیخ عبدالحق محدث دہلوی

نصب الرایہ (عربی)
تخریج احادیث الہدایہ

شرح المواقف (عربی)
سید شریف علی بن محمد الجرجانی

مدارج النبوۃ (فارسی)
شیخ عبدالحق محدث دہلوی

اشعۃ اللمعات (فارسی)
شیخ عبدالحق محدث دہلوی

المعتمد فی المعتقد

معارج النبوۃ (فارسی)

شرح سفر سعادت (فارسی)
شیخ عبدالحق محدث دہلوی

ہشت بہشت
(دیوان امیر خسرو) (فارسی)

اخبار الاخیار مع مکتوبات
شیخ عبدالحق محدث دہلوی

جذب القلوب الی دیار المحبوب
شیخ عبدالحق محدث دہلوی

مثنوی مولوی معنوی (فارسی)

عینی شرح کنز (عربی)

المسامرہ (عربی)

نادر المعراج (فارسی)

کیمیائے سعادت (فارسی)

بہار باراں۔ شرح گلستان

کلیات جامی (فارسی)

اردو کتب

عمامہ کے ماثور رنگ

کرامات مفتی اعظم ہند

پنج سورہ

فن شاعری اور حسان الہند

سوانح شیر بیشہ سنت

الصوارم الہندیہ

الوظیفۃ الکریمہ

مکاشفۃ القلوب

شمع شبستان رضا

سامان بخشش

تجلیۃ السلم

مجموعہ نعت

گلستان شریعت

منتخب حدیثیں

ذکر حبیب ﷺ

نعت حبیب ﷺ

جماعت اسلامی

ضرورت تقلید

فیصلہ مقدسہ

کھرا کھری کا مباحثہ

ترانہ کہو

نعت محل

تقسیم کار...... دارالنور...... مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور

النوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی

گنج بخش روڈ بلال گنج لاہور پاکستان 0314-4979792 0300-8539972

PRINTEX